UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232672
UNIVERSAL
LIBRARY

نسخه صراط المستقیم هندی

ترجمه صراط المستقیم فارسی تصنیف مولانا اسمعیل که از زبان

غیب ترجمان امام اوحد سید احمد صاحب مغفور

شنیده تحریر نموده بودند بمحله

سیالده بمطبع قدوسی

زیور طبع پوشید

۲۲۰۰۶
۲۹۵۶ ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ تعریف کہ لایق بارگاہ بے نیاز مطلق کے ہو احاطۂ بیان مین
کسی کے سوائے اوس ذات پاک کے نہین انتی * اور
دلیل روشن اس بیان کی مطلع کلام پاک سے ان حضرت صلعم
کے ساری خلایق کے سر پر آفتاب کے مانند ہی چمکتی *
وہ کلام معہ ترجمہ یہہ ہی * لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی
نَفْسِكَ * یعنے نہین تعریف کر سکتا ہون تیری جیسی
تعریف کی تو نے اپنی * اور جو شکر کہ حق ہی اوسکے اُس نعمتون
کا کہ ہر ساعت نقطہ انسانی پر کہ دایرہ لطف رحمانی کا مرکز ہی
بنتی رہتی ہین کسی مخلوق سے ہو نہین سکتا کیونکہ یہہ شکر
خود ایک بڑی نعمت ہی کہ کوہی نعمت اسکے پہلو مین
نہ بیٹھتی اور نہ مناسبت کی لیاقت رکھتی * اور اسواسطے

اگر تمام عالم خلق اور امر یعنے جو پیدا ہو چکے ہین اور
ہونگے کہ جسکا نام شخص اکبر ہی اپنے مانند اور ہزار دن
کو لیکر اس وادی مین قدم رکھہ کے ابدالاباد سعی اور
کوشش بیشمار کرے پھر خطرہ اوسکی نعمتون کے شکر
کے ہموزن ہونیکا خیال مین اسکے گذرے تو سوائے
عرق شرمندگی کے اپنی پیشانی قصور نشانی کی رونق
بخش پاوے اور ہزارون زبان سے اپنی بے زبانی پر
مقر اور معترف ہو کے فرمان مہری وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
لَا تُحْصُوْهَا ٭ کو یعنے اگر گنو اللہ کی نعمتون کو شمار نکر سکو گے
بندگی کے محکمہ مین اپنی عاجزی پر گواہ عادل پیش کرے
پس اس مشت خاک سے اوسکے حمد اور شکر کا شمہ ادا نہین
ہو سکتا مگر اتنا کہ اللہ تعالی نے اپنے کرم سے اسکا حکم فرمایا ہی
ناچار اس بیچارہ کے کام کا چارہ وہی کہ اپنے زور اور
قوت سے بیزار ہو کے حکم خدا کی تابعداری کر کے
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہکے کبھی جیب قصور سے سر باہر
نکہیچے ٭ اور اوس حکیم حقیقی کے وکالت اور ولایت کے
نکتہ پر کہ خود اوس پاک بیچون نے بسبب تعلیم کرنے حمد اور

شکر کے اس ناچیز محض کو نوازا ہی پہنچکے اس نعمت
عظمی کی لذت کو ہمیشہ مذاق تا لو جان مین بخشے اور
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کو اپنی جان کا
مونس غمخوار اور ہمدم غمگسار سمجھے اور درود بیشمار
اوپر جو علم ہین میدان وجود کے صاحب ہین مقام محمود
کے مطاع ہین دفتر اصفیا کے مقطع ہین قصیدہ انبیا کے
رونق ہین چمن اصطفا کے پھول ہین چنکیر دان گلشن
اجتبا کے مضمون ہین کتاب ایجاد اور تکوین کے مقصود
ہین خطاب ارشاد اور تلقین کے اعنی احمد مجتبی محمد
مصطفی صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین و
وعلینا برحمتک یا ارحم الراحمین لیکن بعد حمد اور نعت کے
کہتا ہی عاجز ذلیل امیدوار رحمت رب الجلیل بندہ
ناتوان محمد اسمعیل کہ نعمتین اللہ کی حق مین اِس ناتوان کے
بے پایان ہی اور بڑی نعمت ہی انمین سے حاضر رہنا
محفل مین ملاذ زمان عالی خاندان سیادت کے مرجع صاحب

ہدایت کے مرکز دایرہ ولایت کے دلیل راہ فلاح اور
رشاد کے رہنمائے راہ استقامت اور سداد کے
مظہر انوار نبوی کے سر چشمہ آثار مصطفوی کے خلاصہ
خاندان صلب پاک سید الاولیا حضرت علی مرتضی کے
چنے ہوئے گھرانے کے سبط اکبر حسن مجتبی کے پیشوائے
شریعت اور طریقت کے ہادی زمانہ مرشد یگانہ چراغ
محبوبن کے تاج محبوبونکے امام اوحد سید احمد پھل کھلادے اللہ
مسلمانون کو بسبب درازی حیات اوسکے اور نفع
دے ہمکو اور سب طالبون کو اوسکے قول اور فعل
اور حال سے * اور یہہ ناتوان جس اوان مین اوس
مجلس ملایک مانس مین حاضر تھا سنے سے کلمات ہدایت
نشان کے فیض اور مراد کو پہنچا پھر خیر خواہی مسلمانون نے
یون تقاضا کیا کہ اس فیض الہی مین غایب لوگ بھی ہمراہ
حاضرین کے شریک رہین اور طریق اسکی سیوا سے
فید کرنے کے اس مضامین بلند پرواز کو قفص تحریر مین
دوسری بنا یا اگرچہ عیان اور بیان اور حضور اور
غیبت مین جسقدر تفاوت ہی کسی عاقل پر چھپا نہین

ہی کیونکہ اس پر گواہ عادل ہی اَلشَّاھِدُ یَرَی مَالَا یَرَاہُ اَلْغَایِبُ یعنی حاضر دیکھتا ہی وہ چیز جو نہین دیکھتا ہی غایب لیکن بحکم اسبات کے کہ مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ یعنی جو بالکل نہ سمجھا جاے تو بالکل چھوڑا بھی نہین جاتا ہی کمر ہمت کی اسکام کے پورا کرنے مین چست باندھا اور نیت خالص تہ دل سے درست کر کے سعی زیادہ سے زیادہ بجالایا اثناے تحریر مین اس کتاب کے کئی ورقون کو کہ جسے جناب مستغنی عن الالقاب مولانا عبدالحی ادام اللہ برکاتہ نے جو سلک ملازمت مین اوس عالی جناب کے منسلک تھے کچھ مضامین ہدایت کو جو زبان غیب ترجمان سے حضرت کے سنکے اُن ورقون مین لکھا تھا پایا اُن ورقون کو غنیمت بارد سمجھکر اسکتاب کے دوسرے اور تیسرے باب کو اوس کلام ہدایت التیام پر بعینہ مشتمل کیا اگرچہ احسن اور اولی تالیف مین اسکتاب کے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طور سے لکھنے مین اکثر مضامین کو اس کتاب کے کہ محض ترجمہ پر اوسکے جو حضرت کی زبان سے صادر ہوا تھا اکتفا کیا گیا تمامی مضامین مین وہی

راہ نا پی جاے لیکن از بسکہ ذات مبارک اپکی کمال
مشابہت پر جناب رسالت مآب صلعم کے بد وفطرت
مین پیدا ہوئی تھی اس جہت سے تخمہ فطرت آپکا علوم
رسمیہ کے نقشون سے اور دانشمندون کے کلام
اور تحریر اور تقریر کی راہ سے مصفی رہی تھی اسلئے
سمجھنا اِس اسرار اور مضامین کا بدون تمہید مقدمات اور
لانے تمثیلات کے اور بغیر مطابق کرنے اس مضامین کے
اصطلاح پر سابق متقدمین کے اس زمانہ کے لوگون پر
سخت دشوار معلوم ہوتا تھا اِسلئے بعضے مقام مین کچھ
تقدیم اور تاخیر اور بعضے جا پر مقدمات کی تمہید اور تمثیل
اور اصطلاحات پر اگلون کے تطبیق خصوصا اصطلاح پر
عالم باللہ شیخ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کے لوگون کے
سمجھنے کے لئے عمل مین لایا گیا تھا اسکے اس ناتوان
نے ہر پارہ کو اس کتاب کے بعد لکھنے کے سمع مبارک
پر اوس جناب کے عرض کیا کہ مقصود غیر مقصود سے ممتاز
ہووے اور جو نقصان کہ مداخلت سے عقل ناقص اس
ہیچ مدان کے راہ پایا ہو اصلاح سے حضرت کے

جبر نقصان پاوے اور اس کتاب کا نام صراط المستقیم رکھہ
کے ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر مرتب
کیا اور باب کو فصل پر اور فصل کو ہدایت پر اور ہدایت
کو تمہید اور افادہ پر تقسیم کیا اور مبادی کو ساتھہ لفظ تمہید کے
اور مقاصد کو ساتھہ لفظ افادہ کے صدر مین لکھا *
وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ نہین ہی
توفیق مجھکو مگر اللہ سے اوسی پر بھروسا کیا مینے اور
اوسی کے طرف رجوع رہتا ہون *

مقدمہ اور اسمین تین فایدے ہین

افادہ * جاننا چاہئے کہ حاصل کرنی محبت حضرت حق کی ثمرہ
ہی شریعت اور طریقت کا اور جڑ بنیاد ہی حقیقت
اور معرفت کی اوسکی کھلی دلیل ہی یہہ حدیث *
مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا * یعنے جو شخص کہ
ہووے اللہ اور اوسکا رسول زیادہ پیارا اوسکے نزدیک
سارے جہان سے اور اشارہ ہی اسی پر آیہ کریمہ *
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ یعنے ایمان والے بڑے مضبوط
ہین اللہ کی محبت مین اس مسئلہ مین اگرچہ صوفیہ کرام کا اجماع

ہی بلکہ ساری خلایق کا اتفاق ہی مگر اس جگہہ ایک نکتہ ہی
بہت باریک کہ اس زمانہ کے اکثر لوگ اوس سے غافل
ہین اور وہ تمیز اور فرق ہی درمیان حب نفسانی کے جسے
عشق بولتے ہین اور حب ایمانی کے جسکو حب عقلی
بولتے ہین کیونکہ عشق مبادی سلوک کے واردات سے
ہی اور حب ایمانی انبیا کے کمالات اور اولیا کے مقامات
سے عوام صوفیہ اول کو ثانی کی جگہہ پر رکھہ کے اور اشارات
شرعیہ کا مشار الیہ سمجھکے انبیا اور اولیا کی سیرت کو اہل
عشق اور وجد کے حال سے تطبیق دینے اور ملانے مین
تشویش اور فکر بے حاصل کرتے ہین کیونکہ خصلت اِن
بزرگون کی اِن سالکون کی واردات سے کسیطرح سے
ملنے والی نہین ہی اِس اجمال کی تفصیل یون ہی مراد عشق
سے وہ قلق اور شورش ہی کہ باطن مین انسان کے
نایابی مقصود سے ظاہر ہوتا ہی اور تمام قوای باطنہ مین
اثر کرتی ہی اُسکی نہایت پانا اوس مقصود کا اور وصال
اوس محبوب کا ہی پہلا تھکانا اوسکا دل ہی جو ساری
کیفیات نفسانی کا اوسکے محل ہی دوسرا تھکانا قوای

باطنہ ہی غایت اوسکی مضمحل اور از خود رفتہ ہونا طالب
کا ہی مطلوب کے پانے مین پھر جب اوسکا مقصد حاصل
ہوتا ہی اوس قلق اور اضطراب کی شورش بجھہ جاتی ہی
اور عشق جاتی رہتی ہی * اور مراد حب عقلی سے ایسی
چیز کے طلب کی خواہش کا بھرنا کنا ہی کہ طالب اوسکے
منافع پر اور اپنے محتاج ہونے پر اُسکی طرف مطلع ہوا ہی
اور اُسی خواہش نے طلب کی راہ کی سختیون کو طالب پر
اسان کیا ہی اور اسی سبب سے کہ ہمت کی تلاش
مین اوسکے باندھا اور ہر طرح کی تدبیر جو کیسہ فکر مین اپنے
رکھتا تھا خرچا اور سر و سامان سے اپنے گذرا اختیار سے
نہ لاچاری سے اور پھلا موقع اوسکا عقل ہی جو سارے
معلومات کا خزانہ ہی اور دوسرا تھکانا اوسکا قوائے باطنہ
مین اثر کرنا ہی مثل تاثیر کرنے پانی کے درخت کی جڑ سے
پتی اور پھل مین پھر عقل مین کیا کیا فکرین اوسکے لئے
درست کرتا ہی اور دل مین کیا کیا ہمت اور ارادہ
اوتھاتا ہی اور بدن مین کیا کیا سختی اور چاہیتی چیزون کو
ترک کرنی چلنے مین اُس راہ کے اپنے اوپر پسند کرتا ہی اور

جیسا کہ حب عشقی کا نہایت اور نتیجہ یعنے پھلن علم کا فنا
ہو جانا ہی یعنے اپنے محبوب کے سوائے کسیکا ہوش اور
شعور نہین رہتا یہان تک کہ اپنی جان کا بھی ہوش نہین
باقی رہتا ہی اوسیطرح سے نہایت اور نتیجہ حب ایمانی
کا طالب کے ہمت اور ارادہ کا فنا ہونا ہی یعنے جو کہتا ہی
سو محبوب سے کہتا ہی اور جو سنتا ہی سو محبوب سے
اور جو فکر اور تدبیر کہ محبوب کے حاصل کرنے مین
اور اوسکی راہ چلنے مین بکار امد نہو اوسکے نزدیک قیل
وسوسہ سے ہی گنتی کے شامل نہین اور جو حب اور بغض
اور بھلائی اور برائی محبوب کی چاہت اور نفرت کی
جہت سے نہو تو اوسکے اگے عارضہ کے قسم سے ہی
التفات کے قابل نہین حاصل کلام مطلوب کے حاصل
کرنیکی خواہش طالب کے ظاہر اور باطن کو زیر حکومت
اور فرمان روائی اپنے لایا ہی بخلاف حب عشقی کے
کہ محب کے تمام باطن کا بھر جانا اوسکے متحقق ہونے کی
شرط نہین ہو سکتی کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ عشق اور
اور بغض اکٹھا ہوتا ہی یعنے ایک شخص کے نزدیک ایک

چیز بالطبع پیاری ہوتی ہی لیکن عقل کی راہ سے ناکاری
ہی خصوصا دونو حب مین جب تعارض اور مقابلہ ہوتا ہی
مثلا ایک نوجوان دیندار باربوالدین یعنے باپ ماپر نیکی
کرنیوالے کو کسی عورت یا لونڈے کی عشق ہوتی ہی
اور شارع یا ماباپ حب عقلی کی راہ سے جو اوس کے
نزدیک ازبسکہ محبوب اور پیارے ہین اوسکام
سے روکتے ہین البتہ وہ سعادت مند اوس معشوق کو بلکہ
اوسکی عشق کو بھی عقل کی راہ سے مکروہ اور ناپسند
جانتا ہی گو باعتبار اپنی طبیعت کے اوسکا مغلوب ہوے
لیکن حب ایمانی جسکا مقر اصلی یعنے تھکانا عقل ہی اور
وہان سے اوسکا لشکر قوای طبیعہ پر تاخت لاکے محب
کے تمام باطن کو رام کیا ہی معارض کو کسیطرح اوس مین
راہ نہین ہی اور جیسا کہ حب عشقی محبوب کے پانے کے
بعد جاتی رہتی ہی اور اوسکا شعلہ بجھ جاتا ہی اسیطرح
سے حب ایمانی محبوب کے وصال سے زیادہ ہوتی ہی
اور ایک سے ہزار درجہ بڑھ جاتی ہی اور ایسی وسعت
اور قوت پکڑتی ہی کہ ویس قوت اور وسعت جدائی

مین ہر گز متصور نہین کیونکہ جب عشق محبوب کی جدائی
پر مشروط اور موقوف ہی جب شرط یعنے جدائی
باقی نرہی مشروط یعنے جب عشق بھی باقی نرہیگی اس بات
پر شاہد عادل ہی اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ * یعنے جب
شرط جاتی رہی مشروط بھی جاتا رہیگا اور جب ایمانی موقوف
ہی محبوب سے جو فایدہ ہی اوسکے جاننے پر اور محبوب
مین جو کمالات ہین اوسکے سمجھنے پر اور محب کی جو احتیاج
ہی محبوب کی طرف اوسکے یقین رکھنے پر سو یہہ باتین
محبوب کے وصال مین اور بھی زیادہ ظاہر ہوتی ہین کیونکہ
پہلے علم الیقین تھا یعنے اوسکی خوبیونکو جانتا تھا اور اب
عین الیقین ہوا یعنے اوسکی خوبیون کو بچشم خود دیکھا
اس اجمال کی تفصیل یون ہی مثلاً پیاسے کو جب بڑی
شدت کی پیاس لگتی ہی کہ منہ مین گرمی اور سینہ مین
سوزش پیدا ہوتی ہی اور لب پر خشکی آجاتی ہی تب پانی کا
عشق پیدا ہوتا ہی اور اوسکے غم سے بے چین ہوتا ہی اگرچہ
کسی سے سنا بھی نہو کہ پانی پیاس بجھاتا ہی اور اگرچہ جان
یا تن پر کچھ ضرر پہنچنے کے سبب سے عقل اوسکی پانی کے

پینے سے روکتی ہو جب یہہ پیاسا پیاس کی شدت کی حالت
مین آب زلال پر پہنچتا ہی اور اوس پانی سے سیراب
ہوتا ہی اور پانی کی ٹھنڈک اور سیرابی اوسکے
روئیں روئیں پہنچتی ہی اوسوقت عجب ایک سناٹے
کی حالت ہوتی ہی کہ پانی کے سوا سب بھول جاتا ہی
اور پانی کے سوا کسیکا خیال نہین رہتا ہی بلکہ اکثر ایسا ہوتا
ہی کہ ایک خمار نشے کے مانند آجاتا ہی اور اوسکے سبب
سے ایک ساعت یہوش اور از خود رفتہ ہو جاتا ہی
اور وہ حالت پیاس کی بالکل دور ہو جاتی ہی یہہ حب عشقی
ہی اور زراعت کرنیوالون کو جو پانی کی محبت ہوتی
ہی وہ حب عقلی ہی کیونکہ اونکو جو پانی کی محبت اور
خواہش ہی تو اسی سبب سے ہی کہ وے خوب
جانتے ہین کہ اونکی کھیتی اور چراگاہ اور باغون کا کام جس سے
اونکی روزی اور زندگی کی گذران ہی بغیر پانی کے نہ چلیگا
حاصل کلام پانی کیطرف جو اونکو احتیاج ہی اور پانی سے
جو اونکو میوے اور غلے کا فایدہ ہی اوسکو سمجھکے پانی
کی خواہش اور طلب قعر عقل سے اونکے اٹھتی ہی

اور اوس خواہش نے اونکی ساری ہمت کو پانی کی طلب
مین مصروف کیا ہی پھر مینہ کی طلب مین کیسی کیسی دعا
اور زاری اونسے ظاہر ہوتی ہی اور موت اور رہٹ
اور غیرہ کے بنانے کی ترکیب مین کیسی کیسی تدبیرین اونسے
صادر ہوتی ہین اور کیا کیا محنت کو ان کھودنے نہر بہانے
موت کھینچنے تالاب و حوض کھودنے مین رات دن
اون پر اور اونکے چارپایون پر گذرتی ہی اور وے لوگ
اُن سب تدبیرون اور مشکلون کو اپنا کمال اور افتخار سمجھکر
دل و جان سے اونسی مین غرق رہتے ہین اور اُن کامون
مین ایسی چستی اور چالاکی کرتے ہین کہ ہرگز اسکت اور
سستی کا نام و نشان نہین اور جو کبھی کوئی ان کامون مین
اسکتی ہو تو اوس کو ملامت کرینگے اور طعنہ مارینگے اور نادان
اور پست ہمت کہینگے اور جس قدر پانی اونکو ملتا ہی
اور اوسکے فایدہ پر عین الیقین کے ساتھہ خبردار ہوتے
ہین اپنی ساری کوشش اور سعی اور محنت اور مشقت
کو جو پانی کی طلب مین برداشت کیئے تھے بجا معلوم کرتے
ہین اور اوسپر خوشی اور شکر کرتے ہین اور مشقت کی

برواسطہ کرنے ہیں اور بھی زیادہ جالائک ہوتے ہیں جب یہہ مقدمہ ذہن نشین ہوا تو اب جاننا چاہئے کہ حق جل و علا اپنے خاص بندون مین سے بعضے کو جو سعید ازلی ہین قبول کرکے محض اپنی عنایت اور کرم سے دو قسم کی محبت مین سے ایک قسم یا دونو قسم کی اپنی محبت کی ہدایت کرتا ہی اور اونکو سرمایۂ سعادت دو جہانی پر موفق کرتا ہی اور پھل اور نتیجہ اوسکا عطا کرکے مفتخر کرتا ہی ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ * یہہ اللہ کا فضل ہی دیتا ہی اوسکو جسکو چاہتا ہی اور ہریک کے لئے ان دو نو قسم کی محبت سے ایسے اسباب اور موید ات اور آثار اور ثمرات ہین کہ اوس قسم کے ساتھہ مختص ہین اُسکے دوسرے قسم مین پائے نہین جاتے اور طالب راہ حق کا دو نو قسم کی محبت سے ہر ایک کو سبب انہین چار امرون کے دوسری قسم سے الگ معلوم کرتا ہی اسلئے اس امور اربعہ کا لقب وجوہ تمایز فیما بین النوعین کیا یعنے وجہین تمیز کرنیکی دونو قسم کی محبت کے درمیان مین ۲ افادہ چونکہ حب ایمانی اور اوسکے احوال اور مقامات اور نتیجے اور ثمرات

نبوت سے حاصل ہیں یعنے انبیا کی ہدایت کرنے اور
سمجھانے سے اس قسم کی محبت حاصل ہوتی ہی اسواسطے
اس طریق کو کہ شروع اوسکا حب ایمانی سے اور انتہا اوسکا
نبوت تک ہی یعنے حب ایمانی کا کمال نبیون کو حاصل
ہوتا ہی اور حب ایمانی والا نبیون کا تابع بن جاتا ہی اور
قدم بقدم رسول صلعم کے چلتا ہی اسواسطے اوسکو راہ
نبوت اور نسبت نبوت کہتے ہین اور چونکہ حب عشقی
اور اوسکے حالات اور مقامات اور نتیجے اور پھل
حضرت حق کے وجود کے سامنے ساری چیزونکی حقیقت کے
مضمحل ہونیکی معرفت تک کہ وہ معرفت خلاصہ ولایت
کا ہی منتہی ہوتی ہی اسلئے اس طریق کا کہ شروع اُسکا
حب عشقی سے اور انتہا اوسکا معرفت تک ہی راہ
ولایت اور نسبت ولایت نام رکھا گیا ۳ افادہ اِس
امت کے بزرگوار یعنے طریقت کے متقدا اور حقیقت
کے پیشوا لوگ اگرچہ راہ نبوت کی کمالون کے ساتھہ
متصف اور اوسکے ثمرات کے متمام ہین راسخ القدم
تھے لیکن اوسکے حاصل کرنے کی طریق کو راہ ولایت

کے حاصل کرنیکی طریق سے جدا بیان نفرماے اور راہ نبوت
کی بحث مین مستقل ہو کے لب نکھولے اور اوسکے
مبادی کے تعین مین یعنے اوسکے شروع مین کیا کیا چاہئے
سو جیسی چاہئے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک
باب اُس کتاب کا دونو حب کی تمیز کے وجوہ کے بیان
مین لکھا جاے اور چونکہ دریافت کرنا ہر طریق کے اثار
اور علامات کا مقدم ہی چلنے پر اوس طریق کے اِسواسطے
سب بابون پر اس باب کو مقدم کیا گیا اور چونکہ پاک
کرنا نفس کا رذایل سے اور آرایش دینا اوسکا فضایل سے
اور بجالانا عبادات شرعیہ کا ایسے ڈھب پر کہ شارع
کو مقصود ہی بنیاد ہی راہ نبوت کی اور رونق بخش
ہی راہ ولایت کی اسلئے ضرور ہوا کہ ایک باب
اِسکتاب کا تخلیہ اور تحلیہ یعنے پاک کرنے اور زیور پہرانے پر
نفس کے مشتمل ہو اور طریق اداے عبادات شرعیہ
کے بیان کو شامل ہو راہ نبوت اور راہ ولایت کے
سالک کے بیان سے مقدم اور دونو راہ کی تمیز کے وجہون
کے بیان سے موخر معین کیا جاے تاکہ راہ نبوت کے طالبون کو

اپنے کام کا سررشتہ ہاتھ لگے اور راہ ولایت کے سالکوں
کو اپنی سعی کا پھل ملے اور بھی انہیں بزرگوار دن نے اگرچہ
راہ ولایت کے مبادی کے تعین میں یعنے اذکار اور مراقبے
اور ریاضتیں اور مجاہدے مقرر کرنے میں سعی زیادہ سے
زیادہ کئے ہیں لیکن بحکم اس مصرع کے * ہر سخن وقتے و ہر نکتہ
مکانے دارد * یعنے ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا
ایک موقع ہی * اشغال ہر وقت کے مناسب اور ریاضتیں
ہر قرن کے موافق جدا جدا ہوتی ہیں اسیواسطے ہر وقت کے
محققوں نے جو اکابر ہر طریق کے تھے تجدید یعنے نیا کرنے میں
اشغال کے بہت کوشش کئے ہیں بنابر اسکے مصلحت
دید وقت نے ایسا اقتضا کیا کہ ایک باب اِس کتاب کا
واسطے بیان اشغال جدیدہ یعنے نئے شغلوں کے جو اس وقت
کے مناسب ہی معین کیا جاے اور اشغال کی تجدید میں
تینوں طریقے یعنے قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ پر اکتفا کیا
جاے کیونکہ یہہ طریقے سب طریقوں سے مشہور زیادہ
ہیں پس اِس طریقے کی اشغال کی تجدید یعنے نیا کرنے کے
بعد دوسرے طریقوں کی اشغال کی تجدید کی کچھ حاجت نہیں *

اور چونکہ حاصل ہوتی نسبت ولایت کی راہ نبوت کے
سلوک کو آسان کرتی ہی اور جسکو نسبت ولایت کی
حاصل ہی راہ نبوت کی نسبت کو تھوڑی سعی سے حاصل
کر سکتا ہی اسواسطے احسن ترتیب یون تہری کہ اس باب
کو باب چہارم پر جو مشتمل ہی طریق برسلوک راہ
نبوت کے مقدم کیا جائے اور اللہ سے توفیق ہی اور
اوسکے ہاتھہ مین لگام تحقیق ہی

پہلا باب بیان مین طریق نبوت اور طریق ولایتکی
تمیز کے وجہون مین اور اُس مین دو فصل ہی *

پہلی فصل بیان مین طریق ولایت کے تمیز کی وجہون مین
اور اوس مین چار ہدایت ہی * پہلی ہدایت حب عشقی
کے تحصیل کے اسباب مین اور اُس مین دو افادہ ہی افادہ
جانا چاہیئے کہ حضرت حق کی محبت حاصل کرنے کے لئے سبب
عادی ہی ذکر اور فکر لیکن جو ذکر اور فکر کہ دو نو قسم کی محبت
مین سے ایک قسم کی محبت کے حاصل کرنیکا سبب ہی سو
غیر ہنی اوس ذکر اور فکر کا جو سبب ہی حاصل کرنیکا
دوسری قسم کی محبت کا چنانچہ اوس معنی کا اشارہ ان

دونون قسم کے حکمون کی تفصیلون کے ضمن مین کیا جائیگا

۲ افادہ لیکن عشق کے حصول کا سبب سو تیسرا اوسکی یہہ ہی کہ جیسا کہ آگ کہ بہت لطیف اور نہایت صاف اور سب عناصر یعنے مٹی ہوا پانی کے اوپر ہی زمین کے اجزاے لطیف کے ساتھہ کہ جسکا نام دہوان ہی ملتی ہی اور اوسکو اپنے کرہ کے طرف جو سارے عناصر کے کرون کے اوپر ہی کھینچتی ہی تاکہ اُسکو اپنے مین فانی کرے اور آثار اور احکام مین ہمرنگ اپنا بناوے لیکن جب وہ غبار کہ درمیان اسمان اور زمین کے تودہ تودہ جمع ہوا ہی اوس دہوین کو آگ کے کرہ کی طرف چڑھنے نہین دیتا اور روکتا ہی اِس سبب سے درمیان نار اور غبار کے کشاکشی اور مقابلہ پیش اتا ہی اسی جہت سے کڑک اور بجلی پیدا ہوتی ہی یہان تک کہ اجزاے نار یعنے آگ اپنی شدت اور تیزی کے سبب عوایق یعنے روکنے والی چیزون مین سے کسیکو پانی کر کے زمین کی طرف گرا دیتی ہی اور کسی کو پارہ پارہ کر کے جو مین یعنے آسمان اور زمین کے درمیان پریشان کر ڈالتی ہی تاکہ دہوین کے جزہ لطیف کو کشان کشان اپنے کرہ کے طرف کھینچ کے اپنے مین فانی اور

ریشان کرے ایسا ہی لفظ مبارک اللہ کا جو نشاء الفاظ یعنے
عالم گفت گو مین تجلی حضرت ....یچون کی ہی ذاکر کے حلق اور
تالو اور زبان اور کان کو اوس وقت سے ذکر کرنے مین جو
صوفیہ کے درمیان چلا کر ذکر کرنے کے لئے معمول ہی اور وہی ذکر
جہری وسوسے کے دور ہونے اور دل کے جمع ہونے اور
ارواح کی پتلا پن کے لئے مقرر ہی نور اور سکینہ اور لذت
سے مالا مال کرتا ہی اور ایسا ہی لفظ مبارک اللہ کا اوس
طریق سے ذکر کرنے مین کہ مشہور ہی صوفیہ کے درمیان ذکر
خفی کے لئے اور وہی ذکر خفی مقرر ہی حلاوت پانے
اور خلوت اور سکوت کی لذت اوٹھانے کے لئے اور
لوگون سے ملنے اور کلام کرنے سے نفرت پیدا ہونے کے
لئے وہم اور خیال کو ذاکر کے پاش پاش کرکے نیست اور
نابود کر دیتا ہی خواہ ذکر سے اِس لفظ مبارک کے یہہ
بات حاصل ہوئی ہو یا ملانے سے نفی کے جیسا لا الہ الا اللہ ہی
یا کوئی دوسری صفات کے جیسا اللہ سمیع ہی اور اللہ
بصیر ہی تب طالب کا ذہن اوس لفظ سے انتقال کرکے
اوس لفظ کے معنی اور مفہوم کے تصور کے طرف جاتا رہتا

ہی اور وہ مفہوم نشاء علم یعنے عالم عام مین حضرت حق کی
وہ تجلی ہی جو ساری تجلیات سے برتر اور لطیف تر اور سب
تجلیات مین حضرت ذات پاک کے ساتھہ قریب تر ہی
جب یہہ تجلی یعنے اس لفظ کا مفہوم کہ بسیط محض اور مجرد
بحت ہی ذہن مین طالب کے جمتا اور مستقر ہوتا ہی
اس طرح سے کہ اوسکی بصیرت کی انکہہ ہمیشہ اوس
مفہوم کی طرف پرتی رہتی ہی اور تمامی قوت دراکہ اوسکی
کھلی انکہہ کی طرح اوسی مفہوم پر ٹکی لگی رہتی ہی اور
سیوائے اوس مفہوم کے کسی طرف تہ دل سے
التفات نہین ہوتی ہی اجیانا اگر خطرہ ماسوا کا اوسکے ذہن
مین گذرے تو وہ امر اتفاقی ہی تہ دل سے نہین اور اوسکا
نام قوم صوفیہ کے نزدیک فکر ہی ف بسیط کہتے ہین اوسکو
جو مرکب نہو جیسے پانی اور ہوا اگرچہ نکہہ ہوا کبھی پانی اور
پانی ہوا ہو جاتا ہی یعنے حال انکا بدلتا ہی اسیواسطے اونکو
محض بسیط نہین بولتے اور اللہ تعالی کی ذات محض بسیط
ہی کیونکہ اُسکا حال بدلتا نہین اور مجرد بولتے ہین اُسکو
جو بسیط ہو مگر کرہ کا محتاج نہو جسطرح ملایک کیونکہ فرشتے

کرہ کے محتاج نہین لیکن چونکہ مخلوق ہین اُنکو مجرد بحث نہین
بولتے اور خدا کی ذات مجرد بحث ہی کیونکہ اوسکی ذات
مخلوق نہین انتہی حاصل کلام جب طالب اپنی ہمت اور
عقل کے زور سے اوس مفہوم مین دخل پاتا ہی اور استغراق
قوی حاصل کرتا ہی اور وہ تجلی اُسکے جان کی پیوند ہو جاتی
ہی تب سالک کے جز لطیف کو کہ روح الہی ہی اپنا ماوف
اور خوگر بنا کے اور اوسکے ساتھہ ملکے اوسکو اپنے اصل
کے طرف کھینچتی ہی اور روح الہی کہ عالم پاک سے ہی
وَقُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی یعنے تو کہہ کہ روح ہی میرے
رب کے امر سے شان مین اوسکے ہی اور بسبب
قید ہونیکے اُس مشت خاک یعنے جسم مین اپنے اصل کو
بھول گئی تھی اور اوسکے ادراک کے آینہ پے زنگ کھایا
تھا جب اوس تجلی کے نور سے آینہ موہہ کا اوسکے صیقل
ہوا اور حق کے کمالون کا عکس اپنے مین دیکھا چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ
خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنے بیشک اللہ نے بنایا آدم کو اپنی
صفت پر ایک اشارہ ہی اُسپر اور اپنے بھولے ہوئے
وطن کو یاد کر کے پھر اپنے اصل مین ملنے چاہتی ہی پھر کھینچنا

اوس تجلی کا اس روح کو اور خود کھچی جانا اوس روح کا بسبب
اوس بیداری اور ہوشیاری کے بسبب اوس تجلی کے
حاصل کیا تھا حظیرۃ القدس یعنی احاطہ پاک مین چڑھنے چاہتی
ہی اور اپنے رفیق اعلی سے یعنی جماعت انبیا سے کہ
مقام ان کا اعلی علیین ہی ملنے کی خواہش کرتی ہی لیکن چونکہ
غبار بشریت کا حظیرۃ القدس مین ملنے نہین دیتا اور روکتا
ہی ناچار روک تو ک اور مقابلہ درمیان خواہش روح الہی
اور چاہش نفسانی کے حادث ہوتی ہی اس سبب سے
شورش اور تغلغل اور گرمی نسمہ مین کہ حکالقلب روح
طبی ہی ظاہر ہوتی ہی جیسا غضب کے وقت سوزش اور
گرمی اور فرحت کے وقت خوشی اور شگفتگی * ف * روح
الہی کی حقیقت سوا ے خدا کے کوئی نہین جانتا آدمی کو اتنا
علم نہین جو اوسکو سمجھے اور روح حیوانی کو روح طبی بولتے ہین
اسلئے کہ طبیب لوگ علاج اور معالجہ اسی روح کا کرتے ہین
اور صحت اور مرض اُسی سے علاقہ رکھتا ہی انتہی حاصل کلام
روحانی خواہش اور نفسانی چاہش دونون کے کشاکش
سے جو سوزش اور بیقراری اور گرمی روح نفسانی مین

پیدا ہوتی ہی سو طالب کو دیوانے اور سوالے کی طرح کر دیتی
ہی اور عقل اور فکر کو کھو دیتی ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی
کہ شرع اور ادب کے قانون سے باہر کر دیتی ہی اور اُس
سوزش اور گرمی اور بیقراری کی شدت اور تیزی کے سبب
سے صحرا اور میدان اچھا معلوم ہوتا ہی اور مجلس اور
مکان مین وحشت ہوتی ہی اور آہ اور فغان کیا کرتا ہی اور
رنگ زرد ہو جاتا ہی اور آنسون گرایا کرتا ہی اور اسی
کیفیت کو عشق کہتے ہین اور چونکہ یہہ کیفیت روح نفسانی کو
حاصل ہوتی ہی اسیواسطے اسکو حب نفسانی بھی کہتے ہین
اور یہہ کیفیت دمبدم بڑھتی جاتی ہی یہان تک کہ حجاب
بشریت کا اور جلباب تگرہ کا یعنے پردہ اللہ کے نہ پہچاننے کا
پھٹ جاتا ہی اور نفسانیت کا غبار پاش پاش ہو جاتا ہی
اور اس محبت کا پھل ظاہر ہوتا ہی یعنے حضرت ذوالجلال
کے جمال کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہی

ہدایت دوسری حب عشقی کے موجدات کے بیان مین
اور وہ شامل ہی تین افادہ پر ❋

❋ افادہ ❋ حب عشقی کی موجدات مین سے عمدہ موجد ریاضت

ہی یعنے کم سونا اور کم بولنا اور لوگونکی صحبت مین کم رہنا کیونکہ
ان چیزون کی قلت سے روح حیوانی کو رقت اور لطافت
حاصل ہوتی ہی اور جس قدر روح حیوانی پتلی ہوتی ہی اور
پگھلتی ہی تغلغل اور شورش اور گرمی جلد تر ظاہر ہوتی ہی ٭
٭ ۲ افادہ ٭ سب مویدات مین سے حب عشقی کے سنا ہی
الحان خوش کا اور آواز دلکش کا اور شوق امیز قصون کا اور
عشق انگیز شعرون کا ٭ ۳ افادہ ٭ ساری مویدات سے اُسکے
پرہیز کرنا ہی اُن چیزون سے کہ روح طبی مین کثافت پیدا کرتی
ہین جیسا بہت سونا اور غذاے کثیف کا ہمیشہ کھانا اور مانند
اُسکے چنانچہ اہل تجربہ پر چھپا نہین ہی ٭

تیسری ہدایت بیان مین حب عشقی کے آثار مین
اور اس مین پانچ افادہ ہی

٭ ۱ افادہ ٭ حب عشقی کے آثار مین سے یک یہہ ہی کہ یہہ
حب بذاتہ بھت جانیکو حجاب بشری کے اور ملنے کو روح
الہی کے اپنے اصل کے طرف تقاضا کرتی ہی اور بس ٭ کسی
قانون کی موافقت نہین چاہتی خواہ قانون شرع ہو خواہ قانون
ادب اور نہ کسی کی رضامندی ڈھونڈھتی خواہ رضامندی

محبوب کی ہو خواہ اوسکے غیر کی اور نہ کسیکی متابعت کو لازم
جانتی خواہ متابعت خود محبوب کی ہو خواہ اسکے غیر کی یہہ
مت سمجھو کہ مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ عشق اور وجد
والے پابند شریعت کے اور مقید آداب عرفی کے اور
طالب رضاے مولا کے نہین ہوتے اور تابعداری کو مصطفی
صلعم کے لازم نہین جانتے حاشا وکلا بلکہ مقصود وہ ہی کہ یہہ حب
بذاتہ ان کامون کو نہین چاہتی بلکہ صاحب اس حال کے فقط
مضمحل ہونے کو مشاہدہ مین جمال حضرت ذوالجلال
کے چاہتی ہی اور بس * جس طور سے ممکن ہو ہاتھہ
اوسے کسی طریق کی خصوصیت کو اوسکی اقتضا مین
دخل نہین مثلا اگر ایسے حال والے کو اپنا مقصد حاصل
ہونیکا گمان راگ باجہ سننے مین اور عشق مجازی
مین اور شغل برزخ مین اور طاعت اور ذکر سے معطل
رہنے مین اور اسیطرح کے کامون مین جو شرعا حرام اور
منع ہی ہووے البتہ تہہ دل سے اوسکی رغبت اور
میلان انکامون کی طرف ظاہر ہوگی اگرچہ صاحب اس حال کا
دینداری کی راہ سے اس خواہش کے آثار کو ظاہر

ہو سنے ندے بلکہ دور کرنے مین اوسکے کوشش کرے
کیا نہین دیکھتا ہی کہ عشق مجازی مین عاشق کو معشوق کے
جمال کا دیکھنا اور اوسے نزدیک ہونا اور ملنا مطلوب
ہوتا ہی اگرچہ معشوق کو عاشق کے نزدیکی سے اذیت
ہوتی ہی بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مجازی معشوقین اپنے
عاشق کو دیدہ بازی سے اور آمد و رفت سے اپنی مجلس
مین منع کرتے ہین اور قرب جوار اور محلہ اور دیار سے
نکلوا دیتے ہین یہان تک کہ نوبت گالی گلوچ کی اور لات اور
جوتی کی پہنچتی ہی لیکن عاشق لوگ دیدہ بازی سے اور
امد و رفت سے مجالس مین معشوقون کے دست بردار نہین
ہوتے ہین بلکہ مرجانا اپنے معشوق کے ہاتھہ سے اور برداشت
کرنا اُن کے غصہ اور غضب کو اور کھپ جانا اپنی جان کو اُنکے
کوچہ مین کمال فخر اور عاشقی سمجھتے ہین چنانچہ اُن کی باتین جو نظم
اور نثر مین ہین صریح اس پر دلالت کرتی ہین کیا نہین دیکھتا
ہی کہ کلام شکایت امیز کبھی ایک کا زبان پر لانا اور حرف
گلہ کا نکالنا کسقدر باعث رنج کا اوس شخص کے ہوتا ہی اور
مقام مین حب عقلی کے کس پایہ مین گرتا ہی باوجود اسکے

عشق مجازی والے بیان کرتے ہین ایسی حکایات اور شکایات
کے درپے نہین بلکہ اپنے کلام کو کے اسطرح مضامین
سے رنگین کرتے ہین حاصل کلام مقصود اس کلام سے حب
عشقی کی اہانت نہین ہی بلکہ ایک اشارہ ہی طرف
اوس فرق کے کہ درمیان حب عشقی اور حب عقلی کے
ہی حاشا وکلا * ۲ افادہ * اور سب اثارون مین سے حب
عشقی کے تفرد ہی یعنے محبوب کے سوا سارے علاقون
سے الگ رہنا اور بھانت بھانت کے شغلون کے
پیش اپنے اور علابق کے ہجوم سے دل تنگ ہونا اور
امور متفرقہ کے انتظام سے تنگ حوصلہ ہونا جیسا بندوبست
گھر اور سیاست شہر کی اور جماعتون کی امامت اور
جمعہ اور عید کی اقامت اور حق دارنا پنے والون کے حق کو
دینا ہی اور اسیواسطے نکاح سے جو اصل سارے
علاقون کا ہی اُن کو نفرت اور وحشت ہوتی ہی * ۳ افادہ *
اُنہین مین سے ہی شدت سے علاقہ پکڑنا دلکا مرشد کے ساتھہ
مستقل ہوکے یعنے اس لحاظ سے نہین کہ یہہ شخص حضرت
حق کے فیض کا ناودان ہی اور اُسکی ہدایت کا واسطہ

ہی بلکہ اس طور سے کہ متعلق عشق کا ہی شخص ہونا
ہی چنانچہ اس طریق کے بزرگوارون مین سے ایک نے
فرمایا ہی کہ اگر خدائے تعالی ہمارے مرشد کے غیر مین
تجلی فرماوے تو ہرگز مجھکو اوسکی طرف التفات درکار نہین
* ۴ افادہ * سب آثارون مین سے اس حب کے اہتمام نکرنا ہی
علوم اور طاعات ظاہری پر کیونکہ مشغول ہونا علوم ظاہری
مین بھانت بھانت کے کامون کے انتظام مین سے ہی اور
چونکہ کام اسکا باطن در باطن یعنے وحدت ہی
مشغول ہونا ایسے کامون مین کہ جس مین کثرت ہی اوسکے
کاروبار کو پریشان کرتا ہی * ۵ افادہ * اور سب آثار مین
اوس کے عدم تفطن یعنے نہ سمجھنا اوس علاقہ کا ہی کہ ظاہر
شرع اور باطن شرع کے درمیان مین واقع ہی تفصیل اس
اجمال کی یون ہی کہ شرع کو ایک باطن ہی اور وہ علاقہ
یکرنگی دل کا ہی حضرت حق جلشانہ کے ساتھہ اور اس تعلق
کے اقسام مختلف ہین کہ ہر قسم کو اوس اقسام مین سے
نسبت بولتے ہین * ف * جسطرح بادشاہ کے ساتھہ
کسی کو نسبت غلامی اور کسیکو نوکری اور کسیکو دوستی کی

ہوتی ہی انتہی اوُر شرع کو ایک ظاہری اوُر وہ احکام
کو بجالاناہی اور منہیات سے باز رہناہی اور اس افعال ظاہری
اور وہ علاقہ باطنی کے بیچ مین ایک علاقہ ہی بہت باریک
کہ فیابہ محققین اعنی شیخ ولی اللہ قدس اللہ سرہ نے اسکو
کھولکر تفصیل کے ساتھہ لکھاہی پس جو شخص اپنے مین
اوس علاقہ کو پاتاہی عبادت اوسکی سراسر مغز بے پوست
ہوتی ہی اور احوال اسکا افعال کے ساتھہ مل جاتاہی
دگرنہ وہ شخص محض قشری ہی یعنے عبادت اوسکی سراسر
پوست بے مغز ہوتی ہی اگر تمسک فقط ظاہر افعال شرعی
پر کیاجاے والا عقیدہ مین اوسکے ایک شاخ ملحد پنے کی نکلتی
ہی اگر تمسک فقط باطن شرع پر کرکے ظاہر شرع کا کچھ اعتبار
نکرے اور چونکہ دریافت کرنا اوس علاقہ کا وحدت احوال مین
کثرت افعال کے بندوبست کے قسم سے ہی جب
عشقی والے کواس میدان مین جولان نہین ہی مگر جب عقلی
والون کی تقلید کرکے اور اسی آثار سے جو مذکور ہووے
دوسرے آثار کو کہ بسبب تنگی مقام کے مذکور نہوے سمجھنا
عاقل پر اتنا دشوار نہین * اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ * عاقل کو

* اشارہ بس ہی *

چوتھی ہدایت جب عشق کے پھل مین
اور اس مین تین فایدہ ہی * افادہ * کیفیت عشق کی
تیزی اور شدت اور تجلی علمی کی کشش کی قوت اور
روح الہی کے کمال کھچی جانے کے سبب سے جب
غبار شہادت اور مثال کا دور ہوجاتا ہی اور نور اور ظلمت
کے پردے پھٹ جاتے ہین تب بموجب اوس وعدہ کے
کہ جسپر آیہ کریمہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا
ناطق ہی یعنے جو لوگ کوشش کرتے ہین ہماری تلاش
مین البتہ بتاونگا اُنکو اپنی راہین اور جسپر کریمہ فَاذْكُرُونِي
أَذْكُرْكُمْ دلالت کرتی ہی یعنے یاد کرو مجھکو یاد کرونگا
تمکو حضرت ذوالجلال کے جمال لایزال کا مشاہدہ
حاصل ہوتا ہی یعنے اللہ کی ذات پاک ظاہر ہوتی ہی
اور قرب اور نزدیکی اور معیت اور سنگت کے
معنے کہ مضمون ہی اس حدیث قدسی کا أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي
بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي وَاحَفِظَ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ ہم اپنے
بندہ کی یقین کے نزدیک ہین اور ہم اوسکے ساتھ

ہیں جب یاد کرتا ہی وہ مجھکو اور یاد کرا للہ کو پاویگا تو اوسکو
اپنے روبرو * اوسپر ظاہر ہوتا ہی یعنے وصال حاصل ہوتی
ہی اور بدلے میں اوس تب و تاب اور بے چینی اور
قلق کے کہ جدائی میں برداشت کیا تھا پوشاک سرور کی اور
خلعت کلمہ کلام کی ہاتھہ لگتی ہی فی الجملہ پریشانی الفت
کے ساتھہ اور وحشت اُنس اور محبت کے ساتھہ
بدل جاتی ہی افادہ پھر جب قاید توفیق اوس مدہوش کے
ہاتھہ کو یعنے جو شخص مشاہدہ کی خوشی سے مدہوش
ہو رہا ہی اوسکے ہاتھہ کو پکڑ کے اوپر کھینچتا ہی تب فنا
اور بقا کا مقام یعنے اپنے کو فنا اور اللہ کو باقی سمجھتا ہی غیب
کے پردہ سے ظاہر ہوتا ہی اِس اجمال کی تفصیل یہہ ہی
کہ جیسا لوہے کے ٹکرے کو آگ میں ڈالتے ہیں اور آگ
کا شعلہ اوسکے ہر جانب کو گھیر لیتا ہی بلکہ آگ کا جز لطیف
اوس لوہے کے ٹکرے کے جوہر ذات میں گھس جاتا ہی
اور رنگ اور روپ کو اوسکے ہم رنگ اپنا بناتا ہی اور
گرمی اور جلانا کہ آگ کی خاصیت میں سے ہی اوسکو حاصل
ہوتی ہی البتہ وہ لوہے کا ٹکرہ آگ کے انگاروں میں گنا جاتا

ہی اس لحاظ سے نہین کہ وہ لوہا اپنی حقیقت سے بدل کے
صرف آگ ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ امر صریح جھوٹھہ اور باطل
ہی بلکہ یہہ لوہے کا ٹکرہ اپنی حقیقت مین لوہا ہی ہی لیکن
آگ کے شعلون کے لشکر کی ہجوم سے لوہے پنا اوسکا اپنے
آثار سمیت بھاگ گیا اور گم گیا پس جو آثار اور احکام
کہ آگ مین پایا جاتا تھا وہی حکم اور اثر اوس لوہے کے ٹکرے
مین صادق آسکتا ہی نہ بلکہ وہ آثار اب بھی اوسی آگ
پر کہ اوس لوہے کے ٹکرے کو گھیر لیا ہی مترتب ہوتا
ہی لیکن جب اوس آگ نے اوس لوہے کے ٹکرے کو
اپنی سواری بنا کے اپنی سلطنت کا تخت قرار دیا اوس
آثار اور احکام کو اسی لوہے کے ٹکرے کے ساتھہ نسبت
کر سکتے ہین چنانچہ اوسکی تصریح ہی وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ
اور نہین کیا ہمنے اوسکو اپنے حکم سے وَفَارَادَ رَبُّكَ پھر
ارادہ کیا تیرے رب نے * ف * حضرت موسی علی
نبینا و علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خون ناحق
کا اور ناحق کشتی توڑنے اور بے فایدہ دیوار بنانے کا الزام
دیا اور انکی طرف نسبت کیا اور خضر علیہ السلام نے جواب

دیا کہ نہین کیا ہم نے اپنے حکم سے اس سے معلوم ہوا کہ
جلانا کام آگ کا ہی لیکن کہہ سکتے ہین کہ لوہے سے جل گیا
لوہے سے داغ دیا انتہی القصہ اگر اوس لوہے کے ٹکرے
کو اسحال مین بولنے کی قدرت ہوتی تو بیشک سوز بان سے
اپنے آگ ہو جانیکا اوازہ اور لوہا آگ ہی اور آگ لوہا ہی
اس لفظ کا شور گنبد آسمان مین دالتا اور مقرر ایک ساعت از خود
رفتہ ہو کے اور اپنی حقیقت سے غافل ہو کے بولنے لگتا
کہ مین آتش سوز اُن کی ایک چنگاری ہون اور مین وہ ہون
کہ کاروبار باورچیونکا اور لوہارون اور سونارون بلکہ سارے
صنعت والون کا میرے ساتھہ لگا ہی پس اسیطرح
جب اللہ کی کشش کی موجین اس طالب کے نفس کامل کو
احدیت کے دریا کے قعر مین کھینچ لیتی ہی * ف * یعنے
سوائے اوس احد کے اوسکو کوئی نظر نہین آتا اور اوسکے
توحید مین فنا ہو جاتا اور اوسی پاک ذات پر اوسکی ٹکی لگ
جاتی ہی اور اپنے کان اور آنکھہ اور ہاتھہ اور پانون اور
غیرہ اعضا کا خیال اور ہوش مطلق باقی نہین رہتا جیساکہ فنا اور
بقا کے مقام مین قریب ہی مذکور ہی انتہی تب انا الحق یعنے

مین حق ہون ولیس في جبتي سوی اللہ * اور نہین میرے
جبے مین اللہ کے سوا ہی بے اختیاری سے بول اوٹھتا ہی
جیسا کہ اسی حال کا بیان ہی حدیث مین جو مذکور ہوتی ہی
* فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ
ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا *
تب ہوتا ہون اوسکا کان کہ سنتا ہی اوس سے اور ہوتا
ہون اوسکی انکھہ کہ دیکھتا ہی اوس سے اور ہوتا ہون
اوسکا ہاتھہ کہ پکڑتا ہی اوس سے اور ہوتا ہون اوسکا
پانون کہ چلتا ہی اوس سے اور ایک راویت مین یہہ لفظ
ہی ولسانہ الذی یتکلم بہ * اور ہوتا ہون اوسکی زبان
کہ بولتا ہی اوس سے یہہ گفتگو بہت باریک اور یہہ مسلہ
ہی بہت نازک اس مسلہ مین مناسب ہی کہ خوب تامل
کرے * ف * یہہ ایسا مقام ہی کہ جب روح آدمی
کی بشریت اور آب وگل کے لباس سے خالی ہوتی
ہی اور حق کی تجلی کا عکس اوس روح پر برتی ہی اور
طالب حق کا حق تعالی کو موجود اور اپنے کو بالکل فنا اور
متناہو اسمجھتا ہی اور اپنی زبان کو اپنی زبان نہین جانتا

اور اسکا حال اوس لوہے کے ٹکرے کا سا ہوتا ہی شب
بے اختیاری کی حالت مین عشق کے جوش سے انا الحق
کہنے لگتا ہی انتہی * اور تفصیل وار سمجھنا اسکا دوسرے
مقام پر حوالہ کرے تو * وَوَرَاءَ ذَالِكَ فَلَا اَقُوْلُ لِاَنَّهٗ * سِرٌّ لِسَانُ النُّطْقِ
عَنْهُ اَخْرَسُ * اِسکے سوا اور کچھ نہ بولونگا کیونکہ وہ ایک
بھید ہی زبان ناطق اوس سے گنگ ہی خبر دار اس
معاملہ مین ہرگز تعجب اور انکار کرنا نچاہئے کیونکہ جب وادی
مقدس کی آگ سے جہان حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے
اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ * بیشک مین ہون اللہ سارے
جہان کا پالنے والا اس مضمون کی اواز نکلی تو آدمی جو اشرف
موجودات اور اوس ذات پاک کا نمونہ ہی اگر اوسکے
نفس کامل سے اواز انا الحق کی نکلی تو مقام تعجب کا نہین *
ف * یہہ آیت بیسوین پارہ سورہ قصص مین ہی انتہی اور
اسمقام کے نوازمہ سے ہی عجیب و غریب خوارق اور
کرامتون کا صادر ہونا اور قوی تاثیرون کا ظاہر ہونا اور
دعاؤن کا قبول ہونا اور بلاؤن کا دفع ہونا دلیل اسکی
یہہ حدیث قدسی ہی لَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ

لَاُعِیذَنَّہٗ * البتہ اگر سوال کریگا مجھسے البتہ عطا کرونگا
اوسکو اور اگر پناہ مانگے مجھسے البتہ پناہ دونگا اوسکو اور
اس حال والے کے لوازمات سے ہی کہ اوسکے
دشمن بدسگال پر خرابی اور وبال پڑے چنانچہ یہہ
حدیث اسی مضمون کی ہی مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ
اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ * جسنے دشمنی کی میرے دوست کے
ساتھہ سو تحقیق اگاہ کردیا میںنے ساتھہ جنگ کے * ۳ افادہ *
پھر اگر غیب سے دوبھری رحمت اور نئی طرح کی کشش
رحمانی اس طالب کے حال پر پہنچتی ہی تب اوسکی
اور اک اور سمجھہ بہت ہی کشادہ اور بہت بڑی
ہوجاتی ہی کہ اوسکے سبب سے جتنی موجودات اور
مخلوقات ہیں سبکی حقیقت ذات بیچون کے مقابلہ
میں اوس شخص کے نزدیک مٹی ہوئی نظر اتی ہی اور جو
علاقہ کہ اس طالب کی ذات اور حضرت حق کے درمیان
میں ظاہر ہوا تھا وہی علاقہ سناری موجودات اور حضرت حق
کے درمیان میں اوس کو روشن ہوتا ہی حاصل کلام
حضرت حق جو تمام موجودات کا قیوم اور تھام نے والا ہی

اوسکی قیومیت کی شان اور ساری مخلوقات کی بیشمار
حقیقتین جو اوس ایک ذات سے قایم ہین اسپر کھل
جاتی ہی تب سورہ حدید کی اس آیت کا مضمون بولنے
لگتا ہی * هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ * وہی ہی پہلا اور وہی پچھلا اور ظاہر اور باطن اور
وہ سب چیز جانتا ہی سبحان اللہ کیا خوب تاثیر حب عشقی
ہی اور کیا اچھی کشش تجلی علمی کی ہی کہ اوسکے سبب
سے یہہ ایک مشت خاک مقام پاک مین کہتدر چالاک ہوا
اور اِس ناچیز مٹی نے رب الارباب کے قرب کی مجلس
مین کیسا مقام عزت کا بیٹھنے کو پایا بیت جسم خاک از عشق
بر افلاک شد * کوہ در رقص آمد و چالاک شد * یعنے خاکی
بدن عشق سے آسمان پر گیا پھار ناچنے لگا اور چالاک ہوا
عشق جان طور آمد عاشقا * طور مست و خر موسی صاعقا *
طور کی جان عشق آئی عاشقا * ہو گیا مست اور موسی گر پڑا
اور اس مقام کے لوازمے سے ہی وحدت وجود کا دم مارنا *
* ف * یعنے سب وجود کو فنا سمجھنا فقط اللہ کے وجود کو
باقی اور موجود جاننا انتہی اور اللہ کی معرفت کی باتین کرنا اور

ان بیسون کا مضمون بولنا شعر انچہ نی میگوید اندر زیر و بم
فاش گرگویم جہان برہم زنم * یعنے جو کچھ بانسلی بولتی ہی زیر
و بم کے اندر اگر کھول کر بولون تو جہان کو برہم کرون *
جہاں معشوق است وعاشق پردۂ * زندہ معشوق است و عاشق مردۂ *
یعنے جو ہی سو معشوق ہی عاشق پردہ ہی معشوق زندہ ہی
عاشق مردہ ہی * محبت عشقی کے احکام کا بیان شرحوار
خصوصا فنا اور بقا کے مقام کی تفصیل سلوک کی کتابون مین
موجود ہی اور قدوہ اولیا کے اور زبدہ ارباب صفا کے
حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے اس کمال
کو قرب النوافل بولتے ہین *

دوسری فصل بیان مین طریق نبوت کی تمیز کے وجہون مین
اور اس مین چار ہدایت ہی *

پہلی ہدایت بیان مین جب ایمانی کی تحصیل کے اسباب مین
جانا چاہئے کہ انسان اصل خلقت اور پیدایش مین اپنے
چند امور پر مفطور رہی اور بھلا جاننا اون کامونکا اور برا سمجھنا
اون کامون کے ضد کا اوسکی جبلت مین امانت رکھے ہین
اور نوع انسان مین جس شخص کے جبلت کی تختی نقشون

سے جھوٹی تقلید اُون نادانون اور سرکشون کے جنھون
نے اپنے فطرت کو خراب اور فاسد کئے ہین صاف
ہوتی ہی البتہ انکامون کو اپنے لئے بلکہ سارے انسان
کے لئے فخر اور ہنر سمجھتا ہی اور انکامون کے ضد کو اپنے
اور اپنے سے لوگون کے لئے نقصان اور عیب معلوم کرتا
ہی اور جسکو اپنے ہم جنسون سے ان کامون سے معطل
اور بیکار دیکھتا ہی اوسکو کودن اور بیوقوفون کے
زمرہ سے گنتا ہی اون مین سے عمدہ امر منعم کی حب اور
اوسکی تعظیم ہی اور سارے عالم پر اوسکی طرف داری
اور اُسکی نعمتونکی شکرگذاری اور محنتون کی برداشت
کرنی اور چاہیئی چیزون کو چھوڑ دینی اور طلب رضا مین
اوسکے بھاتی چیزونکا صرف کرنا اور اوسکے غلامونکے زمرے
مین سے اپنے کو سمجھنا اور اپنی ذات کو اُسکے مقابلہ مین ناچیز محض
دیکھنا اور اوسکی تعریف مین زبان کھولنا اور اعضا کو اپنے
اوسکی خدمت مین لگانا اور اوسکے بار احسان کے نیچے گردن
جھکانا اور اوسکے احسان کو قولا اور فعلا اظہار کرنا اور اوسکی
فرمان برداری مین اپنی مرغوب چیزونکو کھودینا اور اوسکے

اوامر اور رضاجوئی کے عزم پر دل کو مضبوط رکھنا اور فروتنی
اور نیاز سے اوسکے عارو ننگ نکرنا گو کہ خسیس اور دشوار
کامون کا رنج اور محن پیش اوے اور مداومت پر
ہر کام مذکور کے کہ خلاصہ اوسکا حق شناسی منعم کی ہی
استقامت کرنا حاصل کلام خلاصہ اس کلام کا یہہ ہی کہ
انسان جید فطرت کو اپنے منعم کے ساتھہ ایک علاقہ
ایسا ہوتا ہی کہ ہرگز اوسکے عہدہ برائی سے مدت العمر کی
خدمت سے باہر ہوپنے نہین سکتا اور کھی چیز کو اوسکی
نعمتون کے مقابلہ مین سمجھنے نہین سکتا اور جو مشقت
کہ اوسکی خدمات کے بجالانے مین برداشت کیا ہی اوسکی جزا
سیوا اوسکے رضاکے دوسری چیز کو معلوم کرنے نہین سکتا ہی
اور اگر تو نیک تامل کرے تو کسی فرد جید خلقت کو افراد
انسانمین سے خالی ان امور سے پاویگا اور آپس مین سراہنا اور
فخر کرنا بسبب حب منعم کے اور بچنا اور نفرت کرنا منعم کی
کفران نعمت سے اور آپسمین گالی گلوچ کرنا بسبب
کفران نعمت کے اس قسم کے لوگون مین جاری نہی مثلا
اگر کسیکو یون یاد کیجئے کہ فلانا اپنے باپ ماکے ساتھہ نیکی

اور اپنے مالک کی خیر خواہی اور اقا کی نمک حلالی اور
استاد کی تعظیم اور بادشاہون کی فرمان برداری کرتا ہی
تو البتہ وہ شخص اس باتکو اپنی تعریف اور مدح شمار
کرے گا اور اِس سبب سے اوسکو سرور اور خوشی
حاصل ہوگی بلکہ قابل کی محبت اوسکے دل مین جمیگی اور
اوسکے نفع رسانی مین سعی دل و جان سے کریگا اور اگر یون
ذکر کیجئے کہ فلانا اپنے باپ ماکے ساتھہ عقوق یعنے نیکی نہین
کرتا اور مالک سے بھاگتا اور اقا سے نمک حرامی اور استاذکی
اہانت اور سلاطین سے بغاوت کرتا ہی تو البتہ وہ شخص
اِس قول کو اپنی ہجو اور مذمت جانکے رنجیدہ ہوگا اور بغض
اور ایذا رسانی پر قایل کے کمر باندھیگا اور نعمت دینے
والے کی جب کی شاخون مین سے ایک شاخ ہی اوسکے
شعایر کی تعظیم یعنے ایسے کامونکی تعظیم جنکو منعم کے ساتھہ
ایک مناسبت خاص اور لگاؤ ہی اس طور سے کہ
جو شخص اس مناسبت سے واقف ہی ذہن اوسکا ان
امور کے دیکھنے سے منعم کی طرف جاتا رہیگا جسطرح منعم
کے نام اور کلام اور لباس اور ہتھیار کی تعظیم یہان تک کہ

اوسکے گھوڑے اور گھر کی چنانچہ جنکو ان باتون کا سلیقہ
ہی اور بڑے بڑے حق شناس امیرونکی صحبت اُوٹھاتے
ہین اور اون کی تعظیم کو جو بہ نسبت فرمان شاہی اور تخت
بادشاہی کے بجالاتے ہین دیکھے ہین اونپر پوشیدہ نہ رہیگا اور
جب تعظیم منعم کی کمال کو پہنچتی ہی تب وہ تعظیم اُن
چیزون کی تعظیم کی باعث ہوتی ہی جو چیز اوسکی حب کی
تائید اور اوسکے شکر کی ترویج کرتی ہی مثلاً تعظیم اوس
شخص کی کرتا ہی جو منعم کی شکرگذاری کے لئے اور محب
کے تائید کے واسطے دعوت کرتا ہی یا اوسکی نعمتونکا
اعلام کرتا ہی اور جب یہہ مرتبہ بھی زور و قوت پکڑتا ہی
اور حد سے بڑھہ جاتا ہی تب باعث تعظیم کا اون کامون کے
ہوتا ہی جو محب سے منعم کی تعظیم اور خدمت گذاری
مین صادر ہوتے ہین مثل تعظیم اوس اقوال اور افعال کے
کہ منعم کی نعمتون کے بدلے مین بجالایا ہی اور مثل تعظیم
اوس مال کے کہ منعم کی رضامندی مین خرچا ہی ٭ یہہ مت
سمجھو کہ یہہ تکبر ہی اپنے قول اور فعل پر اور ناز اور زیبا تختر
ہی اپنے مال خرچنے پر کیون کہ وہ اقوال اور افعال اور اموال

کے دو جہت ہین ایک جہت سے محب کے کامون سے
ہی اور دوسری جہت سے منعم کی شعایر سے ہی اور
یہہ تعظیم جہت ثانی سے علاقہ رکھتی ہی نہ جہت پہلی سے *
اور اونہین مین سے جواد کی حب ہی اور جواد اوسکو
بولتے ہین کہ نفع کی چیزون کو بیغرض پہنچاوے کیونکہ جس مین
یہہ صفت پائی جاتی ہی انسان سلیم الفطرۃ بالطبع اوسکو
دوست رکھتا ہی مثلاً جس بادشاہ اور امیر مین سخاوت
اور مروت اور کرم اور فتوت کی صفت پائی جاتی ہین
البتہ اُنکو ہر کوئی عقل والون مین سے تہہ دلسے اپنے دوست
رکھتا ہی اور ایسے لوگون کی عزت اور جاہ کی ترقی تہہ
دل سے چاہتا ہی خواہ اوسکو کچھ انعام انسے ملا ہو یا نہین
چنانچہ عقل والے پر پوشیدہ نہین ہی اور حال تو یہہ ہی کہ
ان مین سے کسیکو جواد حقیقی نہین بول سکتے ہین کیونکہ
حق جل و علی کے سیوا جس شخص مین یہہ صفت ہی اور
فیض رسانی مین لوگون کے سعی اور کوشش کرتا ہی
اوسکو البتہ کوئی غرض ہوتی ہی خواہ غرض دینی ہو جیسا
خدا کی مرضی تلاش کرنا یا ثواب اور دفع عذاب اُخروی

کا طلب کرنا خواہ غرض دنیوی ہو جیسا نام و نشان طلب
کرنا یا لوگون مین شہرہ سخاوت اور کرم کا پھیل جانا
اور ہم جنسون مین ثنا اور مدح اور تعریف کا ہونا البتہ ان
دو غرضون مین سے کوئی غرض باعث اس سخاوت اور
بخشش کی ہوئی ہی لیکن چونکہ اوس غرض کو فیض پہنچانے اور
انعام دینے کے وقت چھپا رکھتے ہین اور محض بے غرضی
ظاہر کرتے ہین اِسی جہت سے لایق دوستی کرنے عقل
والونکے ہوئے ہین پہ جا کہ جواد مطلق کہ بخشش اور کرم
حقیقی کی صفت ذات فیاض مین اوس کریم کے منحصر ہی
اور بس * ف * یعنے خدا کی دینگی بے غرض اور بے وجہ
ہی اور کسکی نہین انتہی * کیا نہین دیکھتا ہی تو جو کبھی
کسی شخص سے سخاوت اور کرم کے وقت کسی غرض
کی تحصیل یا کسی منفعت کی طلب ظاہر ہوتی ہی تو سارے
عقل والے اوسکو سخیون کے زمرہ سے خارج جانتے
اور دون ہمتون کی جماعت مین سے گنتے ہین * اور
انہین مین سے صمد کی تعظیم ہی اور صمد اوسکو بولتے ہین
کہ خود بے نیاز ہو اور دوسرونکو اس کی طرف احتیاج

پیش آتی ہو اور یہہ صمدیت یعنے بےنیازی متضاد ہی
کمال اور نقصان مین کیونکہ بے پروائی کھانے اور پینے
اور جماع اور اِنکے مثل حیوانیت کی لوازمات سے ایکمرتبہ
صمدیت کا ہی اور بے پروائی جہت اور شکل اور
رنگ اور اوسکے مثل جسمانیت کے لوازمات سے
ایکمرتبہ ہی اوسکے اوپر اور بےنیازی مددگار اور وزیر
اور شریک اور مشیر اور ہتھیار اور آلات سے
اور مثل اوسکے عجز کی لوازمات سے اور ایسا ہی
بےپروائی جاسوسون اور ہرکارون اور خفیہ نویسون اور
وقایع یعنے رویداد لکھنیوالون اور اوسکے مانند جہل
کے لوازمہ سے ایک مرتبہ ہی اوس سے اور پر اوسے بےپروائی
علت سے خواہ فاعل ہو خواہ قابل کہ جسکا نام وجوب ہی
ایکمرتبہ ہی اوس سے اوپر * اور غیرون کو جو احتیاج
اسکی طرف پیش آتی ہی اوسکے بھی مرتبے ویسہی
متضاد ہین کیونکہ احتیاج حل مشکلات اور دفع بلیات
مین ایکمرتبہ ہی اور احتیاج تربیت یعنے کھلانے اور پالنے
اور پڑھانے مین یکمرتبہ ہی اوپر اوس سے اور احتیاج اسکی

ایجاد اور عنایت کی طرف حاصل ہوسنے مین اعضا اور قوی
کے ایکمرتبہ ہی اوس سے اوپر اور احتیاج نفس وجود مین اور
اوس وجود کے باقی رہنے مین یعنے نیست اور ہست ہونے
مین ایکمرتبہ ہی اوس سے اوپر اور دوسرے مرتبہ فوقانی
یعنے اوپر کے مرتبے کو اسی پر قیاس کیا چاہیئے اور صمدیت
اور بے نیازی کے مرتبے کے مقابلہ مین ایکمرتبہ ہی تعظیم کا
اوسی کے مثل نقصان اور کمال مین یعنے جسقدر صمدیت
برتر اوسکی طرف احتیاج قوی تر ہوگی حاصل کلام صمدیت
اور تعظیم دونو کو مثل دو پلہ ترازو کے قیاس کیا چاہیئے کہ
ایک پلہ جتنا اونچا ہوگا اُتنا ہی دوسرا پلہ نیچا ہوگا کیا نہین دیکھتا
ہی کہ کوئی دین اور مذہب والے خواہ حق ہو خواہ باطل
عبادت کو کہ غایت مرتبہ تعظیم کا ہی حق مین کتنی کے بغیر
ثابت کرسنے اوسکی صمدیت اور بے نیازی کے اور بدون
ثابت کرسنے اپنی احتیاج کے اوسکیطرف حاجات اور
مشکلات مین تجویز نہین کرتے ہین بلکہ مستحق ہونے پر
عبادت کے لئیے اسی صمدیت کو دلیل پکڑتے ہین * ف *
یعنے جب تک کسی کو ایسا نہین سمجھتے کہ یہہ شخص بے نیاز

ہی اور ہم اسکے محتاج تب تک اوسکو لایق عبادت
کے نہین جانتے انتہی اور شارع یعنے خدای تعالی نے بھی
جو ہمارے معبودون کی معبودیت کو صمدیت کی نفی کے
ساتھہ باطل فرمایا ہی کیونکہ جابجا اونکی احتیاج اور اُنکے
پوجیریون کی عدم احتیاج یعنے نہ محتاج ہونا اِنکا اون کیطرف
ظاہر کیا ہی چنانچہ جنکو علم تفسیر مین مہارت ہی اُون پر
پوشیدہ نہین ۞ اور اونہین اماردون مین سے اہل کمال کی
محبت اور تعظیم ہی اور یہہ امر بدیہی یعنے ظاہر ہی بیان
کی حاجت نہین کیونکہ ہر سلیم الطبع جس کسی مین کوئی
صفت کمالیت کی دیکھتا ہی مثل علم اور زیرکی اور
قوت اور قدرت اور خوب صورتی اور نیک سیرتی
اور وقار اور غیرہ کے تو البتہ تہہ دل سے اوسکو دوست
رکھتا ہی اور جس قدر ہوسکے اُتنا اوسکی تعظیم اور
توقیر کرتا ہی اور اوسکے ساتھہ بیٹھنے اور صحبت کرنے
مین کوشش کرتا ہی اور چونکہ یہہ وصفین کمال اور نقصان
مین مرتبے متفاوت رکھتے ہین محبت اور تعظیمین کہ مقابلہ
مین ان وصفون کے ہین ضرور متفاوت ہونگی یعنے جتنا جسکو

عالم ہوتا ہی اوتنا ہی اوسکی تعظیم ہوتی ہی حاصل کلام
جب ایک کمال اس کمالات مذکور سے انسان کے دل مین
محبت عقلی پیدا کرنے کے لئے کافی ہی تو جب ساری
صفتین پوری پوری کسی مین پائی جائینگی تو البتہ لاکلام باعث
ایسی تعظیم اور محبت کی ہونگی کہ اوسسے بڑھکر چڑھکر
متصور نہین ہی ❁ دوسری تمہید ❁ جب خداوند تعالی نے
جو منعم حقیقی اور جواد مطلق ہی اخرت کی مصیبتون سے
انسان کے بچنے اور بڑے بڑے مرتبے اور منصب
پر چڑھنے کے لئے سیوا اے حاصل ہونے خدا کی محبت
کے کہ تعظیم کے ساتھہ بڑے درجے کی ہو بجانا منعم اور
غیرہ کی جب جو اصل خلقت مین انسان کے سپرد کیا تھا
اوسی کو اس سعادت جاودانی اور پونجی دوجہانی مین
پہنچنے کی راہ قرار دیکر زبان ہدایت نشان سے آن حضرت
صلعم کے ورپہ عقل سے پکارا ❁ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ
نِعَمِہٖ ❁ محبت کرو اللہ کی اسلئے کہ کھلاتا ہی تمکو اپنی نعمتون
سے اور ❁ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ❁ اگر دوست
رکھتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو میری اور کلام پاک لطف امیز

کو جو خدا کی نعمتون اور بخششون سے اور صمدیت کے آثار
کی شرح اور بیان سے بھرا ہوا اور پوری صفتون کو
ثابت کرنے والا اور نقصان اور زوال کے نشان کو دور
کرنیوالا تھا انسان کے باطن مین بتایا یعنے آن حضرت صلعم نے
قران کو پڑھکر سنایا اور اون تاثیرون کو اور تکبیرون کو
جو اوسکی صمدیت کی خبر دینے والی ہین اور حمدون اور
تعریفون کو جو اوسکی بخشش اور نعمت اور اوصاف
اور کمالات سے اگاہ کرنے والی ہین اور وہ تہلیلین جو
ظاہر کرنے والی ہین اوسکے اکیلے ہونے کو الوہیت یعنے
معبود ہونے مین جو جڑ ہی صمدیت کی اور اکیلے ہونے کو
ربوبیت یعنے رب ہونے مین جو اصل ہی جود اور انعام
کی اور بنیاد ہی خوبیون اور کمالون کی بواسطہ اوس
جناب رسالت مآب صلعم کے تعلیم فرمایا اور وہ آیتین
جو افاق مین پھیلی ہوئی اور منتشر ہین اور جانون مین چھپی
ہوئی اور مضمر ہین اور وہ عجایبات کہ اسمانون مین اور
زمین مین ہین خصوصا وہ عجائبات کہ نوع انسان مین یعنے
ایک حال سے دوسری حالت مین آنا اور ایک جا سے

دوسری جگہہ جانا جیسا کبھی نطفہ کبھی خون کبھی تکرہ گوشت
کا ہونا ایجاد کے وقت مادہ پر گذرتا ہی اور اچھے اچھے
رنگ اور بھلی بھلی صورتین اور ستھرے ستھرے ہاتھہ
پانون اور طرح طرح کی قوتین صورت بنانے کے وقت موجود
ہونا اور خورش دینا اور برتھانا اول تو ماکے پیٹ مین
دوسرے چھوتے پن مین تیسرے جوانی چوتھے بورتھاپے
مین اور بلاؤنکا تالنا اور مشکلون کا کھولنا مظلومون کی
فریادرسی کرنا مضطراور بیچارون کی دعا قبول کرنا اُسکی
تربیت کے وقت اور رسولون کا بھیجنا اور کتابون کا اُتارنا
اوسکی ہدایت کے وقت محض فضل وکرم سے اپنے
سبب بیان فصیح عرب اور عجم یعنے آن حضرت صلعم کے
ظاہر کیا تاکہ وہ امور کہ خیمہ فطرت اور طبیعت مین انسان
کے پوشیدہ تھا جلوہ گاہ ظہور مین جلوہ گر ہووے اور دین
حنیفی کہ فطرت کی صیقل ہی اُن کے نصیب ہووے اور
دین حنیفی ایسا ہی جیسا تلوار پر صیقل چنانچہ آیۂ کریمہ جو سورہ
روم مین ہی * فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ
فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ *

یعنے قایم رکھہ مونہہ اپنا دین پر ایک طرف کا ہوکے وہی راس
اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو نہین تبدیل ہی اللہ کے بنانے کو
یہی دین مضبوط ہی ۞ اور کریمہ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا بلکہ
اختیار کیا ہم نے مذہب ابراہیم کو جو ایک طرف تھا اسی پر
دلالت کرتی ہین جانا چاہئے کہ ہر چند قول اور فعل تابع اور
فرع ہی اور حال اصل لیکن بعضے وجہہ سے اُوسکو متمم
یعنے پورا کرنے والا سمجھا چاہئے کیونکہ فعل اور قول بمنزلہ
قالب کے ہی اور حال بمنزلہ روح کے اور جیساکہ قالب
بے جان تھکری اور پتھر کے قسم سے گنا جاتا ہی ایسہی
جان بے قالب خالی کمالات سے سمجھا جاتا ہی مثلاً گالی دینا
اور مارنا کیفیت غضبیہ کی شاخ ہی اور غصہ حال قلبی ہی
لیکن گالی اور مار کو پورا کرنے والا سمجھا چاہئے کیونکہ اگر کسیکو
مثلاً غصہ اور فرحت پیدا ہو اور اوسکے آثار کو روکے اور
ظاہر ہونے نہ دے جیسا گالی گلوج یا باجہ اور گیت ہی اور
مارو پیٹ یا آرایش اسباب عیش ونشاط اور طیاری
محفل عشرت وانبساط ہی اور امثال اسکے جو خوشی
اور غصہ کی باتین اور حرکتین ہین البتہ وہ غضب اور فرحت

وسوسہ نفسانی کے جس سے شما رہونگے ایک ساعت
مین سوزش آگ غضب کی بجھکے اور شگفتگی فرحت کی
بدہو کے باطل ہو جائیگا اور اگر وہ حالت قلبی کو قول اور
فعل سے مدد کرین البتہ اوسکو قوت اور زیادتی پہنچیگی
اور وسعت اور کشادگی حاصل ہوگی ایسہی منعم جواد
کی محبت اور اوس صمد کی جو اپنے کمالون مین ہمسر اور ثانی
نرکھتا ہو اوسکی تعظیم اگرچہ امور قلبی اور حالات نفسانی
سے ہی لیکن محبت قولی اور تعظیم فعلی اوسکو دوبالا
کرتی ہی اور آب و تاب اور رونق بخشتی ہی چنانچہ نروگے
دل والون پر پوشیدہ نہین ہی اور بدون اِن کامون کے
وہ حالت قلبی مثل ہتھہ کٹے کاتب کے اور شہسوار بن
گھوڑے کے ہوگی جب اس مقدمہ کی تمہید ہوئی تو لابد
اصل مدعا اور اصل کلام کو بیان کرتا ہون ❋ افادہ ❋
جانا چاہئے کہ مرد سلیم الفطرت جوسعید ازلی ہی اور حق مین
اوسکے چھپی عنایتین مقرر کئے ہین جب اپنے ہوش
کے کان سے سنتا ہی کہ منعم حقیقی اوسکا ظاہر اور
اور باطن کی نعمتون مین نہایت مرتبہ کی بےپروای اور صمدیت

اوپر مذکور ہوا زبان پر لاتا اور تلاوت کرتا ہی سب اس
اذکار کی لذت اور اُس کلام کی عظمت دل اور عقل کو
اوس کے مالامال کرتی ہی اور اوس کلام پاک کی شیرینی
اور اوسکے مضامین کی خوبی اوسکے دل کو شکار کرتی ہی
اور ہوش اور عقل کو اوس کے سر سے پانو تک روشن
کرتی ہی اور خیالات اور وسوسہ پراگندہ کو اور باطل
آرزؤن کو اور گناہ کے ارادون کو اور ماسوی اللہ کی
محبت اور تعظیم کو پاش پاش کر کے نیست و نابود کر دیتی ہی
اور عقل اور دل کو اوسکے حیوانون کی خصلت سے
پاک کرتی ہی اور یہی ہی ذکر اُس قوم کا اور اسکو ذکر ایمانی
بولتے ہین اور اول مذکور ہو چکا ہی کہ احوال نفسانی کو
اقوال زبانی اور افعال جسمانی سے بڑی تائید پہنچتی ہی
اور بڑی آب و تاب حاصل ہوتی ہی اسیواسطے یہہ
ذکر جو مذکور ہوا باعث زیادتی کا اوس چار وامر فطری کے
جو انسان مین ودیعت رکھے ہین ہوتا ہی * ف * امور
اربعہ فطریہ سے مراد ہی حب اور تعظیم منعم اور رحم
اور جواد اور اہل کمال کی انتہی اور نئی الفت اور

تعظیم ذاکر کے ذات مین فوارہ صفت جوش مارے
گی اور یہہ جوش مارنی دوسری تعظیم اور محبت کو خواہ
قولی ہو یا فعلی تقاضا کریگی * اسی طرح سے کام دونو جانب
سے چلتا ہی یہان تک کہ مضمون تہلیل کا یعنے واحد سمجھنا
حضرت حق کا اللہ ہونے اور رب ہونے مین اور فضیلت
ذاتی اور فواضل متعدی مین اور پرلی درجے کی بےنیازی
اور نہایت مرتبے کی بخشش اور نعمتون مین اور
ساقط الاعتبار جاننا تاثیر اور انعام کے وسیلون کو اور
التفات اور اہتمام نکرنا اُنکے اسباب مین ذاکر کے
دل مین قرار پکڑتا ہی اور مضبوط اور مستحکم ہوتا ہی
* ف * فواضل متعدی کہتے ہین ایسے کمال اور خوبی کو کہ
کامل کی ذات مین بھی ہو اور دوسری کی ذات مین بھی پیدا
کردے انتہی یہان تک کہ جو چیز کہ عالم ہستی مین ظاہر
ہو چکی ہی اور ہوگی سبکو بلا واسطہ اُس کی قدرت کاملہ
سے جانتا ہی اور جو انعام کہ اوسکو یا اوسکے سے لوگونکو
پہنچتی ہی سبکو اوس کی تربیت بالغہ کے آثار سے سمجھتا
ہی اور جو کمال کہ کسی ذرہ مین ہستی کے ذرات مین سے

روشن ہوا ہی سبکو اوس کے جمال لایزال کا عکس
معلوم کرتا ہی اور جو نقصان کہ ممکنات مین سے کسی ممکن
مین ظاہر ہوا ہی سبکو بارگاہ جلال سے اوسکے دور اعتقاد
کرتا ہی پس ساعت بساعت دریای عجایب قدرت
مین اوس کے غوطہ مارتا ہی اور حباب کے مانند باد حیرت
کے سیوا دوسری چیز ہاتھہ مین نہین لاتا ہی آنا فانا اوسکی
انعام کی کتاب مین مطالعہ کرتا ہی اور عجز اور خجالت
کے سیوا اور اوسکے نعمتون کے حق کے ادا کرنے مین نہ سکنے
کے دوراد دوسری چیز حاصل نہین ہوتی ہی اور یہہ فکر ہی
اس قوم کی اور اسکا نام مراقبہ صمدیت رکھتا ہون
٭ ٢ افادہ ٭ جب یہہ فکر اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب الفت
شدید بڑی تعظیم کے ساتھہ دل سے اوسکے ظاہر ہوتی ہی
اور ساری قوتین باطنی کو اوسکے نیست و نابود کرتی ہی
اور ایسی حالت یکایک ہو جاتی ہی کہ اوسکی تشبیہ نہین
ہو سکتی مگر جیسا پانی مین نمک کا گھلنا اور افتاب مین
شبنم کا فنا ہو جانا ہی کیونکہ اگر اوپر دیکھتا ہی تو ساری نشانیان
عظمت اور انعام کی پاتا ہی اور اگر نیچے دیکھتا ہی

تو آثار عظمت اور انعام کے سوا کچھ نہین پاتا ہی اور اگر
اپنے اندر دیکھتا ہی تو یہی دیکھتا ہی اور اگر باہر دیکھتا ہی
تو یہی دیکھتا ہی اور اگر اوسکی خدمت اور انعام کے شکر مین
اپنے کو خاک کے برابر کرتا ہی بلکہ خاکستر کو ہوا مین اُڑا دیتا
ہی پھر اوس کوشش کو اوسکے انعام کے ہموزن اپنے
خیال اور عقل کی ترازو مین تولتا ہی تو دریاے شرمندگی
اور خجالت کی اپنے دل کی پیشانی سے بہاتا ہی اور اپنے
کو اوسی مین ڈوبا ہوا جانتا ہی بلکہ اپنے اعضا اور قوتون کو
بھی منجملہ اوسکی نعمتون کے شمار کرکے اور عجایب
قدرت سے معلوم کرکے اوسکی بڑی محبت اور تعظیم
کرتا ہی ٭ بیت ٭ نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است ٭
اُفتم بپای خود کہ بکویت رسیدہ است ٭ ہردم ہزار بوسہ
زنم دست خویش را ٭ کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ
است ٭ اترا دون اپنی آنکھ پر کہ تیرے جمال کو دیکھا ہی ٭
گردن اپنے پانون پر کہ تیرے کوچہ مین پہنچا ہی ٭ ہردم ہزار بوسہ
دون اپنے ہاتھ پر کہ اوسنے تیرے دامن کو پکڑ کے
میرے طرف کھینچا ہی اور ہنگاہ کہ نام مبارک کو اوسکے زبان

سرجاری کرتا ہی تمام باطن اوسکا عظمت اور حلاوت سے
اوس نام پاک کے بید کے طرح نسیم سحری سے کانپتا ہی
اور اوسکے ہر بال کی جڑ سے ندائے عجز اور احتیاج کی اسکے
اور آوازہ بے پروائی اور بے نیازی کا اوسکے فوارے
کے مانند جوش مارتا ہی پھر اس الفت شدید کو کہ بڑی
تعظیم کے ساتھہ ملی ہوئی ہوتی ہی اور ظاہر اور باطن پر مومن
کے غلبہ کرتی ہی جب ایمانی بولتے ہین اور چونکہ تخم اس محبت
کا خاک پاک مین عقل مومن کے کہ حرص ہوا کے اتباع اور بدعت
کے اختراع سے خالی ہی بوئی گئی ہی جب عقلی بولتا ہون
اور چونکہ شارع نے اسی محبت کی طرف دعوت
فرمایا ہی اور اسی کو اپنے بندون کی تعریف کے مقام مین ذکر
کیا ہی اور دین کے تمام ارکان اور آداب کو اُسی محبت
کے حاصل کرنے کے لئے قرار دیا ہی جب ایمانی نام
رکھتا ہون *

ہدایت دوسری بیان مین جب ایمانی کی تائید
کرنیوالی چیزون مین اور اُسمین دو تمہید اور
تین افادہ ہی * تمہید * جاننا چاہئے کہ اصل اسباب

حاصل ہدنے کا محبت اپانی کے اور جز موید ات کی اس
سعادت جاودانی کے مقبول ہونا ہی حق تعالی کی درگاہ
مین اور وہی مقبولیت وہ ہی کہ ازل مین اس ذرہ ناچیز کے
نصیب ہوئی ہی اور اوسکو مقبولون کے زمرہ مین سے
شمار کئے ہین پھر وہی مقبولیت ازلی اس ذرہ ناچیز کو
پستی خاک سے بلندی آسمان تک کشان کشان لے جاتی
ہی اور ہر مقام مین بیالطف اور مناسب تربیت حق تعالی کی
طرف سے ظاہر ہوتی ہی لیکن ہرگاہ اوس مقبولیت کی اثر
اوسکی فطرت مین چھپی ہوے اور مفقود الخبر رہتی ہی
اور بسبب پانے بعضے امر مناسب کے پردہ خفا کا اوسکے
موہہ سے دور ہوتا ہی اور آثار اوسکا آہستہ آہستہ ظاہر
ہوتا ہی اسیواسطے اس امور کو اسباب اور موید ات
مین سے گنتے ہین اگرچہ موید حقیقی اور سبب اصلی وہی نور
اور استعداد ازلی ہی کہ ابتداے پیدایش مین جبلت
مین اوسکے امانت رکھے ہین کیونکہ اس امور موید ہ کے
وجود سے بھی حاصل ہونا دسوین حصہ کا اوس آثار کے بعید
معلوم ہوتا ہی چہ جائیکہ مترتب ہونا اس قسم کے الطاف کا

اس ناچیز محض کے مدد پر ۞ ۲ تمہید ۞ جاناچاہئے کہ اگرچہ
اس حب ایمانی کے سارے موجبات کو بیان کرنا اور لکھنا
اور گنتی کرنا مشکل ہی لیکن بحکم مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ
یعنے جو بالکل سمجھا نجاے تو بالکل چھوڑا بھی نہین جاتا ہی
اون مین سے بعضے کے طرف اشارہ کیا جاتا ہی تاکہ عقل والے
سکوت کو منطوق پر قیاس کرکے یعنے جو چیز کہی نہین گئی
ہی اوسکو اوس چیز پر جو کہی گئی ہی قیاس کرکے حقیقت
کار حاصل کرین ۞ افادہ ۞ عمدہ موجبات مین سے حب
ایمانی کے قصد دلی کو مضبوط رکھنا ہی شریعت کے
اتباع پر اور کمال رغبت رکھنا ہی سنت کے چلنے پر
اور شدت سے نفرت کرنا بدعت کی ملابست پر اور
زور سے چنگل مارنا اللہ کی مضبوط دوری پر یعنے ظاہری اور باطنی
اقتدا کرنا کتاب مبین اور سنت رسول امین پر اور کمر ہمت
کو چست باندھنا اللہ کی رضا جوئی پر اور اعتقاد اور تعظیم
درست کرنا اوس کی اور اُسکی شعایر کی خصوصا اوسکے
شرع کی جو سب شعایر سے برتر ہی ۞ یہہ مت سمجھو کہ مقصود
اس کلام سے عبادت شرعیہ کی زیادتی اور کثرت ہی

یا وسواس ہی جسکو عوام الناس تقوٰی بولتے ہین بلکہ
مقصود اس کلام سے اطمینان قلبی اور تسکین دلی ہی
عقائد شرعی پر اور تہہ دل سے جوش مارنا محبت اور
تعظیم کا ہی امر دینی پر اور خالق کی رضاجوئی مین اندیشہ
نکرنا ہی کسی کی موافقت اور مخالفت پر اور مضبوط رکھنا
ارادہ کا ہی دور کرنے مین مانع یعنے روکنے والی چیز کو
اس وضع سے کہ جان اور مال اپنا رضا مین خدا کے برباد دینا
اور سر و سامان کو اپنے اوسکے حکمون کے بجالانے مین
کھو دینا اپنی ہمت عالی کے سامنے برابر ایک جو کے نہین
گنتا ہی اور جس مانع کو مقابلہ مین رضاے مولا کے اپنی
ہمت کی ترازو مین تولتا ہی برابر ذرہ کے نہین سمجھتا ہی
بلکہ اوسکی بصیرت کی انکھہ مین مثل تولنے کاہ کے کوہ کے
ساتھہ دیکھائی دیتا ہی اور اپنے دل مین اوس روکنے والی
چیز کو دور کرنے پر ایک شجاعت پاتا ہی اور اپنے کو
اپنی ہمت کی سبب سے اوس پر غالب شمار کرتا ہی اگرچہ
اوسکا دور کرنا سخت دشوار ہو مثل پہلوان آہن تن
کے کہ نعرہ جنگی پنے اوسکو سست کر کے لڑائی کے

میدان مین کیھچ لایا ہی پھر وہ شیر زیان بسبب مستی
شجاعت اور تہور کے کسیکو اپنے ہمجولیون مین سے نہین
سمجھتا ہی بلکہ اپنے دل مین یقین جانتا ہی کہ جسکے طرف
ارادہ کرونگا فی الحال مانند چونٹی بدحال کے پامال کرسکونگا
اگرچہ رستم زمانہ اور افراسیاب وقت ہو * اور یہہ
امر وجدانی ہی تحریر اور تقریر مین نہین درآتی اور عقل
اور فکر مین حقیقت اوسکی بخوبی نہین سماتی سیوائے
وجدان کے اوس مین کسی کو سروکار نہین اور قلب سلیم
کے غیر کو وہان کار وبار نہین * ع * لذتی می نشناسی بخدا
تا نچشی * لذت شراب کی نہ معلوم کریگا توجب تک نہ چکھے تو
* ٢ افادہ * اور حب ایمانی کی موبدات مین سے ترجیح
دینا جانب حق کا ہی جانب نفس پر اس وجہ پر کہ صلب
نفس مین شکستگی اور انکسار نمودار ہووے اور بیخ بنیاد
قوت بہیمہ کی اوکھڑ جاوے اور جن کامون مین نفس
لوٹتا ہی اوس مین بھی لوگ اور وقت کے حسب حال
برا اختلاف اور بہت تفاوت ہوتا ہی مثلاً ایک شخص
اکل وشرب یعنے کھانے اور پینے پر شیفتہ ہی اور

مکھی کے طرح نان اور حلوا پر گرتا ہی اِن چیزون کا ترک
کرنا اور دوسرے کو اپنی جان پر اختیار کرنا محض اللہ کی
رضامندی کے لیئے ایسی جگہہ پر کہ جہان ویسی چیز کے ملنے
کا طمع نہو اور اوس شخص سے کہ جسکو اپنی جان پر اختیار
کیا ہی امید خدمت گذاری اور حق شناسی کی بھی نہو اور
زہد کی شہرت اور ایثار کے اشتہار کا توقع بھی نہو اوس
شخص کے نفس بہیمہ کے تو رپنے مین وہ دخل رکھتا ہی
کہ غیر مین نہین اور ایسا ہی پاک کرنے مین اوس شخص کے
دل کو کہ عورتون کی جماع پر حریص اور فریفتہ ہی اور
حسن اتفاق سے اور نصیب کے زور سے کوئی معشوقہ
مستورہ جمال والی اور مال والی اور نسب والی اوس کو
ہاتھہ لگے اوس خوشی کے وقت مین کہ بہت سا مال خرچ کر کے
حاصل کیا تھا زنا اور صحبت کو باوجود زیادتی رغبت طرفین کے
اور نہ پاے جانے کوئی روک عرفی اور طبعی کے محض
اللہ کی رضامندی چاہکر اور اوسکے عذاب سے ڈر کر ترک
کرے اور طرف اون مشقتون اور مالون کے کہ حاصل
کرنے مین اوس معشوقہ کے سہار اتھا اور خرچا تھا کچھ

التفات نکرے ایسی تاثیر رکھتا ہی کہ غیر مین ممکن
نہین اور اسی طرح حق مین بخیل منان کے مال کثیر خرچنا
اللہ کی رضاجوئی مین اس طور پر کہ نام و نشان مطلوب
نہو اور جسکو مال دیا ہی اوس کے جانب سے امید
حق شناسی اور مداحی کا بھی نہوا ور بدلا اوسکی سابق نعمت
کا یا امید کسی منفعت کا بھی اوسکے جانب سے نہوا ور توقع
اپنے مشہور رہونیکا جو داد و سخاوت مین بھی نرکھتا ہو وہ
فایدہ دیتا ہی کہ دوسرے مین امکان نہین اور ایسا ہی تواضع
کرنا مفلسون اور فقیرون کی اور مسکینون اور محتاجون
کی حق مین ایسے دولت مندون کے کہ اپنے اقران مین
عزت اور جاہ کے ساتھہ ممتاز اور اپنے زمانہ مین
نام و نشان کے ساتھہ سرفراز ہون اور ایسا ہی بڑھکر
قدم رکھنا ایسے مہلکہ مین کہ جہان جان و مال کی بربادی
اور لڑکے بچون کی نقصانی نظر اتی ہو حق مین نامردون
کے جو لڑائی کا مونہہ نہ دیکھے اور سرد و گرم کو زمانہ کے
نہ چکھے ہون اور اسی طرح خاموشی اور سکوت اختیار
کرنا مناظرہ مین اور نہ جھگڑنا حق بات مین اور اقرار کرنا

اپنی نافہمی اور خطا کا حق ہین اون عالمون کے جو ذکا اور
تبحر مین مشتہر اور خصم کے ساکت کر دینے مین نامور ہین
اور ایسا ہی حسد نکرنا اپنے اقران اور سنگاتیون پر اور
سعی نکرنا کرامات کے اظہار مین حق مین ایسے مشایخون کے کہ قوت
تاثیریہ مین موصوف اور وقایع اور رویداد کے کشف مین
منسوب ہین یہہ اختلاف محسب اشخاص کے تھا لیکن اختلاف
اسکا حسب اختلاف وقت کے سو یہی ایک پیالا پانی کا ہی کہ
سیرابی کے وقت آباد شہرون مین یا دریا کے کنارون
پر اوسکو ایک کوڑی مین کوئی نہین لیتا ہی ناگاہ
ایسا وقت پہنچتا ہی کہ لاق و دق میدان مین کہ جس
مین پانی اور گھاس نہ ملے گرفتار ہوتا ہی حالانکہ پیاس
کی شدت سے جان بلب آیا ہی اور سوزش
پیاس کی اوسکو لب گور تک پہنچایا ہی اور سعی اور
کوشش سے ایک پیالہ آب زلال کا حاصل کیا اور ساری ہمت
سے اپنے اوسکے طرف متوجہہ ہوا اور نجات کو اپنے
اوسی مین منحصر سمجھکے ہاتھہ مین اپنے اوس پیالہ پانی کو رکھہ
کے چاہتا ہی کہ خشکی لب کو اور سوزش سینہ کو اوس

پانی سے دور کرے اور اپنی جان کو مہلکہ سے بچاوے اوسی
حالت مین ایک شخص دوسرا کہ اوسی حال مین گرفتار
تھا اوسکو اپنی جان پر اختیار کیا گویا کہ اپنی جان کا عصارہ
نکالکے اور اپنے چکر کا ایک تکرہ کاٹ کے اوس شخص کو دیا
ہی اور یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی یعنے بھلی
بات کا بتانا اور بری بات سے منع کرنا ہی کہ جو طالب العلم
کہ کسی مدرسہ مین بیٹھتا ہی اور جو فقیر کہ کسی خانقاہ مین
اوترتا ہی بلکہ جو مسلمان کہ کسی مسجد مین آمد و رفت کرتا
ہی اپنے مقدور موافق بجالاتا ہی پھر یکایک ایسا وقت
پہنچتا ہی کہ کلمہ حق کے اظہار سے جان بازی اور آبرو ریزی
پیش اتی ہی لیکن اوسمین ایک سنت کا جلانا یا
ایک بدعت کا مٹانا نظر آتا ہی القصہ خلاصہ ان کلامون کا
یہہ ہی کہ یہی آسان کامین ہین کہ عادت ہو جانیکے وقت
کوئی ہمت والا اسیکطرف اہتمام نہین کرتا ہی اور اثر
معتد بہہ کرنیوالے کے نفس مین نہین بخشتا ہی پھر ایسا وقت
اتا ہی کہ وہی اسان کامین افضل عبادت اور بہتر ریاضت
مین گنے جاتے ہین اور کرنے والے کے نفس مین ایسی

تاثیر پہنچاتے ہین کہ اوسکے ماسوا اور دن سے توقع نہین

* ۳ افادہ * حب ایمانی کے موید ات مین سے واقع ہونا

کسی اچھے کام کا ہی بڑے موقع مین جیسا سعی کرنا شرع

کی تائید مین اور سنت کے جلانے اور بدعت کے مٹانے

مین یا حق راہون مین سے کسی راہ حق کے ظاہر کرنے مین یا

مقبولون سے کسی مقبول کی نصرت کرنے مین یا مصیبت

زدون مین سے کسی ستم رسیدہ کی فریادرسی مین یا تونگے

پانے والون مین سے کسی عاجز کی اعانت کرنے مین اور

قلق والون مین سے کسی کو غم سے آزاد کرنے مین یا پیچ

وتاب کے گرفتارون مین سے کسی کی سختی کو دور کرنے

مین اسیطرح وہ سعی اور کوشش کہ اوس سے نفع عام

یا اصلاح بین الناس ظہور مین آوے گو کہ یہہ سعی نفس پر چندان

دشوار معلوم نہوئی ہو اور مال بھی چندان خرچ نہوا ہو اور

مرغوب چیزون کو دینا اور چاہتی چیزون کو ترک کرنا بھی نہوا

ہو * ۴ افادہ * جو لوگ حدیث کے فن سے ماہر ہین اونپر

پوشیدہ نہ رہی کہ حدیث اور اثار مین جو مذکور ہی کہ

تھوڑے سے سہل کام مین ثواب اور ثمرات زیادہ

ماننا ہی سو مجمل اوسکا اسیکو سمجھا چاہئے یعنے انہین کامون
کو جو دوسرے فایدہ اور تیسرے فایدہ مین مذکور ہوا ہی
بوجھا چاہئے اور ان کامون کو شرایط کے ساتھہ کرنے مین
کرنے والے کے جی مین محبت ایمانی پیدا ہوتی ہی اور حب
ایمانی بالذات موجب ہی نجات کی اور باعث ہی
بلندی درجات کی واللہ اعلم بالصواب ٭

تیسری ہدایت حب ایمانی کے آثار مین
اور اوسمین چھہ فایدہ ہین

٭ افادہ ٭ حب ایمانی کے عمدہ آثارون مین سے رضا
جوئی مین حضرت حق کے ہمت اور ارادہ کا فنا ہونا اور
اوسکے حکمون کو بجالانا ہی اور مشہور کرنے مین کسی
طریقے مقبولہ کے جو خدا سے ملاتا ہی سعی کرنا ہی اور
اطاعت اور فرمان برداری کی طرف لوگون کی دعوت
کرنے مین کوشش کرنا ہی اور شرک اور بدعت اور ظلم
اور فساد کو چھوڑوانے کے ہدایت کرنا ہی نہ طلب
مشاہدہ اور مکالمہ کی اور تحصیل فنا اور بقا کے مقام کی
اور نہ کشف اشیا کی حقیقتون کی ٭ یہہ مت سمجھو کہ اس

کلام سے مقصود یہہ ہی کہ حب ایمانی والے اس مقامات اور درجات سے محروم رہتے ہین اور اس رتبے پر نہین چڑھتے ہین حاشا و کلا کیون کہ یہ لوگ مشاہدہ اور مکالمہ کی سعادت مین بہ نسبت اور لوگون کے فایز تر ہین اور فنا اور بقا کے میدان کے شہسوارون مین سے چالاک تر ہین اور دریاے معرفت اور حقایق اشیا کے سیر کرنے والون مین سے حاذق تر ہین بلکہ مقصود وہ ہی کہ ان کے ہمت کا قبلہ اور ارادہ کا کعبہ سیوا اے رضا مولا کے اور اتباع مصطفی صلعم کے دوسرا نہین گو کہ وہ مقامات اور درجات عالیہ کسی دوسری طریق کسبی یا محض عنایات اور کشش وہبی سے انکو حاصل ہووے * بیت *

فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب * کہ حیف باشد ازو غیر این تمناے * فراق اور وصال سے کیا کام رضاے دوست کی طلب کر کیونکہ حیف ہی دوست سے سیوا اے رضا کے دوسری چیز کا تمنا کرنا القصہ حب ایمانی والے کو انقیاد اور رضاے مولی کے طلب کے سیوا کچھ درکار نہین اور ایسی جدائی اور دوری سے کہ خدا کی فرمان برداری

مین مخل نہو اور اُوسکے غضب کا موجب نہو کچھ عار نہین
اور ایسے حالات نفسانی اور ملکات قلبی سے کہ فرمانبرداری
کو نہ بڑھاوے اُن کو سروکار نہین * اور ہمت اور ارادہ
کے فنا ہونیکا نتیجہ اور پھل ہی ماسوائے اللہ کے حب
اور بغض کے علاقون کا توٹ جانا اور حل مشکلات کو منحصر
سمجھنا اور بلاون کا ٹال دینا اور منافع کو چاہنا اور جو چیز
مانند اسکے ہی خوف اور طمع کی لوازمات مین سے
حب مین اللہ کے اور اصل ان سب کامون کی ایک
حالت ہی حالات قلبی سے کہ اوس حالت کو وثوق
اعتماد علی تربیت اللہ بولتے ہین یعنے اللہ کی تربیت پر
مضبوطی کے ساتھہ اعتماد اور بھروسا کرنا مثل اعتماد
غلام فرمانبردار کے اپنے مشفق میان کی تربیت پر کہ وہ
تابعدار بسبب اوسی بھروسے کے فکر معاش سے اپنے
ہر حال مین فارغ البال رہتا ہی اور غم اور فکر کا لشکر اُسکے
دل پر ہجوم نہین کرسکتا ہی اور خوف اور طمع اپنے
مالک کے غیر کا اوس کے دل مین راہ پاویگا اور اوسکے
ملک کی چیزون مین خواہ آدمی ہو یا جانور اون سے اوسکے

سے کھینچکے تصرف کریگا اور اوسکے نافرمان اور سرکش
غلامون اور خدمتگارون پر مثل شیر زیان اور ہاتھی
مست کے حملہ کریگا اور اعتماد قلبی اور بھروسا دلی توکل
کی روح ہی اور جسنے امور ہین سو توکل کے قالب ہین *
یہہ مت جانو کہ مقتضاے توکل کا ترک اسباب ہی بلکہ ترک
اعتماد ہی اسباب پر * بیت * گفت پیغمبر بآواز بلند *
بر توکل زانوے اشتر بہ بند * فرمایا پیغمبر نے آواز بلند سے
کہ توکل پر اونٹ کا پانو باندھ * افادہ * حب ایمانی کے
آثارون مین سے بلا اور مصیبتون پر شجاعت کرنا ہی
اور یہہ شجاعت صبر کے جنس سے نہین ہی بلکہ اوس سے
اعلی ہی تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ مثلا ایک شخص اپنے آقا کی
رضامندی کے لئے مشقت کو برداشت کرتا ہی اور تلخی اوسکی
اوسکے دل اور جان مین پہنچتی ہی اور تب اور تاب اور
گھبراہٹ اور اضطراب اوسکے نفس مین پیدا ہوتی ہی لیکن
جب رضا اپنے آقا کی اون مشقتون کے برداشت مین
معلوم کرتا ہی ساری سختی اور تلخی کو اپنے اوپر گوارا
کرتا ہی اور اس امر دشوار کے سہار کو کہ محض اپنے مولا

کی رضاجوئی مین بجالایا ہی صبر کے جنس سے سمجھا چاہئے اور
ایک شخص دوسرا کہ آقا نے اوسکو انواع طرح کی نعمتون
سے اپنے محظوظ کیا ہی مثلا ایک بالاخانہ اونچا اوسکے لئے
بنوایا اور محفل شادی کی اوسکے واسطے آراستہ کروایا
اور اہل اعشرت اور نشاط اور بھوے اور قوال
کو اوسکے لئے حاضر کیا اور مسند شاہانہ اور لباس عروسانہ
مہیا اور موجود کیا بعد اوسکے وہ بندہ تابعدار کمال عزت اور
افتخار کے ساتھہ اوس محفل مین رونق افروز ہوا پھر اگر
اوس سرور اور شادمانی مین کوئی مجھر اپنے نیش سے
وکھہ یا کوئی کھٹمل اپنے دانت سے اذیت اوسکو
پہنچاوے البتہ وہ بندہ فرمان بردار کہ سر سے پانون تک
اوسکے انعام اور اکرام سے بھرا ہوا ہی اُوس گرند اور
درد کو اوس حال مین یعنے سرور اور خوشی کے موج مین
برابر ایک خس کے اور ہموزن ایک ذرہ کے نپاویگا
اور ہرگز بخش اوسکے دل مین نہ پہنچیگی اور کوئی حرکت
اضطراب کی یا پیچ وتاب کی اوس سے ظاہر ہو تو البتہ
اپنے دل مین شرمندہ ہوگا اور بسبب عادر ہونے اوس

حرکت ناشایستہ کے اپنے کو لڑکون کے زمرہ مین اور
سبک مزاجون کے جماعت مین سمجھیگا ایسا ہی جس
شخص کو حب ایمانی ہی بسبب ملاحظہ کرنے کثرت انعام
باری کے اور انواع تربیت رحمانی کے کسی مصیبت کو اگرچہ
کتنی ہی بڑی ہو برابر ایک جو کے نہین گنتا ہی اور اوس خوشی
اور سرور مین کسی طور کا خلل اور فتور نہین پڑتا ہی پھر یہہ
بے اعتنائی کو بلا دن پر اور بے التفاتی کو سختیون پر
اور نہ پہنچنیکو دل مین مومن کے مصیبتون کی اثر اور کمال مسرور
ہونیکو آقا کی نعمتون پر شجاعت اوپر بلا کے سمجھا چاہئے
اس مقام سے معلوم ہوا کہ حب ایمانی والے کا کام شکر در
شکر ہی کبھی اوسکا کام صبر تک نہین پہنچتا ہی اور شکر
کی روح وہی سرور قلبی ہی کہ بلحاظ انعام کثیر جناب باری
کے پیدا ہوئی ہی اور قول اور فعل تعظیمی جتنے ہین سو
اسکے قالب ہین * اور اس شجاعت کی شاخون مین سے
ایک شاخ ہی ہمیشہ مسرور رہنا کیونکہ اصل اس
شجاعت کی وہی فرحت اور سرور ہی کہ بسبب ملاحظہ
انعام منعم حقیقی کے باوجود بے نیازی اوس ذات والا

صفات کے سماری کاینات سے کہ منجملہ اوسکے یہہ بامشت
خاک اور ذرہ بے مقدار ہی پیدا ہوئی ہی اور خوب
ظاہر ہی کہ اوس ذات بابرکات کی بے نیازی ہمیشہ
سے ہی اور سدا رہیگی اور نعمتین اوسکی ہر حال مین
فایض ہی ٭ اور اسی شجاعت کی ایک شاخ ہی راضی
رہنا قضا پر کیونکہ وہ مومن حقیقی اور محب تحقیقی جب
اپنے کو باوجود بے اسحقاقی کے طرح طرح کی الطاف اور
اشفاق کے ساتھہ ہر حال مین مالا مال دیکھتا ہی البتہ عقل
خالص اوسکی کہ نور ایمان سے منور ہی ہر بلا اور مصیبت
کو کہ اوسکے سامنے آویگی تربیت اور تادیب کے قسم
سے سمجھیگا اور قطع نظر اسکے جس وقت کسی وجہہ
سے اپنے کو اوسکے کسی نعمت کا مستحق نہ سمجھیگا تو کسی
نعمت کے زیادہ نہونیکی شکایت اور کسی نعمت مین
فتور پر جانیکا گلہ اوس سے صادر نہوگا بلکہ اپنے ذہن مین
شکایت کا موقع بھی پاوے گا ٭ بیت ٭ بدر د صاف ترا
حکم نیست دم در کش ٭ کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین
الطاف است ٭ یعنے ناچہت کے سیوا صاف کا تجھکو

علم نہین ہی خاموش رہ کیون کہ جو کچھ ساقی نے ہمارے
واسطے ہی عین الطاف ہی * اسی جہت سے حب ایمانی
والا اشعار شوقیہ اور رضا مین عشقیہ سے لذت نہین
اوٹھاتا ہی کیونکہ بنیاد اکثر ان کلمون کی گلہ اور شکایت
پر ہوتی ہی بلکہ سنے سے ایسی باتون کے اوسکو اذیت
ہوتی ہی * ۳ افادہ * حب ایمانی کے آثارون مین سے
بے التفاتی ہی ریاضات شاقہ پر کھانے اور پینے اور
پہرنے اور دوسرے خطوظ نفسانیہ مین جو اون کے مانند
مباح ہین یعنے اس امور شاقہ کو یعنے بھوکھ پیاس کی
ریاضت کو مکملات سے نہین جانتا ہی اور تحمل اوسکا
قصد انہین کرتا ہی ہان اگر اوسپر کوئی غرض صحیح کہ اوسکے
کمال کے لوازمات یا اوسکے حال کے آثار مین سے ہی پائی
جاوے البتہ اوس امور شاقہ کو اسان بلکہ لذیذ جان کر کمال
دل کے جرءت سے اور سینہ کی کشادگی اور وسعت سے
تحمل کریگا مثل برداشت مشقت بھوکھ اور پیاس اور
برہنگی کے سبب اختیار کرنے ذوی الحاجات کے اپنے نفس
پر بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ حظوظ نفسانی کا پانا اور لذایذ

جسمانی سے منتفع ہونا اوس کو وہ ترقیات عظیمہ بخشتی
ہی کہ جسپر ایہ کریمہ * یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا * ناطق ہی یعنے ای ایمان والو کھاؤ ستھری
ستھری چیزین اور کام کرو بھلے تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ
جس طرح بعضے میان اپنے بعضے غلام چاہیتے کو اپنے برتنی کی
چیزون مین اجازت مطلق دیتے ہین پھر اگر وہ غلام محض
واسطہ اظہار یگانگی کے بلکہ واسطے ظاہر کرنے اپنی احتیاج
کے کہ اوس کا کوئی کارساز دوسرا اس طرح کا کہ اوسکی
حاجتون کو روا کرے یا مالک دوسرا کہ لذت نفسانی مین
اوس کو فایز کرے نہین ہی قدر ضرورت سے بعضے چیزون
مین تصرف زیادہ کرے تو گویا کہ اپنی یگانگت کے علاقہ
کو مستحکم اور مضبوط کیا ہی اور اگر اوس سے احتراز
کرے تو البتہ پردۂ بیگانگی کا درمیان اپنے اور اپنے مالک
کے ڈالا ہی بلکہ اگر معاملہ مین مولی کے اور مخلص غلام کے
خوب تامل کرے تو البتہ سمجھیگا تو کہ بعضے وقتون مین خواہش
ایسے غلامونکی بلکہ فرمایش جسمانی لذت کی اپنے مالکون
پر عبودیت کے علاقہ کو وہ آب و تاب اور رونق

دیتی ہی کہ حاصل ہونا اوس کا ہزار دن خدمات مین مقصور
نہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ بندہ برگزیدہ جانتا ہی کہ سارا
اسباب عیش و عشرت کا اور متاع تنعم اور
رفاہیت کا ہمارے ہی لئے مالک نے مہیا کیا ہی لیکن محض
واسطہ اظہار اپنے احسان کے یا محض واسطہ ظاہر کرنے
احتیاج کے یا واسطے خوش ہونے طبیعت کے استعمال
کی پروانگی اوسی غلام کی خواہش اور استدعا پر
موقوف رکھا ہی پھر اِس حالت مین لذت کا طلب کرنا
اور حظوظ نفس کا چاہنا وہ لطف رکھتا ہی کہ بیان سے باہر
ہی حاصل کلام کا جب پانا حظوظ نفسانی کا اور جسمانی
لذتون کا اکثر اوقات حب ایمانی کے معاملات مین کہ منظور
نظر شرع کا وہی حب ایمانی ہی موجب خلل کا نہین ہوتا تھا
بلکہ بعضے اوقات مین نفع عظیم حاصل ہوتا تھا اور دروازہ
شکر کا کہ بڑی نشانی حب ایمانی کی ہی ایمان والے کے
مونہہ پر کھلتا تھا اسیواسطے قران کی آیتین اِن لذتون
کے مباح کرنے مین اور اہل لذت پر اعتراض نکرنے مین
ناطق ہوئی ہین یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا

صَالِحًا * يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ
الرِّزْقِ * قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً
يَوْمَ الْقِيَامَةِ * ترجمہ یعنے ای ایمان والو کھاؤ ستھری
چیزین اور کام کرو بھلے * ای رسولو کھاؤ ستھری چیزین
اور کرو کام بھلے * تو کہہ کسنے حرام کیا زینت اللہ کو وہ
زینت جو نکالا اپنے بندون کے لئے اور کسنے حرام کیا طیب
روزی کو تو کہہ وہی ایمان والون کے لئے ہی زندگانی
دنیا مین حالانکہ خالص ہی روز قیامت مین * ۳ افادہ *
جب ایمانی کے آثار دن مین سے مناجات کی لذت پانا اور
طاعت کی حلاوت اوٹھانا ہی اور حقیقت اس امر کی
اوپر مذکور ہو چکی کیونکہ جب ایمانی نام ہی ایسی اُلفت کا
جو بڑی تعظیم کے ساتھہ ملی ہوئی ہو اور یہہ امر ضرور
بالضرور اقوال اور افعال تعظیمی کو چاہتا ہی بلکہ مدح لسانی
اور تعظیم بدنی کو بدی تقاضا کرتا ہی یہان تک کہ بدون صادر
ہوئے ان چیزون کے دل جب ایمانی والے کا چین نہین
پکڑتا ہی جسطرح غصہ والے سے غضب کا کام اور فرحت

والے سے خوشی کا کام ظاہر ہوتا ہی چنانچہ صدر کلام مین
مفصل مذکور ہو چکا ۞ القصہ باطن شرع کا کہ اللہ کے ساتھہ
ایک علاقہ ہی ظاہر شرع کے ساتھہ کہ افعال بدنی ہی حق مین
اس حال والے کے ہمیشہ ملحوظ رہتا ہی اور حال اوسکا
فعال کے ساتھہ ملا ہوا رہتا ہی پھر حال ہی افعال کے صادر
ہونیکو تقاضا کرتا ہی اور افعال بھی حال کو کمال ترقی بخشتا
ہی اور بسبب پانے اس لذت اور حلاوت کے عبادت
اور طاعت مین تقشف سے دور اور الحاد سے پاک رہتا
ہی اور عبادت اور تقوی مین افراط اور تفریط سے
محفوظ رہتا ہی ۞ افادہ ۞ اور حب ایمانی کے آثار دن مین
سے ترجیح دینا ہی فوایدمتعدی کو اپنے نفس کی تکمیل پر
مثلاً اصلاح کر دینا لوگون کے درمیان اور گھر اور شہر کی
سیاست اور بندوبست کرنا اور خلق اللہ کی خدمت مین
مشقتون کو اوٹھانا اور اونکی تعلیم اور تربیت مین
اذیتون کو برداشت کرنا اور مثل انکے جن کا مون مین
لوگون کے ساتھہ خلط اور ملط اور آمیزش ہوتی ہی
اون کامون کو عزلت پر اور خلایق سے نفرت کر نے

پر اور جنگل اور میدان کے سکونت پر اور شغل
اور ازکار اور مراقبہ اور افکار پر ترجیح دینا ہی کیونکہ
امور ثانی یعنے عزلت اور غیرہ اگرچہ حاصل ہونے مین مشاہدہ
اور مکالمہ کے تاثیر قوی رکھتا ہی لیکن پہلا قسم یعنے
اصلاح اور غیرہ کو حق تعالی کی رضامندی حاصل ہونے مین
زیادہ دخل ہی دوسری قسم سے اور حب ایمانی والا
کسی کمال کو برابر اسباب حصول رضامندی خدا کے
نہین سمجھتا ہی * ۶ افادہ * حب ایمانی کے اثار اور
لوازم مین سے عمدہ اور افضل حقیقت تقوی کی ہی کہ
عرف شرع مین اوسکو صلاح بولتے ہین چنانچہ آیہ کریمہ
اس پر دلالت کرتی ہی * مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ * یعنے جو شخص حکم مانے اللہ کا
اور اوسکے رسول کا سو وے اونکے ساتھ ہین جنپر
فضل کیا اللہ نے وے انبیا ہین اور صدیقین ہین اور
شہدا اور صالحین ہین اور حدیث بھی اوسپر اشارہ
کرتی ہی * اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى قَلْبِهٖ * یعنے تقوی

اس مقام پر ہی اشارہ کرتے تھے دل کے طرف تفصیل
اوسکی یون ہی کہ جو چیز ضرر کرتی ہی اوسکے ضرر پر جو
اذعان اور اعتقاد ہوتا ہی اوس مین کمال اور نقصان
کی راہ سے تفاوت ہی یعنے کسیکو اعتقاد زیادہ ہوتا ہی
کسیکو کم اور جو شخص زیادت اور نقصان کا قائل نہین
ہی اوس کا قول مخالف ہی برہان اور وجدان کے اور
اوس کا کلام مول ہی چنانچہ اپنے مقام مین تاویل اور تفصیل
کیا گیا ہی پھر جو شخص ضرر کرنیوالی چیزون کے مضرت
کا اعتقاد رکھتا ہی مگر نفس اوسکا اوسکام کو چھوڑتا
نہین اوسکا اعتقاد نہایت ضعیف ہی اس اعتقاد کو
طرف اعتقاد عقلی بولتے ہین اور ایک شخص دوسرا ایسا
اعتقاد رکھتا کہ اوسکے سبب سے اپنے نفس کو اوس کام
سے روکتا ہی اگرچہ اسکام کی رغبت اور میلان اوسکے
جی مین چھپی ہوئی ہو لیکن اوس کام کے ضرر کا اعتقاد اوسکے
ساتھہ مقاومت اور برابری کرتا ہی اور نہین چھوڑتا
ہی اوسکو کہ ہاتھہ پانو اوسکے اوس چھپی خیانت کے
آثار مین ماوث ہو دین اس اعتقاد کا مرتبہ پہلے شخص کے

اعتقاد کے مرتبہ سے زیادہ ہی اور اس اذعان کو اعتقاد افعالی بولتے ہین اور ایک شخص تیسرا ہی کہ اوس کو اوس کام کے ضرر کا اعتقاد اوس حد کو پہنچا ہی کہ جب وہ ضرر کرنیوالی چیزین اوسکے سامنے آتی ہین تو اوسکو وہم ہوتا ہی کہ اوس ضرر کا اثر مجھکو پہنچیگا یا کوئی تقریب ایسی پیش آتی ہی کہ باعث اقدام کا اوس شخص کے اوس کام پر ہوتا ہی تو البتہ باطن مین اوسکے اوس سبب سے ایک خوف اور شرمندگی ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ طبیعت اوسکی برہم درہم ہو جاتی ہی مثلاً رنگ اوسکا اُڑنے لگتا ہی اور آنکھین اوسکی بے رونق ہو جاتی ہین اور رگین اوس کی ڈھیلی ہو جاتی ہین اور ہاتھ پانون مین اوسکے تشنج اور رعشہ پیدا ہوتا ہی یعنے سکڑنے اور تھرتھرانے لگتا ہی اور اس اذعان کو اعتقاد قلبی کہتے ہین پھر یہی تینو مرتبے کو اعتقاد کے گناہ شرعی اور ترک واجبات مین قیاس کیا چاہئے بلکہ ہر ممنوعات شرعیہ مین یون سمجھا چاہئے جیسا تشبیہ ہی کفار کے لباس اور جامہ مین اور عید کرنا اونکے عیدون مین اور رل مل رہنا بدعتیون مین اور شریک

ہو نا بدعتون کی ترویج مین * سو پہلا مرتبہ اذعان کا عین ایمان
ہی کہ بدون اوسکے درکات جہنم سے نجات ممکن نہین
اور دوسرا مرتبہ اذعان کا روح ہی تقوی ظاہر کا کیونکہ تقوی
ظاہر عبارت ہی بچنے سے ممنوعات شرعی کے اور جہاد
کرنے سے ساتھہ نفس بہیمہ کے اور روح اوسکی وہی اعتقاد
ہی کہ جسکے سبب سے نفس اور شیطانکے ساتھہ مقابلہ کرتا ہی
اور تیسرے مرتبہ کو اذعان کے تقوی حقیقی کی روح
سمجھا چاہیئے کیونکہ حقیقی تقوی نام ہی کراہیت طبعی کا
بہ نسبت گناہ اور عصیان شرعی کے اور روح اوسکی
وہ اعتقاد ہی جو ایمان کی حلاوت اور احسان کے
مرتبون سے گنا جاتا ہی * یہہ نمونہ ہی اس مقام والے
کے آثار سے اور جسکو عقل سلیم اور ذہن مستقیم
ہی اگر بصیرت کی انکھہ سے اوس مین تامل کرے تو
البتہ اسی امور مذکورسے کہ بہت قلیل اور یسیر ہی آثار
کثیر باہر لانے اور استنباط کرنے سکتا ہی *

ہدایت چوتھی بیان مین ممرات حب ایمانی کے

اذعان اس مین پانچ افادہ اور دو فائدہ ہی * افادہ *

صدر کلام سے معلوم ہو چکا کہ حقیقت حب ایمانی کی نہایت مرتبہ کی اُلفت بڑی تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہی جب وہی محبت اپنے کمال کو پہنچتی ہی اور رضاجوئی منعم حقیقی کی مومن پاک کے ظاہر اور باطن اور اعضا اور جوارح اور قوی کو انوار اور آثار سے اپنے منور اور مزین کرتی ہی اور شکر اور توکل اور صلاح تہہ دل مین اوسکے جگہہ پکڑتی ہی اور اوس ذات بابرکات کا یون ملاحظہ کرتا ہی کہ ایجاد کرنے مین ساری موجودات کے اور تاثیر مین تمامی کاینات کے وہی ذات بابرکات نوع بنوع کی تصرفون کے ساتھہ اکیلا ہی اور یہہ بھی سمجھتا ہی کہ تربیت اس ذرہ بے مقدار اور مشت خاک کی رنگ برنگ کی نعمتون اور اوسکی حفاظتون کے ساتھہ منجملہ اوسی کے ہی اور توحید افعالی کہ ایمان بالقدر کا خلاصہ ہی دل مین اوسکے مستقر ہوتی ہی یہان تک کہ اپنے سارے مال اور متاع کو اپنے ملک کی چیز نہین جانتا ہی بلکہ اپنے کو مثل جانور کے کہ اپنے مالک کے رمنے مین چرتا ہی سمجھکے دنیا کی آرایشون اور زندگانی کے اسبابون سے تنع

لیتا ہی بلکہ اپنے اعضا کو اور اپنی بندگی اور عبادت کو
بھی از ان اپنی بجائے اپنے کو مثل لاٹھی اور پتھر کے قرار
دیتا ہی ٭ ف ٭ یعنے اپنے کو مثل لاٹھی کے آلہ اور ہتھیار
سمجھتا ہی اور جو فعل اوس سے صادر ہوتا ہی اوس کو
لاٹھی والے کا فعل جانتا ہی انتہی اور اللہ کی ربوبیت پر
سینہ اوس کا کھل جاتا ہی چنانچہ اس مقام کا
اشارہ ہی ٭ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا ٭ یعنے راضی ہوا مین
اللہ کے رب ہونے پر ٭ اور تکلیف شرعی کے اوٹھانے
پر سینہ اوس کا کشادہ ہوتا ہی چنانچہ اسی بات کا
اشارہ ہی وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَهٰكَذَا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ
لِلْاِسْلَامِ یعنے راضی ہوا مین اسلام پر دین ہونے مین اور
ایسا ہی پھر بھلا جسکا کھولا اللہ نے سینہ واسطے اسلام
کے ٭ اور سنت پر چلنے مین لذت پاتا ہی چنانچہ اسیکا
بیان ہی وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا اور راضی ہوا مین محمد پر نبی ہونے
مین پھر ضرور بالضرور بموجب حکم وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى
اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے جو لوگ سعی کرتے
ہین ہمارے لیئے البتہ بتاوینگا اون کو اپنی راہین اور مین
اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون اور جو شخص بھروسا
کرے اللہ پر سو وہ اسکو کافی ہی اور اگر شکر کرو پسند کریگا
اوس شکر کو واسطے تمھارے اور وہ دوست رکھتا ہی
صالحون کو اور یہہ بسبب اسکے کہ اللہ مولی ہی ایمان والون کا
اور بموجب اوسی کریمہ کے یعنے اَفَمَنْ شَرَحَ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ
عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ خدا کی رضامندی کی انوار اور روشنی
اوس شخص کے سامنہ جلوہ گر ہوتی ہی اور اوسکو اپنے
ولایت مین لیکے اور زیر سایہ تربیت مین اپنے لاکے
اوسکو اپنی تدبیر تکوینی اور تشریعی کا ہاتھہ بتاتا ہی القصہ
اوسکو احاطہ پاک مین خدا کے اتصال حاصل ہوتا ہی اور
سرچشمہ تکوینی اور تشریعی سے تلقی ہاتھہ لگتی ہی یعنے
علم اخذ کرتا ہی خواہ علوم عقلی ہو خواہ عوارض قلبی تفصیل
اس اجمال کی یون ہی کہ جو لوگ طبیب روحانی ہین
انسان کے باطن مین دو قوت دریافت کیئے ہین ایک
قوت درا کہ جو آلہ ہی دریافت کرنے اور جاننے کا یعنے

اوسی قوت سے حاضر اور غایب کی چیزون کو دریافت
کر سکتا ہی اوسکا نام عقل ہی اور دوسری قوت
عازمہ ہی اور وہ قوت ساری کیفیات نفسانی کی حامل
ہی مگر علم اور ادراک کی حامل نہین ہی مثل فرحت اور
غضب کے اور شجاعت اور خوف کے اور محبت اور
بُغض کے اور رضا اور کراہت اور عزم اور شوق کے
اور اِس قوت کو قلب بولتے ہین اور دونو قوتون مین
فرق بدیہی ہی کیونکہ شجاعت کے معنے کو جاننا اور اوسکی
حقیقت کی تحقیق کرنا اور چیز ہی اور نفس شجاعت اور
چیز ہی کیونکہ بہتیرے شخص شجاعت کے معنے کو جانتے
ہین اور اوسکی اقسام کے بحث مین اور اوسکی تحصیل
کے اسباب مین محقق ہین مگر ایک راہزن سے بلکہ ایک
چور سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین اور اکثر دلاور بزدل ہین کہ
جنگ جوئی مین ایکتے ہین اور معرکہ آرائی مین ثانی نہین رکھتے
ہین پر شجاعت کے معنے کو سمجھنا اور ساری کیفیات نفسانی
سے شجاعت کی تمیز کرنا اوس سے دشوار بلکہ متعذر ہی
سیطرح دریافت کرنا امر مخوف کا مثل دیکھنے ہاتھی

ست کے یا سے پیرزیان کے اور مثل اعتنا و کرنے کے
ضرر کرنے والی چیزون کی مضرت اور نقصان پر خواہ
نقصان دینا کا ہو خواہ دین کا یہہ امر آخری اور عارض ہونا
نفس کیفیت خوفیہ کا کہ اوسکے آثار سے ہی رنگ کا زرد
ہونا اور آنکھہ کا بے رونق ہونا اور لب پر خشکی آجانا اور
رگون کا دھیلا ہو جانا اور ہاتھہ پانو کا رہ جانا یہہ امر دیگر ہی
کیونکہ اوس امر خوفناک کو مرد اور نامرد دونو پاتے ہین لیکن
نامرد پر جو حالت گذرتی ہی شجاع پر اوسکا دسوان حصہ
بھی نہین * اور ایسا ہی سمجھنے مین جمال والے کے حسن کو
اور اوسکے خط اور خال کو عاشق اور غیر عاشق مشترک
ہین مگر دل پر عاشق کے جو پیچ و تاب اور قلق اور اضطراب
اور بے چینی گذرتی ہی غیر پر نہین جب اس مقدمہ کی تمہید
ہوئی اور عقل اور قلب مین تمیز آگئی تو اب جانا چاہئے
کہ بعضے شخص ابتدا سے خلقت مین زکی العقل اور غبی
القلب ہوتے ہین اور بعضے غبی العقل اور زکی القلب
چنانچہ اہل تجربہ پر پوشیدہ نہین ہی پھر جو لوگ ابتدا سے
پیدایش مین زکی العقل پیدا ہوے ہین جب خدا کی

عنایت اُنکو اسمقام مین یعنے حب ایمانی کے مقام مین ساتھہ
مترتب ہوے اوسکے ثمرات کے پہنچاتی ہی اور واسطے
سے تاثیرات غیبی کے نوازتی ہی تب اوس شخص سے
ادراک اور عقل کی جہت سے امور غیبیہ کی تدبیر مین
خدمت طلب کرتے ہین اور حضرت حق کی رضامندی کی
نشانی اور وکیل مطلق کے ولایت کفالت کی آثار اوسپر
ظاہر کرتے ہین مثلا خواب مین دیکھتا ہی کہ مجھکو خدا کی
طرف سے یا ملایک یا انبیا کرام یا اولیاے عظام کی جانب
سے کسی کام کے سرانجام کرنے کے لئے حکم ہوتا ہی یا
معاملہ مین بطریق مکالمہ کے اوس شخص کو اوس کام کی ترغیب
دی جاتی ہی یا بطریق کشف کے سارا حال اوس واقعہ کا
اول سے آخر تک روبرو اوسکے حاضر ہوتا ہی یا فکر اور نظر
کے وقت مین ایسے امور کہ کرنے پر اوس مامور بہ کے
باعث ہون اور اوس کام کے کرنے کو نہ کرنے پر ترجیح
دیتے ہون اوسکے ذہن مین خطور کرتے ہین اور امور کو بیہ
کے انکشاف کو یا اوس امور کے کہ تعلیم اور تربیت مین
طالبون کے علاقہ رکھتے ہون کھلنے کو یا مسایل اجتہادیہ کو

یا سیاست منزل اور گھر اور بندوبست مدینہ اور شہر
کو اسی پر قیاس کیا چاہئے اور اسیطرح اپنے بھلے کامون کو
کہ رضاے غیبیہ سے علاقہ رکھتے ہین نور کے لباس مین دیکھتا
ہی اور آفرین ربانی کو اچھی شکل مین پاتا ہی اور برے
کامونکو اپنے کہ نارضامندی غیبیہ سے تعلق رکھتا ہی ظلمت
کے لباس مین دیکھتا ہی اور نفرین ربانی کو بری شکل مین
پاتا ہی اور ایسے لوگون کو عرف اور شرع مین محدثین بولتے ہین
اور جو لوگ کہ اصل خلقت مین زکی القلب پیدا ہوے
ہین یہی امور کہ مذکور ہوے دل سے اونکے سر مارتے ہین
خواہ عقل اُنکی ان امرون کی حقیقت سے اگاہ ہو یا نہو مثلاً
جس شی کا واقع ہونا متقدر ہوا ہی اور یہہ شخص
اوسکے واقع ہونے کا غیب مین واسطہ ٹھہرا ہی اوس
شی پر اپنے دل مین ایسی شجاعت اور جرأت پاتا ہی
اور خواہش اور ارادہ دل سے اوسکے ظاہر ہوتا ہی
کہ اوسکو ناچار کرکے اوس کام کو اوس سے کرواتا ہی اور
یہہ شخص پیدا ہونے مین اوس ارادے کے سبب مین
حیران رہتا ہی اور اوسکی حقیقت کو نہین پاتا اور جس

کلام کا ہو نا معتقد نہین ہوا ہی اور یہہ شخص غیب مین واسطے
نہین پڑا ہی اپنے مین جبن اور نامردی پاتا ہی اور اوسکام
کے واقع ہونے کو بعید جانتا ہی اور اوس کام کے واقع
ہونے مین اپنی ہمت مین فتور اور سعی مین کسالت
معلوم کرتا ہی اور اوس کام کے واقع ہونے مین جو
مصیبتین ہوتی ہین اسکے تئین مین رنج اور ملال اوسکے
باطن مین عارض ہوتا ہی * اسیطرح خدا کے مغضوبون پر
بحر پر غضب دل سے اوسکے فوارہ کے مانند جوش
مارتا ہی اور اوس رحیم کے مرحومون پر رحمت کا پانی
باطن سے اوسکے مینہہ کے طرح برستا ہی گو کہ اوس
امور پر کہ باعث غضب اور موجب رحمت کے ہوئے
ہین مطلع نہوا ہو اور بعد واقع ہونے بھلے کام اور برے
کام کے اپنے مین مسرت یا کدورت معلوم کرتا ہی گو کہ
حسن اور قبح اُون کامون کا دریافت نکیا ہو اور اوس
کھانے حلال اور طیب کے طرف کہ غیب مین اوسکے
کھانیکے لئے مہیا کئے ہین دل مین اوسکے رغبت پیدا ہوتی
ہی اور اوس طعام حرام سے کہ غیب مین اوسکے لئے

نہین ٹھہرا ہی دل مین اوسکے نفرت پیدا ہوتی ہی گو کہ
حماقت اور حرمت ظاہر حال مین بالعکس معلوم ہووے اور
ایسا بہت ہوتا ہی کہ اِن بزرگون کی عقل حقیقت سے
اس کام کے آگاہ نہین ہوتی ہی اور دل مین اوس خواہش
اور اندیشہ کے پیدا ہونے کے باعث کو دریافت
نہین کرنے کے سبب سے حیران رہتی ہی اور اس
قسم کے لوگون کو شرع مین شہید اور حواری بولتے ہین
اور عادت محدثین اور حواریون کی طلب کرنے مین
کامون کے محض دعا اور متوجہہ ہونا غیب کی طرف
ہی اور اوس کام کے واقع ہونے پر ہمت کو نہین صرف
کرتے ہین یا کسی منفعت اور مضرت کے پانے کے لئے خود
متصدی اوس امر کے نہین ہوتے جیساکہ رسم اور راہ
قرب النوافل والی کی ہی پس دشمنون سے بدلا
لینے مین اور دوستون کے ساتھہ یاری کرنے مین سیوا
دعا کے اِن بزرگون سے کوئی صورت بنتی نہین اور بعضے اہل
خدمت خواہ قطب ہون یا اوتاد دونو قسم کے ہوتے
ہین اور اس مقام والے کے لوازم سے خواہ محدث

ہو خواہ شہید یہہ ہی کہ جو دعا کہ بعد انکشاف مدعو لہ کے
یعنے کشف سے معلوم ہوا ہو کہ یہہ بات ہو گی یا بعد
حادث ہو پنے صدق ارادہ او سکے حصول کے صادر
ہوئی ہو مستجاب ہی یعنے ضرور قبول ہو گی کیونکہ وہ دعا
بھی ظہور تقدیر کے لباسون مین سے ایک لباس ہی اور
فیض غیبی کی صورتون مین سے ایک صورت ہی پھر
جو شخص باطل کرنے مین اوس امر کے کہ جسکے لئے دعا کی
گئی ہی سعی کر کے مقابلہ مین ان بزرگون کے کھرا ہو گا
البتہ ناامید اور ذلیل ہو گا اور جو شخص اوس کام کے
تحصیل مین اور رواج دینے مین سعی کریگا بیشک مراد کو
پہنچیگا اور تحقیق اس مقام کی اور تفصیل اس کی سیر سے
سلف کے یعنے صحابہ اور تابعین کے دھوندھے حاصل کلام
اس طریق کے پیشوا لوگ ملایکہ مدبرات امر کے زمرہ
مین گنے جاتے ہین کہ ملاء اعلی کے جانب سے انکو الہام
ہوتا ہی اور جاری کرنے مین اوس امر کے تدبیر اور
کوشش کرتے ہین پس احوال ان بزرگون کا ملایکہ عظام
کے احوال پر قیاس کیا چاہئے * ۲ افادہ * اور اس مقام

سے ایمان حقیقی کا مقام اعلی ہی کہ بعضے شخص اوس کمال
پر پیدا ہوتے ہین اور حب ایمانی اوس مقام دلکشا کے مونہہ سے
پردہ خفا کو دور کرتی ہی اور انوار اور آثار اوسکے
سو آب و تاب اور رونق کے ساتھہ ظہور کرتے ہین
تصویر اوسکی یہہ ہی کہ جیسا انسان باعتبار ملکات
نفسانی کے مختلف اور متفاوت ہین یعنے بعضے شخص کی
بری استعداد ہی اور بعضے کی اچھی اور بعضے شخص نفس
ملکات پر مجبول ہی مثلا امر شجاعت مین اگر تفحص اور
تلاش کرے تو البتہ پاویگا کہ بعضے انسان اصل پیدایش
مین دلاور اور پر دل کہ سدا اپنے اقران مین جنگ کا خواہان
رہتا ہی اور شجاعت والون کی مصاحبت کا جویان اگرچہ
کبھی جنگ کا مونہہ نہ دیکھا ہو اور رستم اور اسفندیار کا
قصہ بھی نہ سنا ہو اور حربہ اور ہتھیار کا مشق اور سواری
اور شکاری کی عادت بھی نکیا ہو لیکن مذی شجاعت اور
دلاوری کی دل سے اوسکے جوش مارتی ہی اور جنگ
آزمودون کی مجلس مین بیٹھنے کا کوشش کرتا ہی اور جنگ
آزمائے ہوون کو یا کہ اونکی چھب دھب کو کہ بے لتے

پہرنے مین مثل باندھنے عمامہ کے اور پہرنے قبا کے اور
استعمال موزہ اور غیرہ کے تہہ دل سے دوست رکھتا
ہی اور ایسا ہی اُنکے محاورہ اور نشست اور برخواست
اور سواری اور شکاری کی وضع کو دل و جان سے
پیار کرتا ہی اور اون چیزون کو کہ بکار آمد جنگ کے ہو
محبت کی انکھہ سے دیکھتا ہی اور اون قصون کو کہ آئی
کی باتون اور جنگ کی حکایتون پر مشتمل ہو کان قبول سے
سنتا ہی حاصل کلام جو کام کہ عرب اور جنگ سے علاقہ
رکھتا ہی تہ دل مین اوسکے جگہہ پکرتا ہی اور اہل جنگ
کے ساتھہ یگانگی طبعی رکھتا ہی اور پیار کی انکھہ سے
گھورتا ہی اور جو لوگ اہل جنگ نہین ہین اون سے
بیگانگی جبلی رکھتا ہی اور پھوتی انکھہ سے بھی نہین تاکتا اور
صحبت سے عورتون کے اور ہیجڑون اور نامردون
اور کج دلون کے اور اونکی چھب تختی سے نفرت
کرتا ہی اور جو پیشہ کہ عرب اور جنگ سے ادنی علاقہ رکھتا
ہو ذرہ سی توجہہ سے اوسکو کمال مین پہنچاتا ہی* اور جو
ہنر جنگ سے علاقہ نہ رکھتا ہو ہر چند حاصل کرنے مین

اوسکے بڑی مشقت اوتھاوے ذہن مین اوسکے نہین
جمتا ہی اور دل اوسکا اوس کام سے رکتا ہی اور
جب تک ہتھیار جنگ کا اوسکے ہاتھہ نہ لگے اور اوستاد شفیق
اوسکو قواعد نہ بتلاوے اور جنگ کے معرکہ مین حاضر نہووے
تبتک دل تنگ پراگندہ حال اپنی زندگی کو سو پیچ و تاب سے
کاٹتا ہی جب یہہ امر اوسکو میسر ہوا ساری پریشانی جاتی رہی
اور سارا غم اور فکر جاتا رہتا ہی پس اس قسم کا شخص
خزانہ جبلت مین اپنے حقیقت شجاعت کی رکھتا ہی
اور احتیاج الات جنگ کے مشق کے طرف اور اس فن
کے اوستادون کی تعلیم کے طرف جو ہوتی ہی سو صرف
واسطے حاصل کرنے شجاعت کی قالب کے ہی اور
بس * پھر تامل کیا چاہئے کہ رغبت طرف تحصیل
قالب شجاعت کے بھی دل مین اوسکے تعلیم یا تقلید سے
کبھی کے پیدا نہین ہوگی بلکہ اوسکا حادث ہونا بھی امور
اضطراریہ کے حدوث کے قسم سے ہی کیونکہ دل مین اپنے
جس شجاعت کا جوش کہ رکھتا ہی پورا ہونا اوس کا
بغیر حاصل کرنے اوسکی قالب کے متصور نہین اور اوسکی

قالب کا حاصل کرنا بغیر مشق کرنے آلات اور ہتھیار
اور صحبت اوستھا نے اوستاد پختہ کار اور حاضر ہونے
معارکہ کارزار کے ممکن نہین ناچار مضطر ہوکے ہتھیار کی
طلب اور اوستاذون کی تلاش اور معارکہ کی جست جو
خود بخود کریگا اور بعد حصول ان چیزون کے ملکہ اور قوت
قابی اسکی سو آب وتاب کے ساتھہ ظہور کریگی کہ کوئی
ہم عصر اوس کا محاربہ کے فن مین دعوی برابری کا نکریگا اور
بعضے دوسرے اون کامون پر مضطور ہوتے ہین جو کام شجاعت
کے مخالف نہین ہین اور اونکی استعداد اور جبلت کی
تختی نہایت پاک اور صاف ہوتی ہی اگر اونکو مربی
مشفق ہاتھہ لگے تو اِن کامون مین سے جو حرب اور جنگ
سے علاقہ رکھتے ہین بقدر قوت تربیت اور تعلیم اوستاد
کے اور موافقت زمانہ کے نصیبہ اور بہرہ اوتھاویگا اور
اوستاذ کا کمال بطور انعکاس کے اوس شخص مین جلوہ گر
ہوگا اور ایک شخص تیسرا ہی کہ عورت کی فطرت
اور مخنثون کی جبلت پر واقع ہوا ہی اگر ہزار دن
اوستاد نوع بنوع کی تربیت اور تادیب کے ساتھہ

حرب اور جنگ سیکھانے کا قصد کرین تو بھی کبھی لایق
کارزار کے نہوگا اور سارے شاہنامہ سے صرف
اسی بیت کو یاد کر لیگا * بیت * منیرہ منم دخت افراسیاب
برہمنہ تنم را ندید افتاب * یعنے منیرہ مین ہون بیٹی افراسیاب
کی تن کو میرے برہمنہ نہ دیکھا افتاب نے ایسا ہی افراد
انسانی بہ نسبت وضع زبانی کے جسے شرع رحمانی
بولتے ہین تین طبقے مین واقع ہین اور حقیقت شرع رحمانی
کی اتنا ہی ہی کہ افراد انسان کو حضرت حق کے قرب کی
راہ سجھاتی ہی اور اوس جو اومطلق کی رضامندی
حاصل کرواتی ہی اور جس عقیدہ اور فعل اور خلق
سے دنیا اور آخرت مین مضرت ہوتی ہی اوس سے بچاتی
ہی اور گھر اور شہر کی تدبیر مین انتظام صالح پر قایم کرتی ہی
اِس پر کچھ زیادہ نہین پھر جو لوگ طبقہ اولی مین واقع ہوئے
ہین اون کی جبلت مین جو کمال اجمالی ہی اوس کو ایمان
حقیقی بولتے ہین اور جب وہ ایمان جبلی بسبب پیروی
کرنے نبی وقت کے ساتھہ شرایع تفصیلیہ کے کھل
جاتا ہی اور وہ معنی قلبی اور کمال باطنی ملت کا قالب پکڑتا ہی

تب یہہ ملت حقہ مثل شیشہ صاف کے اوسکے چراغ جبلی پر کہ محض زیتون الہی سے ازل مین جلایا گیا تھا احاطہ کرتا ہی اور نور بسیط کو اوسکے اپنے ہمرنگ بناتا ہی اور آب و تاب عجیب وغریب بخشتا ہی پھر بسبب تہہ بتہہ ہونے نور جبلی اور نور شرعی کے وہ ملت حقہ کہ باطن سے اوس صاحب کمال کے دو بالا رونق پایا ہی مثل چمکتے تارے کے ملک اور ملکوت کے اختر شناسون کی چشم بصیرت کو خیرہ کرتا ہی اور میدان کمالات کے شہسوارون اور دریاے احوال اور مقامات کے سیر کرنے والون کی ذات سے ندا اے هُوَ سَيْلٌ نَا وَا عتق سيل نا کی نکلتی ہی * اسطرح کے کمال والون کو شرع مین صدیقین کہتے ہین جو صاحب ذکا اور کیاست کہ اپنی ذہن کی لطافت سے اور طبیعت کی جودت سے اس کلام کے مغز کو پہنچا ہوگا اوسپر پوشیدہ نہ رہیگا کہ صدیق ایک وجہہ سے انبیا کا مقلد ہوتا ہی اور ایک وجہہ سے شرایع مین محقق ہوتا ہی پھر اگر صدیق زکی القلب ہی اور رضا اور نارضا کو حضرت حق کے قول اور فعل مخصوص مین اور حق

اور باطل کو عقاید خاصہ مین اور محمود اور مذموم یعنی برے اور
بھلے کو عقاید شخصیہ مین اور سنوار دیگا نظام واجب
الحفظ کو واقعہ اور معاملہ جزیہ مین نور جبلی سے اپنے دریافت
کرتا ہی مثلا اپنے دل کی شہادت سے جانتا ہی کہ فلانی
بات مخصوص یا فلانا کام مخصوص مرضی حق کی ہی یا غیر مرضی
اور فلانا عقیدہ خاصہ حق ہی یا باطل اور فلانا خلق مخصوص
نیک ہی یا بد اور فلانا معاملہ خاص کہ فلانے شہر یا فلانے
گھر مین منعقد ہوا ہی یا فلانی رسم مخصوص کہ فلانی قوم مین
ترویج پایا ہی موافق نظام اتم یعنے پوری بندوبست کے
ہی یا اوسکے مخالف ہی تو اس امور مذکورکا احکام دو وجہہ
سے اوسکو معلوم ہوتا ہی ایک تو اپنے دل کی شہادت
سے خصوصا * دوسرے بسبب داخل ہونے اوسکے
کلیات شرع مین عموما * وجہہ اول سے جو معلوم ہوا ہی سو
تحقیقی ہی اور ثانی سے جو معلوم ہوا ہی سو تقلیدی ہی *
اور اگر زکی العقل ہی پس نور جبلی اوسکی کلیات حقہ
کے طرف جو احاطہ پاک مین منعقد اور واسطہ تربیت نوع
انسان کے متعین ہوئی ہی اوسکو راہ بتاتی ہی اور

وہ کلیات ذہن مین اوسکے مدتہا یاد رہتی ہی اور اوس
کلیات سے جزئیات کو نکالتا ہی پس علوم کلیہ شرعیہ دو
واسطے سے اوسکو پہنچتی ہی ایک تو نور جبلی کے واسطے
سے اور دوسرے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
واسطے سے مثلاً شہادت قلب سے اپنے جانتا ہی کہ
جو فعل کہ ایسا اور ویسا ہو اور فلانی چیز پر مترتب ہو
اور فلانا پھل پھلے تو وہ فعل مرضی حق کی ہی یا غیر مرضی
اور جو عقیدہ کہ تعلق فلانی حقیقت سے رکھتا ہو یا فلانی
صفات اور اسماء سے حکایت کرتا ہو یا فلانی رویداد پر
دلالت کرتا ہو اور فلانی طریق سے حاصل ہوا ہو تو وہ عقیدہ
حق ہی * اور نوع انسان کے معاش اور معاد مین بکار
آمد ہوتا ہی اور جو عقیدہ کہ فلانی حقیقت سے علاقہ رکھتا ہو
یا فلانی صفات اور اسماء سے یا فلانی رویداد سے یا فلانی طریق سے
نکلا ہو تو وہ عقیدہ باطل ہی یا نوع انسان کے معاش اور معاد
مین کام نہین اتا ہی اور سیکھنا اور سیکھانا اوسکا
عبث ہی * اور جو خلق کہ فلانا پھل پھلے اور تحصیل مین اوسکے
فلانے فلانے کام کی حاجت پڑتی ہی تو نیک ہی ورنہ بد ہی *

اور جو معاملہ اور جو رسم اور جو سیاست سے کہ فلانی فلانی
مصلحت حاصل ہو تو مقبول اور نظام اتم کے موافق ہی
والا مردود ہی اور نظام اتم کے مخالف * پس کلیات
مین شریعت کے اور احکام ملت کے حکم مین اوسکو شاگرد
انبیا کا بھی کہنے سکتے ہین اور ہم اوستاذ بھی * اور اوسکے
حاصل کرنے کی طریق بھی ایک شاخ ہی شاخون مین سے
وحی کے کہ اوسکو عرف مین شرع کے نَفْثٌ فِي الرَّوْعِ
بولتے ہین اور بعضے کامل والے اوسکو وحی باطنی کہتے ہین
پس فرق درمیان اِن بزرگون کے اور نبیون کے حکم
کے قالب کو قایم کرنا اور امتون کی طرف مبعوث ہونا
ہی اور بس * ف * مثلاً ہر احکام شرعیہ کے لئے
ایک باطن ہی لیکن بدون ظاہر کے جسے قالب بولتے ہین
اوسکی صحت پر حکم نہین کرسکتے ہین جسطرح صلواۃ
کہ حقیقت اسکی خشوع اور خضوع ہی لیکن بغیر ادا
کرنے تھیک نماز کے حکم صلواۃ کا نہ دیا جائیگا سو اس قالب کو
ٹھہرانا نبیونکا کام ہی انتہی اور نسبت انکی انبیا کے ساتھ
ایسی ہی جیسی نسبت چھوٹے بھائی کی بڑے بھائی کے

ساتھہ یا برے بیٹے کی اپنے باپکے ساتھہ کیونکہ درمیان اُنکے ایک
وجہہ سے علاقہ بیٹا ہونے کا ہی اور ایک وجہہ سے بھائی
ہونے کا اور یہہ بزرگوار انبیا کے خلافت کے حق دار
زیادہ ہیں گو کہ تسلط اور حکومت ظاہری اِنکے نصیب نہو
اور اہل ملت کے نادان لوگ اِنکی ریاست کو مسلم
نرکھیں اور اسی معنی کو امامت اور وصایت بولتے ہیں
اور اِنکے علم کو کہ بعینہ علم انبیا کا ہی لیکن چونکہ وحی ظاہری
سے حاصل نہیں ہوا ہی حکمت بولتے ہیں اور عنایت
اور ولایت مخصوصہ کہ حق میں انبیا کے صرف کی گئی ہی
اُسی عنایت مخصوصہ کے سبب سے اِن کو بھی اپنے ہم جنسون
میں فرق اور امتیاز حاصل ہوا ہی چنانچہ اس کریمہ میں اسی معاملہ کا
بیان ہی کہ * اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ
وَاِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوحًا وَاِبْرَاھِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی
الْعٰلَمِیْنَ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَمِنْ آبَائِھِمْ وَذُرِّیَّاتِھِمْ وَ
اِخْوَانِھِمْ وَاجْتَبَیْنَاھُمْ وَھَدَیْنَاھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاذْکُرْ
عِبَادَنَا اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ
وَاِنَّا اَخْلَصْنَاھُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا مِنَ

الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَار ترجمہ اللہ چن لیتا ہی فرشتون اور
لوگون مین سے رسولون کو اور بیشک اللہ نے پسند کر لیا
ادم کو اور نوح اور ابراہیم اور ال عمران کو اور ہرہر کو
بزرگی دیا مین سارے جہان پر اور باپ دادون سے
انکے اور اولادون سے انکے اور بھائیون مین سے
انکے اور قبول کیا ہم نے ان کو اور سمجھایا ہم نے اون کو
سیدھی راہ اور مذکور کر میرے بندے ابراہیم اور اسحاق
اور یعقوب کو جو قوت والے اور آنکھ والے تھے بیشک
ہم نے خالص کر لیا اُن کو ایک چنی بات مین وہ یاد اوس
گھر کی ہی اور بیشک وے نزدیک ہمارے البتہ اچھے
لوگون مین ہین اور اسی اجتبا اور اصطفا یعنے برگزیدگی
اور پسندیدگی کے سبب رضاے حق کی اِنکی رضا مین مندرج
ہی اور خدا کی تابعداری اِنکی تابعداری مین منحصر ہوئی ہی
اور خدا کا غضب ان کے غضب مین لازم ہی اور
اوسی عنایت اور ولایت کا نمونہ اور اوس عزت اور
عظمت کا پرتو کہ ے ربانیین اور وارثین انبیا اور مرسلین
کو بھی نصیب ہوتا ہی اور عرف مین قوم کے وجاہت

بولتے ہین اور اِس صدیقیت کو جو ذکاے عقل کے ساتھہ
ملی ہوئی ہی اور حکمت اور وجاہت کے لوازمات
سے ہی سید العلما، اور سید العلما شیخ ولی اللہ قرب
الوجود بولتے ہین اور بھی جانا چاہئے کہ قرب الوجود محض وہبی
اور جبلی چیز ہی کہ کسب اور اکتساب اور حدوث اور
تعدد کو اوسمین کچھہ دخل نہین ہان اتنی بات تو ہی کہ جس
وقت موہبات اور اسباب پائے جاتے ہین تب اوس
نور جبلی کا آثار بتدریج آہستہ آہستہ ظہور کرتا ہی
جسطرح انسان کی انسانیت کہ محض خلقی چیز ہی لیکن
جس چیز سے انسان کو سارے حیوانات سے تمیز ہوتی
ہی وہ قوت عاقلہ ہی اور ابتداے پیدایش مین چھپی
رہتی ہی کیونکہ درمیان چھوٹے بچے کے اور جانور کے
کچھہ فرق معلوم نہین ہوتا ہی بلکہ چھوٹے بچے کی سمجھہ جانور
سے کم ہوتی ہی اور بعد گذرنے ایک زمانہ کے بسبب
مزاولت علوم کے اور اکات مین اثر اوس امر مستور کا
ظہور کرتا ہی * اور چونکہ صدر کلام مین مذکور ہوا کہ وہی
عنایت ایزدی کہ ازل ہی مین اِس کمال والے کو ملی ہی

ہر وقت اور ہر مرتبہ نئی لطف اور تازی تربیت کے ساتھہ
پسندیدہ کام اور حق عقیدہ اور نیک خلق اور اچھی رسم
پر کشان کشان لاتی ہی اور برے کامون سے اور جھوٹھے
عقیدون اور بد خلقون اور فاسد رسمون اور معاملون سے
رنگ برنگ کے تصرفکے ساتھہ بچاتی ہی بس ضرور بالضرور
اوسکو اوس محافظت مین کہ انبیا علیہ السلام کو ہوتی
ہی جسکو عصمت بولتے ہین فایز المرام کرتی ہی
تصویر اوسکی یہہ ہی کہ جیساکہ عشق جمال والے کی
یا طلب ہنر اور کمال کی یا خواہش تحصیل جاہ و مال
کی بعضے شخص کو اسقدر ہوتی ہی کہ اوسی کوشش
مین مستغرق اور دوبار ہتا ہی اور بسبب اسی
استغراق کے فتور اور خلل اوسکے قوائے بہیمہ مین
راہ پاتا ہی اور اوسی فتور کے سبب سے عرفی اور
شرعی قباحتون کی طرف تہہ دل سے اونکے التفات نہین
ہوتی ہی اور اس کام کے کرنے کا قصد دل مین انکے منعقد
نہین ہوتا اور بعضے شخص اس طرح کے ہین کہ ذکاوت عقل
اور نزاکت طبیعت اور طہارت جبلت پر پیدا ہوئے

ہین اور باپ دادے کی تربیت اور استادون کی تعلیم
بھی حق مین انکے مصروف رہی تو یہہ لوگ اون قباحتون
سے بہ سبب ذکاے عقل اور نزاکت طبیعت کے
پرہیز کرتے ہین اور کراہت اور نفرت اون قباحتون
کی نسبت کرتہہ دل سے انکے ظاہر ہوگی مثل مکروہ جاننے
جبلی طہارت والے کے نجسون کو اور اگر احیانا اِن سے
بھولے چوکے رغبت اور میلان اون قباحتون کی طرف
واقع ہووے تو البتہ وہ مربی مشفق ہزار حیلہ سے اوس کو
اوس نجس مین ملوث ہونے نہ دیگا * ایسا ہی بعضے کمال والے
بسبب غلبہ عشق مقدس کے اور مستغرق ہونے
مشاہدہ مین حضرت ذوالجلال کے اور حاصل ہونے مقام
فنا اور بقا اور معرفتون کے اور کھل جانے حقایق
اشیا کے بھانت بھانت کے ارادے اور طرح
طرح کے قصد اور عزم فنا ہو جاتے اور رہ جاتے ہین اور
اسی فناے ارادے کے سبب نامرضی فعلون
اور باطل عقیدون اور برے خلقون اور فاسد معاملون
سے محفوظ رہتے اور یہہ مرتبہ قرب النوافل والے کو

نصیب ہوتا ہی اور بعضے کمال والے بسبب اور جبلی اور عنایت ازلی کے بھلے اور برے کی تمیز کر کے اپنے کو قباحتون اور برائیون سے بچا رکھتے ہین اور جو کبھی امور مذکور کی خواہش ہوتی ہی تو عنایت ازلی انکے ارادے کے دامن کو پکڑ کے عجیب اور غریب معاملہ کے ساتھہ برے کامون سے باز رکھتے ہین چنانچہ آیہ کریمہ اسی معاملہ کی حکایت کرتی ہی ❋ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ❋ بیشک ارادہ کیا زلیخا نے یوسف پر اور یوسف نے زلیخا پر اگر نہ دیکھتا اپنے رب کی برہان اسیطرح ہم باز رکھینگے اوس سے برائی اور بیحیائی کو ❋ اور یہہ حفاظت انبیا اور حکما کو نصیب ہوتی ہی اور اسی کو عصمت بولتے ہین یہہ مت سمجھو کہ وحی باطنی اور حکمت اور وجاہت اور عصمت انبیا کے سوا اور دن کو نہین ہوتی اور مخالف سنت اور جنس بدعت سے ہی کیونکہ بہتیری حدیثین اسی مضمون کی مناقب مین صحابہ کبار کے حضرت صلعم سے منقول ہین

چنانچہ جو لوگ حدیث سے ماہر ہیں اور پیر پوشیدہ نہیں ہی
اور اگر خوف ملال کا سبب بڑھ جانے کلام کے نہوتا تو
اون حدیثون مین سے کچھ اس مقام مین مذکور ہوتا اور یہہ
نہ جانو کہ ایسے کمال والے جہان سے ناپید ہین اور قرب
الوجود کا مرتبہ روی زمین سے مٹ گیا بلکہ قیامت تک عرصہ
وجود مین ان کمال والون کا وجود باقی رہیگا ہان عام یقینی
ہونے کی راہ کمال پر صاحب کمال کے کہ خبر دینے مین مخبر صادق
کے منحصر ہی بعد گذرنے زمانہ نبوت کے بند ہو گئی جیسا
حاصل ہونا عام قطعی کا کسی حکم پر احکام شرعیہ کے اجتہادی
مسئلون پر جو منصوص نہین ہین بعد گذرنے اوس زمان
برکت نشان کے متصور نہین حالانکہ مجتہدون کا اجتہاد زمانہ
مین تابعین اور تبع تابعین کے اِس قدر جلوہ گر ہوا کہ دسوان
حصہ اوسکا زمانہ مین صحابہ کے وقوع مین نہ آیا تھا اور لوازم سے
اس مقام کے تربیت حق کی ہی اس کمال والے پر تفصیل
اوسکی یون ہی کہ جب وہ عنایت ازلی بدو فطرت مین
بلا استحقاق اور اکتساب کے اور بغیر واسطہ اور
حجاب کے اس کمال والے کو مقبولون کے زمرہ مین سے

قرار دیا اور سب وقتون مین اوس مقبول کے تربیت کا
بلا واسطہ متکفل ہوا پھر جو کبھی بشریت کی راہ سے وہ
مقبول ناحق کیطرف متوجہہ ہوتا ہی اور تہہ دل مین
اوس کے اوس چیز سے علاقہ ہوتا ہی یا کسی چیز کو
اون امرون سے کہ بسبب پانے اوس امر کے اوس نور
جبلی نے اوسکے ظہور کیا واسطہ تربیت کا معلوم کرتا ہی تو
وہی عنایت ازلی اوس علاقہ کو کسی تدبیر سے برہم مارتی
ہی اور اوس خیال کو پاش پاش کر کے زایل کر دیتی
ہی اور سب آثارون مین سے اس مقام کے ایک آثار
یہہ ہی کہ صالح لوگون کے دلون مین اس کمال والے کی
قبولیت نازل ہوتی ہی کیونکہ اسی معنی کا اشارہ ہی * اِذَا
اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادَى جِبْرَئِيْلَ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ اِنِّي
اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي
اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ
اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ * یعنے جب
دوست رکھتا ہی اللہ کسی بندہ کو پکارتا ہی جبرئیل
کو یون کہ بیشک دوست رکھتا ہون فلانے کو سو دوست
رکھہ تو اوسکو پھر دوست رکھتا ہی جبرئیل اوسکو پھر
پکار دیتا ہی اسمان مین یہان تک کہ رکھا جاتا ہی واسطے

اوسکے قبول زمین مین اور حقیقت اس قبولیت کی یہہ ہی
کہ اس صاحب کمال کی وجاہت کا عکس پڑتا ہی اسطرح
کے دلون مین جو مثل آینہ کے صاف ہین تفصیل اس
اجمال کی یہہ ہی کہ جیساکہ اعضاے جوارح انسان کا انسان
کے دل کا آینہ ہی یعنے جو عارضہ کہ دل پر ظاہر ہوتا ہی مثل
محبت اور غضب اور فرحت کے البتہ اوسکا اثر ہاتھہ پانون
چہرہ بشرہ پر نمودار ہوتا ہی ایسہی صالحون کے دل جو
زنگ غفلت اور التفات سے ماسوی اللہ کے صاف رہتے
ہین بہ نسبت حظیرۃ القدس کے آینہ کا حکم رکھتے ہین مثلا
جو چیز کہ احاطہ پاک مین مقتدر ہوا البتہ اکثر صلحا اوسکو واقع
ہونے سے پہلے خواب مین یا معاملہ مین دیکھتے ہین اور اوسکے
واقع ہونے کی رغبت یا اوسکے اسباب کے مہیا کرنے کی
ہمت اپنے مین پاتے ہین پس جب اس کمال والے
نے اپنے منعم کے نزدیک مرتبہ پایا اور قدم صدق کا احاطہ
پاک مین مستحکم کیا اور مقعد صدق کا رفیق اعلی مین حاصل کیا
البتہ اوسس وجاہت کا عکس صلحا کے دلون مین نمودار
ہوتا ہی پھر جو صالح اوسکو دیکھتا ہی یا اوسکے ساتھہ

بیشتہا ہی یا حال اور کمال سے اوسکے خبردار ہوتا ہی
البتہ تہہ دل سے اوسکو دوست رکہتا ہی اور علوم
اور اخبار کو اوسکے تہہ دل سے مسلم معلوم کرتا ہی بلکہ
وضع اور اطوار پر اوسکے شیفتہ اور فریفتہ ہوتا ہی گو کہ وہی
وضع اور طور اوسکے غیر مین پایا جاتا ہی مگر اوسکے طرف
کوئی اہل صلاح اور تقوی ادنی التفات نہین کرتا ہی نجانے
تو کہ مقصود اس کمال سے یہہ ہی کہ سارے عوام کو محبت
اس صاحب کمال کی ہوتی ہی کیونکہ حدیث شریف مین
وارد ہوا کہ * اِنہم شہداء اللہ علی الارض * یعنے بیشک وے
شہدا اللہ کے ہین زمین پر اور پر ظاہر ہی کہ جو لوگ اہل شہادت
ہین وے عقل اور کیاست والے اور مروت اور عدالت
والے ہین نہ غافل اور بے وقوف اور فاجر اور ظالم بلکہ اگر
تو نیک تامل کرے تو معلوم کرے کہ ان بزرگون کی محبت
خود نشانی محب کے ایمان کی ہی اور علامت تقوی کی *
ذالک ومن یعظم شعایر اللہ فانہا من تقوی القلوب * یہہ
اور جو تعظیم کرے اللہ کی شعایر کی سو بیشک وہ دل کے
تقوی سے ہی * اور بغض اِن بزرگون کے ساتھہ بغض

کرنیوالے کی نفاق کی نشانی ہی اور اوسکی بدبختی ہی
کیونکہ * لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُهٗ اِلَّا مُنَافِقٌ شَقِیٌّ *
نہین دوست رکھتا ہی اوسکو مگر مومن تقی اور نہین
بغض رکھتا ہی اوس سے مگر منافق شقی اسی معنی کا اشارہ ہی *
۳ افادہ * اس مقام سے برتر مقام نیابت عن اللہ
ہی تمہیدات شرعیہ کے ظاہر کرنے مین اور حقایق
کے مقام مین حکم کے قالب کو قایم کرنے مین اور نوع
انسان کے تربیت کے لئے ارکان اور آداب اور
شرایط اور مضاعف کو مقرر کرنے مین اور یہہ مقام بذاتہ مقام
انبیا اور مرسلین کا ہی لیکن انبیا کے تابعداردن مین سے
بعضے کو اس مقام کا عکس پرتا ہی کہ انکو عرف مین قوم کے
مفہمین کہتے ہین پیشوا صاحب تفہیم کے شیخ ولی اللہ
قدس سرہ اپنے اصطلاح مین اس مقام کو مقام قرب الفرایض
بولتے ہین * ۴ افادہ * اور اس مقام سے برتر مقام نیابت
عن اللہ ہی بیدار کرنے مین غافلون کے اور دور کرنے
مین عذر جاہلون کے اور پوری کرنے مین حجت کے منکرون
پر عرف دلیل اور برہان سے ہی یا تلوار اور نیزہ کے

ساتھہ کہ انکے وجود برکت امود سے مضمون اس ایہ کریمہ
کا متحقق ہوتا ہی یعنے * قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ * تو کہہ اللہ
ہی کو حجت پوری اور یہہ مقام بذاتہ مقام انبیاے اولوالعزم
کا ہی اور بعضے بزرگوار کو بہ سبب تابعداری انبیا
اولوالابصار کے اس افتخار کا عکس پرتا ہی اور اونکو
عرف مین قوم کے حجج اللہ بولتے ہین اور اصطلاح مین شیخ کے
اس مقام کو قرب ملکوت بولتے ہین * ۵ افادہ * اور
اس مقام سے برتر مقام ادوار اور اطوار کی ریاست
ہی بیان اوسکا یون ہی کہ بعضے وقت مین اور جزو زمان
مین تربیت نوع انسان کی امر معاش مین وجہون مین سے
کسی ایک وجہہ کے ساتھہ واقع ہوتی ہی اور عنایت
ربانی اوسی لباس مین ظہور فرماتی ہی اور جو صاحب کمال کہ
اس مقام مین واسطے تربیت افراد انسان کے اللہ کی طرف
سے نایب ٹھہرا ہو تکمیل مین اوسی وجہہ کے بڑی کوشش
کرتا ہی اور جب وہ وجہہ اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب
تازی عنایت رحمت ازلی کے دریا سے ظاہر ہوتی ہی
اور تربیت معاشیہ مین سے دوسری وجہہ نمودار ہوتی ہی

اور جاری کرنے مین اوسی وجہہ کے بہی اوم مین سے
کاملون کو متوجہہ کرتا ہی چنانچہ اس کریمہ مین جو مذکور ہوتی ہی
اسی بھید کا بیان واقع ہوتا ہی ۞ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ
اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِی یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ
سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞ تدبیر کرتا ہی کام کی اسمان سے
طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہی ایک دن مین جسکا
مقدار ہزار برس ہی اوس حساب سے جو گنتی کرتے ہو
تم مثلاً حضرت اوم کے زمانہ سے لیکر حضرت ادریس کے
زمانہ تک فیض ربانی اون طریقون کی طرف جس مین
بنیاد عیش اور زندگانی کی ہو ہدایت کرنے مین افراد
انسان کے متوجہہ تھی جیسا کھیتی کرنا اور آٹا پیسنا اور
خمیر کرنا اور روٹی بنانا اور سب طرح کا کھانا پکانا اور کپڑا بنوانا
اور سلوانا اور گھر بنوانا ۞ جب یہہ تربیت اپنے کمال کو
پہنچی تب حضرت ادریس کے زمانہ سے سکھانا باریک
باریک کسب کا جیسا سینا اور لکھنا اور لوہے کا کام
بنانا اور مثل اوسکے جو لطیف صنعت اور کاریگری ہی
اور تعلیم کرنا گھر سے گھر سے علمون کا جیسا مطلع ہونا

خواص پر اجسام علویہ کے جسکا خلاصہ علم طب اور نجوم
ہی ظاہر ہوا اور زمانہ سے ذی القرنین اول کے استوار
کرنا بنیاد سلطنت اور ریاست کی اور مقرر کرنا قانون
حکومت اور آئین عدالت کی اور جمع کرنا لشکر اور سپاہ
کا ظاہر ہوا ایسا ہی نوع انسان کے تربیت کے لیئے اونکے
امر معاد مین بھی ادوار اور اطوار یعنی زمانے اور طور
بدلتے ہین اور اصحاب اہل کمال کہ کسی دورہ مین دور دن مین سے
اپنے کمالات کو پہنچتے ہین جو علوم کہ ان کے دورہ کے
مناسب ہی دلون مین اون کے بیٹھتے ہین اور اون سے
اوسی علوم کی تکمیل کی خدمت لیتے ہین پھر جب وہ
تربیت اپنے کمال کو پہنچتی ہی تب پھر دوسری تربیت
کی بنیاد رکھتے ہین اور نئی ہدایت کی جڑ مضبوط اور مستحکم
کرتے ہین مثلاً اس امت مین پہلا دورہ فقہا کا تھا بعد اوسکے
دورہ اہل کلام کا نمود ہوا پھر اوسکے بعد دورہ صوفیہ کا ظہور
فرمایا اور یہہ جو مذکور ہوا محض تمثیل کے لیئے نہ حصر کے لیئے القصہ
جب ایک دورہ ختم ہوتا ہی اور دوسرا دورہ شروع ہوتا ہی
تب ایسے شخص کو کہ افراد انسان مین کامل تر ہو اور

فیض رحمانی کے لایق تر ہو ذات برکت آیات سے اوسکے
پہلے دورہ کی ہدایت کو نہایت درجہ کے کمال کو پہنچاتے
ہیں اور اوس شخص کو مترجم اپناکر کے اور زبان اپنی
قرار دے کے زبان برکت نشان سے اوسکے حضرت
رحمن کی نئی الطاف کے طرف افراد انسان کو دعوت
فرماتے ہیں اور امامت اوس دورے کی اوسکے حوالہ
کرتے ہیں اور یہہ مقام بذاتہ مقام حضرت خاتم النبوت اور فاتح
الولایت علیہ الصلواۃ والسلام کا ہی لیکن بہ تبعیت آنحضرت
کے اس مقام کا نمونہ آپ کے بعضے اتباع کرام کو ارزانی رکھتے
ہیں اون کو فاتحین اور خاتمین بولتے ہیں یعنے وجود سے اوس
شخص کے پہلے دورہ کے مال کی نہایت اور پچھلے دورہ کی
کمال کی ہدایت متحقق ہوتی ہی اور اس مقام کو حضرت
شیخ ولی قدس اللہ سرہ مقام فردانیت بولتے ہیں اور
سارے اہل کمال جو اوس دورہ مین ہوتے ہیں حقیقت
مین اوسی امام زمان کے تابع ہوتے ہیں اگرچہ یہہ لوگ
امام کو جانتے ہون یا نہ جانتے ہون * اور معنے اتباع کے یہہ
نہین ہی کہ یہہ لوگ امام کی تقلید کرتے ہیں یا انکی تربیت

کا سلسلہ امام تک پہنچتا ہی بلکہ معنے اس مقام مین وہ ہی کہ
خدمت مین اوس شان الہی کے کہ اوس دورہ مین
ظہور فرمایا ہی دل وجان سے کوشش کرتے ہین اور
سارے علوم جو مناسب اوس شان کے ہین پہلے دل
مین اوس امام کے ڈالتے ہین پیچھے دل مین ان بزرگوارون
کے غیب کے خزانہ سے بتاتے ہین اور جیساکہ قصد مشہور
کرنے کا اوس علوم کے اول دل سے اوس امام کے ظاہر
ہوتا تھا ویساہی پھر وہی ارادہ دل سے ان بزرگون
کے صرمارتا ہی * افادہ * از بسکہ یہہ تینون مقام
بالذات انبیا کو مسلم ہی اور غیر کو انکے اس کمال کے
ظل کے سیوا اور اوس مقام کے نمونہ کے ماورا رسائی
نہین باوجود اسکے ایسے بزرگوار کہ مفاخر کے قالب اور
جسم ہون مثل گندھک سرخ اور اکسیر اعظم کے کمیاب ہین
یعنے جن لوگونپر اِسمقام کا پرتو پڑتا ہی بہت کم پائے جاتے
ہین اور اسی واسطے اس تینون مقام کے مباحث مین
اجمالا اشارہ کرکے اسکی تفصیل دوسرے مقام پر حوالہ کیا
گیا اور بھی اس تینون مقام کے کنہ کو پہنچنا اور سارے

کمالون کی تحقیق کرنا بدون حاصل ہونے اس مفاخر کے اور
ملنے اس مناصب کے صورت نہین بندھتی پھر کوشش کرنا
اس اسرار کے بیان مین لاحاصل ہی * بیت * در نیابد حال
پختہ ہیچ خام * بس سخن کوتاہ باید والسلام * حال پختہ کا نہ
سمجھے کوئی خام * بات چھوتی چاہئے بس والسلام *
ہان اتنا سمجھنا چاہئے کہ محبت ایمانی ازبسکہ عجیب اور غریب
میوہ دیتی ہی کیونکہ تخم اوس محبت کا عنایت ربانی اور اجتبا
رحمانی ہی اور عجائبات ربانی کو حد اور پایان نہین * ف * یعنے یہہ
مقام خدا کی عنایت سے حاصل ہوتا ہی کسب کو کچھ دخل
نہین انتہی * فرد * داغ غلامیت کر دپایہ خسرو بلند *
صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید * مرتبہ خسرو کا تیرے
داغ غلامی سے بڑھا * بندہ جو سلطان نے لیا صدر ولایت
ہوا * ۲ افادہ * یہہ مت سمجھو کہ راہ ولایت اور راہ
نبوت مین تباین اور ضد ہی یہان تک کہ راہ ولایت کے
سالک راہ نبوت کے مقامات مین نہین پہنچتے یا راہ
نبوت کے طالب پر حالات ولایت کی وارد نہین
ہوتی یا جب عشقی والے جب ایمانی سے معطل رہتے

اور حب ایمانی والے عشقی حالتون سے غافل رہتے
حاشا و کلا کیونکہ کتاب فتوح الغیب کو کہ جسکی نسبت شیخ
عبد القادر رحمتہ اللہ کے طرف کرتے ہین تمنے دیکھا ہوگا
کہ سر سے پانو تک فنائے ارادے کے مضمون سے جو
خلاصہ حب ایمانی کا ہی بھری ہوئی ہی اور اوس
پیچ تاب اور قلق اور اضطراب کی باتین جو دل مبارک
پر جناب سید المرسلین علیہ افضل الصلواۃ والتسلیم کے
زمانہ وحی مین گذرتی تھی سنا ہوگا کہ جو عجز و نیاز اور استغنا
اور ناز کہ درمیان ایا ہی لیلی اور مجنون کو رشک دلاتا
ہی بلکہ تخم حب ایمانی کا اور نور اوس سعادت جاودانی
کا ایمان کے ارکان اور اسلام کے شرطون مین سے ہی
بس حب ایمانی کو مانند کھورے شاہ گام کے سلوک مین
طریق مقبولہ کے سمجھا چاہیئے اور حب عشقی کو اس راہ
مین بادیہ یا منزل قرار دیا چاہیئے بس حب ایمانی سالک کے
جان کی پیوند ہی اور حب عشقی حالات اور واردات
کے قسم سے ہی ہان بعضے نفوس مین بسبب مناسبت
طبعیت اور جبلت کے حب عشقی تاثیر قوی بخشتی ہی

اور راہ ولایت مین کشان کشان لیجاتی ہی اور حب
ایمانی لباس مین حب عشقی کے ظہور کرتی ہی اور بعضے
جانون مین عشق کے غلبے کے فرو ہونے کے بعد صرف
حب ایمانی رہ جاتی ہی اور صرف مقامات راہ نبوت
کے رستا بتاتی ہی القصہ حب ایمانی کو ساوک کے بنیاد کی
جڑ بلکہ مثل اینٹ اور لکڑی اور مٹی اور پتھر کے کہ عمارت
کا مادہ ہی سمجھا چاہئے اور حب عشقی اور اُسکے ثمرات
کو بعد مستحکم ہونے اصل عمارت کے مانند رنگ خوش
کے اور نقش دلکش کے کہ سریع الزوال اور یسیر
الاعادہ یعنے جلدی مٹ جاتا اور آسانی سے بن جاتا ہی
قرار دیا چاہئے اسیواسطے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام
از بسکہ واسطے مضبوط کرنے بنیاد ہدایت کے اور
مستحکم کرنے چھت تربیت کے عموما انسان کے لئے
مبعوث ہین اور لابد اسی حب اور اسکے ثمرات کے
طرف دعوت کئے اور اسکے حاصل کرنے کی طریق کو
مضبوط کئے اور کھول کر بیان کر گئے اور صرف حب ایمانی
کے طریقون کے کھولنے اور بیان کرنے پر اکتفا فرمائے

اور حب عشقی اور راو سکے ثمرات کے حاصل کرنے
کی راہ کھولکر معین نفرمائے مگر اشارہ لطیف اور کنایہ
باریک کے ساتھہ اور جو لوگ اہل طریقت مین سے
اولیاء کبار تھے اور باطن شریعت کے فن مین امامت
حاصل کیئے تھے اور اصلاح قلب اور سدھار دل کے قواعد
مین اجتہاد کا مرتبہ پیدا کیئے تھے جب حب ایمانی کو متواترات
دینی مین سے سمجھے اور راو سکے حاصل کرنے کی طریق
سارے ملت والون مین مضبوط پائیے حتاکہ زمان برکت
نشان مین آپ کے عوام اہل ملت مین سے جو عامی اور
انپڑھہ تھا وہ حضرت حق کی تابعداری اور جواد مطلق
کے حکمون کی فرمان برداری کو اور شریعت نبوی کے
ساتھہ متشرع ہونیکو اور دین مصطفوی کے ساتھہ
متدین ہونیکو اپنے ذمہ پر فرض جانتا تھا اور راو سکے شکر
اور حب کی خوبی اور کفران منعم کی برائی اور مخالفت
کو بدیہیات مین سے سمجھتا تھا اسواسطے حب ایمانی اور
لوازم کو اوسکے مفروغ عنہ یعنے بیان کا محتاج نہ سمجھکے اور
اپنے تابعداروں کے ذہن مین مسلم الثبوت معلوم کرکے

حب عشقی کے احکام کی تحصیل مین اور اوسکے ثمرات
کی توضیح مین اور اوسکی تحصیل کی طریقون کے ضبط کرنے
مین سعی اور کوشش جیسی چاہئے ویسی کیئے اور مسلمانون
مین سے ایک جم غفیر کو نفع عظیم پہنچائیے اور اس سبب سے
بڑا مرتبہ اور بڑی عزت بارگاہ مین رب العزت کے پائیے
* شَكَرَ اللّٰهُ مَسَاعِيَهُمْ وَرَفَعَ دَرَجَاتِهِمْ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ *
جزا دے اللہ انکی سعی کی اور باند کرے اعلی علیین مین
ان کے درجے کو پھر بعد گذرنے اون کے زمانہ کے غبی اور
نادان لوگ پیدا ہوے اور مضمون اس کریمہ کا یعنے *
وَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ
ترجمہ پھر پیچھے آئے بعد اون کے ناخلف برباد کیئے نماز اور
پیچھے لگے خواہشون کے حال بد مال پر ان کے صادق ایا
حب ایمانی کی تحصیل کی طریق کو برباد دیکھے حب عشقی اور
اوسکے ثمرات کے حاصل کرنے مین کمر باندھا حالانکہ یہہ
محض خیال باطل ہی کیونکہ آمَنْ ثُمَّ جَاهَدَ یعنے ایمان لاپھر
جہاد کر خبر ہی ماثور * وَثَبَتَ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ * یعنے چھت
طیار کر پھر نقاشی کر مثل ہی مشہور چنانچہ باند سیر شیخ

ابو سعد ابو الخیر ایسے لوگون کے حال سے خبر دیتے ہین
اور فرماتے ہین ۞ بیت ۞ تقلید دو سہ مقلد بے معنی ۞
بد نام کند رہ جوان مردان را ۞ تقلید دو تین مقلد بے معنی
کی بد نام کرتی ہی جوان مردون کی راہ کو اس معنے کو مثال
دیکر واضح کیا چاہئے اور سننے والون کے ذہن مین جمایا چاہئے
مثلاً عنایت یزدانی اور فیض رحمانی کہ افراد انسانی کو
ازل مین ملی تھی بعضے اوقات مین ایسا اقتضا فرمایا کہ کچھ عقاید
اور احکام اور معاملات اور سیاسلت مین سے کہ ہدایت
کرنے مین انسان کے اور دنیا اور آخرت کے ضرر کی
چیزون سے انکو نجات دینے مین اور برزخ اور حشر کی
آفتون سے خلاص کرنے مین دخل قوی اور تاثیر عظیم
رکھتا تھا زبان عربی مین انسان کو تعلیم کیا جاے اور شرح
اوسکی بیان ہدایت نشان سے اوس شخص کے
جو عرب اور عجم مین فصیح تر ہی تفصیل کی جاے پس
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
کلام معجز عربی کو شرح اور بسط کے ساتھہ سب حضار کے
طرف تبلیغ فرمایا سو تکمیل امر فیض قدسی کی کہ غیب

الغیب سے نزول فرمائی دو وجہہ سے ہونے سکتی ہی ایک
تو یہہ ہی کہ جو کام کہ دنیا اور اخرت کی اصلاح مین تاثیر رکھتا
ہی اور نجات دینے مین اور درجات کے بلند کرنے مین
دخل کرتا ہی اوسی کام کی تعلیم کو اپنی ہمت کا قبلہ کر کے
کتاب اور سنت کی طرف متوجہہ کیا جاے اور اعتقاد
کرنے مین عقاید مذکور پر اور بجالانے مین احکام ماثور پر اور
حاصل کرنے مین اخلاق محمود پر اور قایم کرنے مین معاملات
اور سیاسات مقصود پر سعی بلیغ کرے اور اتمام مین
اسکام کے کوشش زیادہ سے زیادہ بجالاوے اور
یہی وجہہ شارع کو مقصود ہی کتاب اور سنت سے اور
یہی ہی بنیاد ہدایت کی اور جڑ ہی سعادت کی اور شارع
نے اسی کو کھولکر تفصیل کے ساتھہ بیان فرمایا اور اوسکے
حاصل کرنیکی طریقون اور تمہیدون کو کمال اہتمام کے
ساتھہ مضبوط فرمایا اور دوسری وجہہ یہہ ہی کہ کلام قدسی
کی بلاغت کی وجہون پر اور عقاید حقہ کی دلیلون پر اور
منصوصہ حکمون کے حکم کرنے پر اور اخلاق محمودہ کے پیدا ہونے
کی طریقون پر اور معاملات اور سیاسات متقولہ

کے منافع پر مطلع ہو نیکو پیش نظر اپنے کر کے اور اپنی
عزیمت اور ارادہ کا قبلہ قرار دیکے کتاب اور سنت
مین خوض کرے لیکن خوض کرنا اس وجہہ سے شارع کو
مقصود بالذات نہین ہی اسیو اسطے اسکو طراحتہ بیان
نفرمایا اور اوسکے تحصیل کی تمہیدون کو اور تکمیل کی طریقون
کو بیان نکیا مثلا عربی کے فنون کی تحصیل کرنا صرف اور نحو
اور معنی اور بدیع کے قاعدون سے اور استدلال کی نیو کو
مستحکم کرنا منطق اور فلسفہ اور مناظرہ کے مسئلون سے اور
اجتہاد کے قانون کو مقرر کرنا قیاس کے بحثون سے اور
معین کرنا علتون کا اور ترجیح کے مسئلون کا اور جدل کے
قاعدون کا اور انسان کے قوائے باطنہ کی تشریح کا کہ
اخلاق اور ملکات کا حامل ہی بیان کرنا اور حکمت عملی
کے اصول کو منقح کرنا خواہ سیاست منزلی ہو یا مدنی
اصلا شارع سے منقول نہین ہی بلکہ جو کچھ اوس جناب سے
منقول ہی یہی کتاب اور سنت ہی اور بس اور دعوت
انحضرت صلعم کی حجت اور برہان اور تلوار اور سنان
سے اسی دو چیز کے واسطے تھی اور جاری کرنے مین

اسی دو چیز کے کس قدر مشقت اور تکلیف کو برداشت
کی * ہان وہ علوم باریک نازک بہ نسبت بعضے ذہن
کے کتاب اور سنت کے حاصل کرنے کے بعد حکم اکثیر کا
رکھتا ہی اور جب کتاب اور سنت غایت مرتبہ مین
مشہور ہوئی اور حد تواتر کو پہنچی اور ہر خاص و عام بقدر
نصیبہ اپنے اوس سے مراد کو پہنچے اور سارے اہل
اسلام اِن دونو کو تسلیم کیئے تب فن عربی کے اوستادون
اور مجتہدون اور فن کلام کے دانشمندون اور تہذیب
اخلاق والون اور حکمت ایمانی والون کی سعی اور کوشش
سے وہ علوم دقیقہ ظاہر ہوے اور یہہ بزرگوار بسبب
اسی سعی کے زمرہ مین * عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ *
کے گنے گئے یعنے میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل
کے ہین * اور اِن کے اتباع بڑھانے مین اس بحث کے
خوب کوشش کیئے یہان تک کہ علوم دقیقہ لنبے چوڑے وجود
مین آے اور بعد گذرنے زمان برکت نشان ان بزرگوارون
کے ایک لوگ مقلد بے معنی کہ حب وجاہت اور طلب
ریاست پر مجبول تھے پیدا ہوے اور اسی قیل و قال اور

مکابرہ اور جدال کو فضل اور کمال اپنا معلوم کر کے کتاب اور
سنت کو پس پشت اپنے ڈالکے اپنی ساری عمر کو تحصیل مین
اس امور بے حاصلہ کے برباد دیئے اور فلسفہ اور معتزلہ کی
راہ اختیار کئے آور حسرت اور ندامت کے سوا اس
جہان فانی سے کچھ ساتھ نہ لے گئے آخر سوا اے نا اُمیدی
اور خسارت کے گور تنگ مین اپنے کوئی مونس اور
غمخوار نپائے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ
ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ
صُنْعًا أَعَاذَنَا اللّٰهُ جَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ حَالِ أُولٰئِكَ الْجَاهِلِينَ ❁ کہہ تو کیا نہ خبر دون تمکو اونکی جو برے تو تا پانے والے
ہین کامون مین وے لوگ وہ ہین جنکی برباد ہوئی کمائی دنیا
مین اور وے سمجھتے ہین یہہ کہ ہم کر تے ہین اچھا کام ❁
نباہ دے ہمکو اللہ اور سارے مسلمانون کو ان جاہلون کے
حال سے ❁

❁ تمام ہوا باب پہلا ❁

دوسرا باب بدعتون سے پرہیز کرنے اور عبادتون کے ادا کرنے کی طریق اور بری خصلتون کو چھوڑ دینے اور اچھی خصلتونکو اختیار کرنے کے بیان مین

اس باب مین ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ ہی * مقدمہ * اور اسمین ایک افادہ ہی * افادہ * اذکار اور اشغال اور مراقبات اور مقاماتکا بیان جو اولیاے کرام نے خلاصہ کرکے بخوبی مفصل لکھے ہین سو ایسا بہت ہوتا ہی کہ سالکون کو وہی پیش اتا ہی اور اسی اذکار اور اشغال اور مراقبات کے سبب سے اون مقامون مین پہنچتے ہین لیکن وہ عنایتین اور برکتین جو اولیاے عظام کے حق مین اللہ تعالی کی درگاہ سے پے در پے پہنچتی تھی سو اوسکی تھوڑی سی بو بھی سالکون کے دماغ مین نہین پہنچتی اور عنایات اور برکات کے آثار مطلق ظاہر نہین ہوتے اگرچہ عنایات اور برکات اور قبولیت کے ظہور مین سارے اہل کمال کا برابر ہونا ممکن نہین لیکن ہر ایک کے حال کے مناسب عنایات اور برکات اور

قبولیت کا ظاہر ہونا چاہئے سو نہین ہوتا تو اس صورت مین
اس بات کی تلاش اور سوچ ضرور ہی کہ اون
عنایتون اور برکتون اور قبولیت کے آثار کس سبب
سے ظاہر نہین ہوتے اور کون سے کام اوس آثار کے ظاہر
ہونے کو روکتے ہین تاکہ اون روکنے والون کو دور کرنے کی
تدبیر کرے اور مقصود حقیقی کو حاصل کرے سو انکی عبادتون
کے آثار ظاہر ہونے کے روکنے والے اکثر لوگون مین یہہ
ہین کہ بدعتون مین پھنسے رہتے ہین اور رذایل اخلاق یعنے بری
خصلتون مین آلودہ رہتے ہین اور شرعی عبادتون کے ادا
کرنے مین جس وضع سے کہ شارع کو مقصود ہی بے
پروائی کرتے ہین اور جو کام کہ عبادات مین خلل ڈالتے ہین
وہی کام اونکے شرعی عملون مین راہ پاتے ہین اسواسطے
اس باب کو چار فصل پر تقسیم کرنا ضرور ہوا *

فصل پہلی بدعتون سے پرہیز کرنے کے بیان مین
اور اسمین تین ہدایت ہی

پہلی ہدایت بیان مین اون بدعتون کے کہ بسبب

اختلاط ملحدین اور مشرکین صوفی وضع کے عوام

مسلمانون مین شہرت پائی ہی

اور اس مین دو تمہید اور چھ افادہ ہی * تمہید * جاناچاہئے
کہ اعمال اور اشغال جو سلوک مین مقرر ہین اوسکے
ہمیشہ کرنے سے کشف اور شہود جو حاصل ہوتا ہی
سو کافر اور مومن اور بدعتی اور متبع سنت کے درمیان
مشترک ہوتا یعنے ذکر اور فکر جس طور سے طریقت مین
مقرر ہی اوسکی تاثیر ہی کہ اوس سے کشف اور مشاہدہ
حاصل ہوتا ہی جو کوئی کرے لیکن مومن کا ایمان اور سنت
کے تابعداری کا قصد اوس اعمال اور اشغال کے مقبول
ہونیکا باعث ہی اور کافر کا کفر اور ملحد کا الحاد اور بدعتی کی
بدعت اوس اعمال اور اشغال کے باعث مردود
ہونے کا ہی سو فقط اوس کشف اور شہود کو وہ کمال
جو انسان سے مطلوب ہی جاننا محض خطا ہی ہان مومن
کے حق مین وہ کشف اور شہود البتہ کارامدنی چیز ہی
کیونکہ جو کمال کہ انسان سے مطلوب ہی اوس کمال کے
حاصل ہونے کا وسیلہ اور طریقہ کشف اور شہود ہی
جب یہہ بات سمجھ مین آگئی تو اب جاناچاہئے کہ انسان

دو چیز سے کامل ہوتا ہی اول معرفت الہی ہی دوسرے عزت
اور اعتبار کا حاصل ہونا ہی جناب باری مین اور اس
مقام مین معرفت الہی سے یہہ مجمل معرفت مراد نہین ہی
کہ ہر کس اور ناکس اوس سے خبردار ہی یعنے
اللہ تعالی بزرگ تر ہی تمام اوصاف مین اور حیات
اوسکی بزرگتر ہی تمام زندونکی حیات سے اور علم اوسکا
بزرگتر ہی تمام عالمون کے علم سے اور علی ہذا القیاس
کیونکہ اتنی معرفت سے اگر کمال حاصل ہوتا تو ناقص ادمی
عنقا ہوتا اگرچہ انتہی معرفت سے بھی فایدہ ہوتا ہی اور
نہ اس مقام مین اوس معرفت سے اللہ تعالی کی ذات
اور صفات کی حقیقت کی معرفت مراد ہی اسطور پر کہ
مدرکہ انسان کا بالکل اوس کو گھیر لے یعنے ادمی کی عقل
ذات اور صفات کی حقیقت کو خوب پہچان جاوے
اسواسطے کہ یہہ بات غیر ممکن ہی اس معرفت کی
کسیکو طاقت نہین مثلا اللہ تعالی کی رزاقیت کی صفت
جیسا چاہئے اگر کسی پر کھلنا شروع ہو تو کوئی اوسکے ابتدا
کی برداشت نکرسکے اوسکے انتہا کی برداشت کی کہان

طاقت ہی سو اگر یہہ معرفت انسان کے کامل ہونے مین
منصود ہوتی تو کوئی شخص کامل نہین ہوتا سو اس مقام مین وہ
معرفت مراد ہی جو اللہ تعالی کو انسان کے پیدا کرنے
سے مطلوب ہی اور وہ معرفت معلوم ہوتی ہی قرآن
مجید اور حدیث شریف سے اور اسی معرفت سے
ادمی کو ایک عزت اور اعتبار اللہ تعالی کی جناب مین
حاصل ہوتی ہی اور جن لوگون کو وہ معرفت بغیر عزت اور
اعتبار کے حاصل ہوئی ہی مثل حکما کے سو وہ معرفت علمی
ہی نہ معرفت عینی یعنے اپنے علم سے اوس معرفت کو
جانتے ہین اصل معرفت اونکو حاصل نہین ہی اور انسان
کامل اس عزت اور اعتبار کے سبب سے مثل اوس
خدمت گار یا خواص کے ہوتا ہی جو اپنے اقا اور بادشاہ کی
نظر مین معزز اور معتبر ہوا ہی اور اُسکی عزت اور
اعتبار کی نشانیان ظاہر ہوئی ہین مثلا امانتون کو بعضے رعیتون
اور لشکر والون یا محتاجون اور سایلون کے پاس پہنچاوے
تو اوس کی بات کو اقا اور بادشاہ معتبر اور سچ جانتا
ہی اور لوگون کے حق مین اوسکی سفارش قبول ہوتی

ہی جب اسطرح کی عزت اور اعتبار اللہ تعالی کی جناب
مین اور اللہ تعالی کی ذات اور صفات کی معرفت مین
کسی شخص کو حاصل ہو تب وہ شخص انسان کامل ہی پھر جنکو
دونون بات حاصل ہی اور وے لوگ انسان کامل ہین
اون کے درجے اور مرتبے مین بھی آپس مین بہت تفاوت
ہی کہ اوسکا بیان کرنا اور سمجھنا ممکن نہین اس تفاوتکو ولایت
کے چھوٹے مرتبے سے لیکے خاتم النبی کے مرتبہ تک سمجھا چاہئے اور
اللہ تعالی کی حضوری طلب کرنے کی راہ کو انہین طریقون
مین جو اہل سلوک کے نزدیک مقرر ہین منحصر اور موقوف
نہ سمجھا چاہئے بلکہ اللہ تعالی کے حضوری طلب کرنیکی اور
بھی بہت سی راہین ہین اون مین سے ایک مقبول
راہ یہہ بھی ہی اور اس طریقہ مقررہ پر چلنا موقوف ہی
طریقہ والے کے حال اور قال اور فعل کو ظاہر قرآن اور
حدیث سے ملا لینے اور مطابق کر لینے پر ۲ تمہید ۲ اللہ تعالی
کی راہ مین عمدہ خلل ڈالنے والے ملاحدہ صوفی شعار ہین
یعنے وے لوگ ہین جو لوگون کو فریب دینے کو صوفی کی
شکل بن بیٹھے ہین اور مخالفت شرع سے مطلق خوف

نہین کرتے بلکہ مخالفت شرع کے التزام کو یعنے خلاف
شرع چلنے کو اپنا طریقہ جانتے ہین اور شغل اشغال بُرے
بُرے بدعت کے شرک ملے ہوے سیکھتے اور سکھلاتے
ہین اور ملحد پنے کو لوگون مین پھیلاتے ہین ایسے ملحدون کے
افعال اور اقوال کے موافق اون کے ساتھہ معاملہ کرے
اون مین جو قابل قتل کے ہو اوسکو بادشاہ اسلام قتل
کرے اور جو تعزیر اور تنبیہ کے لایق ہو اوسکو تعزیر اور
تنبیہ کرے اور جسکو اون کے اوپر احکام شرعی
جاری کرنے کی طاقت نہو وہ اُون سے نہایت بیزار
رہے اور اون کی ملاقات ہرگز نکرے اور اون کے
پاس نجاے اور مونہہ دیکھنے کو برا جانے اور اگر شاید کبھی
وقت مین یہہ خیال اوے کہ ہمارے ملاقات کرنے سے
ایسے شخص کی ہدایت ہوگی تو ایک دو بار ملاقات
کرے اگر اوسنے ہدایت پایا تو اللہ کے فضل سے سمجھے
والا اوسکی ملاقات ترک کرے پھر اوسکے گردنہ پھٹکے
کیونکہ بری صحبت سے بچنا اللہ کے طالب کو بہت ہی مقدم
ہی اور ضروری کام ہی * بیت * بنجست موعظات پیر

صحبت این حرف است * کہ از مصاحب ناجنس احتراز
کند * افادہ * جو لوگ کہ کام کرتے ہین ملحد پنے کا اور
اپنی شکل بناتے ہین صوفی کی سی اون کی بہ عتون مین
سے ایک یہہ ہی جو اس زمانہ کے عوام لوگون مین مشہور
ہو گئی ہی بلکہ بعضے مقبول بھی اوسمین گرفتار ہو گئے ہین
وہ بدعت اللہ کی جناب مین اور اوسکی شعایر کے حق
مین بے ادبی کی باتین بولنا ہی شعایر اللہ بولتے ہین
عبادت کے مکانون کو جسطرح کعبہ عرفہ مزدلفہ جمار ثلثہ
صفا مروہ ہی اور عبادت کے زمانون کو جسطرح رمضان
اور چار مہینے محرم اور عید الفطر اور عید النحر اور جمعہ
اور ایام تشریق ہی اور عبادتکی نشانیون کو جیسا اذان اور
اقامت اور جماعت کے ساتھہ نماز ادا کرنا اور نماز جمعہ اور
عیدین اور غیرہ ہی سو حق کے طالب کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی
جناب اور اوسکے شعایر کے حق مین بے ادبی کی باتین سننے سے
پرہیز کرے اور آپ ایسی بات ہرگز نکہے اگرچہ جس شخص
نے یہہ باتین بی ادبی کی کہا ہی اوسپر نیکی کا گمان ہو کیونکہ
بھلی بے ادبی کا ہرگز نیک نہین اگر کسی سے ویسی بات

نکل گئی ہو تو وہ شخص اوس بات مین پیروی کے
قابل نہین ہی * بیت * حافظ عام و ادب وزرکہ در مجلس
شاہ * ہرکرا نیست ادب لایق صحبت نبود * مثلاً کسی
شخص نے کہا ہی کہ خدا کو مین نے ایک کوڑی پر خرید کیا
یہہ بات کہنے کا یہہ سبب ہوا کہ کسی وقت مین اوس
شخص سے ایک کوڑی کا پانی مقبول ہو گیا اور موجب
فتح یابی کا اوسکے ہوا تب اوسنے اس مدعا کو اسی لفظ
سے بیان کیا ہر چند مدعا درست ہی لیکن ایسا لفظ بولنا
بیجا ہی اگر یون بولتا کہ ایک کوڑی دیکے خدا کے غلامون
مین مین داخل ہوا تو خوب ہوتا * بس اسی طور سے ادب
کی باتین ٹھیک اور درست لفظ کے ساتھہ بولا کرے
اور بے ادبی سے بہت دور رہے اور اپنے تین بادشاہ
بے پرواہ عالیجاہ وافر العنایات کثیر الرحمات شدید
العقاب سریع الانتقام کے غلامون مین سے ایک غلام
بلکہ اوسکے سب غلامون سے بہت ادنی غلام جانے اور
ہر دم ہر ساعت ہر حرکت اور سکنت مین ترسان
اور لرزان رہے اگرچہ حالات عجیب آکر کے بے ادبی

کی باتین نکلوانے چاہئین * ۲ افادہ * وجودیہ ملحدونکی بدعقیدگی سے جو بدعتین خواص اور عوام مین شہور ہوگئین ہین اور لوگون کو شبہہ ہوگیا ہی کہ یہہ قول طریقت کے بزرگون کا ہی توحید وجودی وہ ملحد پنا ہی کہ وے لوگ یہہ گمان کرکے کہ ہم اور اللہ ایک ہی ہین لذت نفسانی اوٹھاتے ہین اور شیطان کے فریب اور نفس خبیث کے مکر مین گرفتار ہوکے اوس گفتگو کو معرفت اور حقیقت کی باتین جانتے ہین اور قطع نظر مضرت سے اس گفتگو کے اوقات عزیز کو اپنے محض بیہودہ طرف کرتے ہین محمد مصطفی صلعم جو ہمارے پیشوا ہین اسکا حکم نفرمائے اور ہرگز لب مبارک بیان مین اوسکے نکھولے بس ہمکو اس سے کیا فایدہ اگر ہمارے کام کی چیز بطور صوم اور صلواۃ کے ہوتی تو البتہ اوس پر اگاہ فرماتے کیونکہ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ الرَّحِيمٌ * یعنے حریص ہی تمپر ایمان والون پر رافت اور رحمت رکھتا ہی اونکی شان ہی بس اس سے چپ رہنا بھلا اور چونکہ سب رواجیا پے اس گفتگو کے لوگ پوچھتے ہین کہ

یہہ امر واقع مین ہی یا نہین بس اس قدر جانا چاہئے کہ یہہ
مخلوقات عین حق نہین ہین اگرچہ ذات پاک اوسکی تھامنے
والی ساری مخلوقات کی ہی بس مخلوقات کی مثل اوسکی صفات کے
سمجھا جاتا ہے کہ جیسا صفات نہ عین حق ہی نہ غیر حق بلکہ
اوسی سے قایم ہی ایسا ہی اور مخلوقات نہ عین صفات
ہین اور نہ غیر بلکہ مخلوقات مظاہر صفات ہین بس صفات
اگرچہ بذاتہ مظاہر سے بے پرواہ ہی لیکن حکمت الہی نے
تقاضا کیا کہ باجود استغنا کے بھانت بھانت کے مظاہر یعنی
مخلوقات مین ظہور فرمایا طریقت کے بزرگون کے نزدیک
یہی معنی مقصود ہی پر ملاحدہ وقت نے ان بزرگون کے
اقوال کو انکے مقصود کے خلاف پر حمل کر کے تحریف اور
تلبیس کی راہ نا پے ہین بس اتنا جاننا مضایقہ نہین رکھتا
ہی لیکن اپنی اوقات کو اس گفتگو مین صرف کرنا محض
بے فایدہ ہی بلکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی
کی کمالون سے بے نصیب رہنا ہی * ۱۳ افادہ * مابین
صوفی شعار کی بدعتون مین سے جو عوام اہل اسلام مین
مشہور ہو گئی ہین ایک بدعت یہہ ہی کہ تقدیر کے مسئلہ

مین قیل و قال اور بحث اور جدال کرتے ہین سو جانا چاہئے
کہ ایمان لانا تقدیر پر اسلام کے عتاید مین سے عمدہ عقیدہ ہی
اور شریعت کے واجبات مین بڑی تاکید کا واجب ہی
اور چونکہ تقدیر کے مسئلہ مین اور اون مسلون مین جو
اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اوسکے بجالانے کی تکلیف
دیا ہی بغیر تامل کے دیکھنے مین ایک تعارض معلوم ہوتا
ہی اسواسطے شارع نے اس باریک بات اور مشکل
مسئلہ مین غور کرنے اور ردوبحث نے اور اوس مین بحث
کرنے سے بڑی تاکید سے منع فرمایا ہی تو تمام اہل اسلام
پر یہی واجب ہی کہ اس مسئلہ مین ایمان مجمل پر کفایت کرین
اور مسئلہ کی تفصیل اور تنقیح کے زور و شور لہر مارتے
سمندر مین نہ بیٹھین لیکن چونکہ اس زمانہ مین تقدیر کے منکر
رافضیون مین اختلاط کے سبب سے اور ملحد لوگ جو
تکلیف شرعی کے منکر ہین اور شریعت کے احکام
کو تقدیر کے خلاف سمجھ کے اور تقدیر کے مسئلہ پر آڑ کے
شریعت کے احکام کے مٹانے مین کوشش کرتے ہین اون ملحدون
کے اختلاط کے سبب سے عوام لوگ شبہہ مین گرفتار

ہوگئے ہین اسواسطے بموجب حکم * اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ
اَلْمَحْظُوْرَاتِ * کے یعنے ضرورت اور لاچاری ممنوعات کو
مباح کر دیتی ہی اشارہ کرنا تحقیق مین اس مسئلہ کے اجمالا
ضرور پر اسواسطے کہ اصل منصد اس کتاب کا بھی یہی ہی کہ
ایمان اجمالی پر کفایت کرے اور بس لیکن غافل مسلمانونکو
شیاطین اور رفضہ اور ملحدین کی پیروی سے بچانے کے لئے
تفصیل اسکی کی گئی پس کہتا ہون کہ افعال اور اقوال
تمام بندون کے اور اون کی حرکات اور سکنات
اور اون کے ارادے اور اونکی ساری صفت خواہ
نیک ہو خواہ بد حضرت حق کے ایجاد کرنے اور اوس
قادر مطلق کے ہست کرنے سے ہی اور بس ہان
ایک قسم کے افعال کو ایک قسم کے بندون مین اور
دوسرے قسم کے افعال کو دوسرے قسم کے بندون مین
تخصیص کے ساتھہ پیدا کرنے مین مثل پیدا کرنے ایمان کے
دل مین صدیق اکبر کے اور پیدا کرنے مین کفر کے دل مین
ابوجہل ابتر کے ایک حکمت پوشیدہ ہی کہ اونکو
اوس حکیم مطلق کے سیوا شرحوار تفصیل کے ساتھہ کوئی

بشخص دریافت نہین کر سکتا لیکن اس قدر معلوم ہی کہ
وہ حکمت یہہ ہی کہ ازل کے استعدادون مین جو تفاوت
ہی یعنے کسی بندے مین کچھ استعداد اور کسی مین کچھ
اوسکی رعایت فرمایا ہی * ف * استعداد ازلی کے
یہہ معنے کہ اللہ تعالی نے ازل مین جس بندہ کو جس کام کے
واسطے معدّ اور تیار کیا اور جس کام کی لیاقت جس
بندے مین دیا ہی اوس بندے کی وہی استعداد ہی
انتہی اور ازل کی استعدادون مین جو اختلاف ہی
اوسکے بیان کی تصویر کھڑی کر دینے کے واسطے ایک
مثال یہہ ہی کہ یک درخت عظیم الشان ہی کہ اوسمین
ہزارون طرح کی لکریان ہین اوسکی بعضے لکڑی جلانے کے
قابل ہی اور بعضے آنجورے کے بنانے کے قابل اور جو جلانے
کے قابل ہی اوسمین بھی بیشمار تفاوت ہی مثلاً
درخت کاٹنے کے وقت بعضے تکڑے لکڑی کے ناکارے
چھوٹے چھوٹے رہ جاینگے کہ آگ جلانے کے وقت
کام اوینگے بلکہ بغیر اون تکڑون کے آگ نہ سلگیگی اور
بعضے ایسی کر ہین سخت نکلین کی کہ جب آگ کا شعلہ

جواب تیز ہوگا تب اوس مین ڈالینگے تاکہ اوس تیز آگ
مین کر ہین جلین اور بعضے لکریان عمارت مین لگانے کے قابل
ہین کہ بعضے کو کرسی اور بعضے کو تختہ بناتے ہین پھر اون تختون مین
بھی بہت تفاوت ہی کوئی تختہ بادشاہ کے خاص خلوتخانہ
کی چھت کا ہوتا ہی اور بعضے تختہ تباہی زدے قیدیون
کے پاخانہ کی موری پر دھرا ہوا ہی کہ اوسپر پانون رکھہ
کے آمد ورفت کرین اور بعضے لکھنے کی تختی بنی اور حق پرست
کامل کے ہاتھہ سے کلام الہی کے حرف اوسپر لکھے
گئے اور بعضے تختہ ایسا ہی کہ ہوشیار کاری گر نے اوسکو
ناکارہ جانکے پھینک دیا وہ تختہ راہ مین گدھون کے پانون سے
روندا جاتا ہی بس انہین مثالون سے انسان کے
استعدادون مین جو ازل کے دن اختلاف بیشمار ہی
خیال کرنا چاہئے اور اسی مثال کو حضرت شیخ الاسلام
خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی قدس اللہ سرہ نے بہتر اور
مختصر عبارت مین بیان فرمایا ہی آہ آہ ازین تفاوت
راہ دو واہن پارہ از ایک جایگاہ یکی سم ستوران و دیگر
آینہ شاہ * ف * یعنے اللہ جاشانہ نے جو ہر ایک کی تقدیر

مین تفاوت رکھا ہی اوسپر ایمان لانا چاہئے اور اوس مین
عقل کو دخل دینا نچاہئے کیونکہ اس مقام مین عقل حیران
ہو گئی آہ آہ پکاریگی دیکھو تو ایک ہی جگہہ سے لوہے کے
دو ٹکڑے نکلے ایک ٹکڑہ سے بیل گدھون کی نعل بنی اور
دوسرے ٹکڑہ سے بادشاہ کا آینہ بنا اب جانا چاہئے کہ اگرچہ
تمام استعدادون کو اصل پیدایش مین صلاح اور فساد
یعنے بہتر ہونے اور خراب ہونے مین برابر پیدا کرنا یا ہر بری
استعداد کو پیدا کرنے بعد بھلی کر دینا اللہ تعالی کی قدرت
کی وسعت کے نزدیک بہت ہی آسان اور سہل
کام ہی لیکن اوسکی حکمت نے چاہا کہ اصل پیدایش
مین استعدادون کے بھلی اور بری کرنے مین اور بعد
پیدایش کے بعضے بری استعدادون کو بھلی کر دینے مین
اور بعضے استعدادون کو ازلی برائی پر باقی رکھنے مین
تفاوت ہو * تاکہ دو کارخانہ عظیم الشان الوہیت کے
کارخانون مین سے ظاہر ہون * ف * الوہیت کے معنے
ساری صفات کمال کا جمع ہونا ہی انتہی * اول * کارخانہ
عفو کا ہی کیونکہ اگر ساری استعدادین اصل پیدایش

مین برابر ہو تین یا پیدایش کے بعد بعضے بری استعداد
کو اپنی محض عنایت سے بہتر اور درست نکر دیتا تو حلم
اور عفو یعنے برداشت کرنا اور معاف کر دینا ہرگز ظاہر
نہوتا * دوسرا * کارخانہ حکومت یعنے فرمان بردارون
کو نعمت دینا اور نافرمانون کو عذاب کرنا ہی سو
اگر ساری استعدادین بہتری اور برائی مین اصل پیدایش
مین برابر ہو تین یا ساری استعداد کو بہتر کر دیتا تو
بیشک صفت حکومت کی عذاب کرنے اور نعمت
دینے کے ساتھہ ظاہر نہوتی کیا دیکھتے نہین کہ بادشاہت کا کارخانہ
بغیر قیدخانہ اور قیدیون کے اور بغیر جاگیر اور جاگیردارون
کے بخوبی پورا نہین ہوتا اگرچہ حق تعالی کی ذات پاک
کے کمال اور اوس کے بے نیاز مطلق کی صفات کاملہ
حقیقت مین ظاہر ہونے سے بے پرواہ اور مظہرون کی
احتیاج سے بیغرض ہین چنانچہ سورہ عنکبوت کی اس آیہ
مین یعنے * اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ * بیشک اللہ بے
پرواہ ہی جہان والون سے اسی مضمون کا اشارہ ہی
لیکن جیساکہ کمال ہر صاحب کمال کا چاہتا ہی کہ ہم ظاہر ہون

اور اون کمالات کے ظاہر ہونے سے اوس صاحب کمال کو
ایک خوشی حاصل ہوتی ہی اگرچہ وہ صاحب کمال اپنے
کمال مین اوس کمال کے آثار ظاہر ہونے سے بے پروا
ہوتا ہی مثل خوش نویس کے کہ اگرچہ خوش خط حرفون
کا لکھنا کسی طرح سے اوسکے کمالات کے شمار مین نہین
ہی بلکہ اوس کا کمال وہی ہی کہ اوسکی طبیعت مین ہمیشہ
خوش نویسی کا ملکہ مضبوط اور موجود ہی لیکن ملکہ خوش نویسی
کا چاہتا ہی کہ خوش خط حرفون کو ظاہر کرے اور وہ خوش نویس
اون حرفون کے ظاہر ہونیکے سبب سے اپنے کمال سے
بہت خوش ہوتا ہی اسی طرح سے حضرت حق
جل و علی کی صفات باوجودیکہ مظہرون سے بے پرواہ ہین
چاہتی ہین کہ ظاہر ہون اور حضرت حق جل وعلی کو رنگ
برنگ کے آثار ظاہر ہونے سے اپنی ذات پاک
کے کمالات سے خوشی ہوتی ہی اس تقریر سے اکثر عوام
لوگون کے دل مین جو شبہہ گذرتا تھا سو دفع ہو گیا اوس
شبہہ کا یہہ بیان ہی کہ اکثر عوام ظاہر بین کو یہہ خیال آتا ہی
کہ حق جل علی نے اپنے سارے بندون کی استعداد کو

دنیا اور آخرت کے کام بنانے مین برابر کسو اسطے نہ پیدا
کیا کہ اوسکے بندے دنیا اور قیامت مین نعمت اور خوشی
کے ساتھہ گذران کرتے یا جتنے بندون کی استعدادین
بری تھین سبکو بھلی کردیتا کیونکہ بندون کی بری استعدادون
کو بھلی کردینا بندون کے حق مین مہربانی اور بخشش ہی اور
حضرت حق کو سب بات کی قدرت ہی اور اوسکی
بخشش بے انتہا ہی * اس شبہہ کا یہہ جواب ہی کہ حق جل
و علی سارے صفات کمال کا جامع ہی کیونکہ ساری صفتین
کمال کی اوس مین موجود ہین اون سب صفتون مین ایک
صفت بادشاہت ہی اور بادشاہت کی صفت کی
شاخون مین سے ایک شاخ بڑی لمبی چوڑی یہہ ہی کہ
نافرمان لوگون سے بدلا لینا اور دشمنون کو عذاب دینا
سو یہہ شاخ اگر ظاہر نہوتی تو بھلا بادشاہت کا کارخانہ پورا
کسطرح ہوتا وہ تو ناقص ہی رہ جاتا اور بادشاہت کی صفت
اپنی کمال کو نہ پہنچتی * بیت * در کارخانۂ عقل از کفر ناگزیرست * دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد * یعنے اس
بات کو عقلا خوب قبول کرتی ہی کہ کفر اور کافر کو پیدا

کرنا ضرور ہی کیونکہ اگر کافر نہوتے تو دوزخ کسکو جلاتی
انتہی باقی رہا اس مقام مین ایک سوال جواب طلب
ہی وہ سوال یہہ ہی کہ جس وقت کہ سارے فعل اور
قول ازل کی استعداد سے علاقہ رکھتے ہین اور ازل
کی استعداد آدمی کی طاقت سے باہر ہی آدمی کا اوسمین
کچھ اختیار نہین تو پھر سرکش کافرون اور ہٹ کرنیوالے
گنہ گارون کو الزام دینے اور ملامت کرنے کی راہ بند
ہوئی اس سوال کا جواب یہہ ہی کہ حق جل و علی نے اپنے
مخلوقون کو دو قسم پر پیدا کیا ہی ایک قسم وہ ہی کہ
اون مین علم اور ارادہ نہین پیدا کیا مثل درخت اور پتھر
کے اور دوسرا قسم وہ ہی کہ اون مین علم اور ارادہ
پیدا کیا مثل جن اور آدمی کے سو اس قسم والے چونکہ
اپنی ذات اور صفات اور اعضا اور جوارح اور اقوال
اور افعال کو دریافت کرتے ہین اور ان سبکو البتہ اپنی
طرف نسبت کرتے ہین مثلا جانتے ہین کہ یہہ ہاتھہ اور پانون
ہمارا ہی اور یہہ قول اور فعل ہمسے ظاہر ہوا تو بس جو
کام کہ انکے ارادے کے سبب سے صادر ہوتے ہین اگرچہ

خالق اون کامون کا حق جانکے ہی ہووے لیکن یہہ لوگ
اسکو سمجھتے ہین کہ یہہ کام ہمارے ارادے سے صادر ہوے ہین
چونکہ ان کامونکی نسبت انسان کی طرف کرنا قرآن مجید سے
صاف ثابت ہی مثل سارے احکام شرع کے اسواسطے
مسلمان کو لازم ہی کہ جس طرح سے سارے احکام کو قرآن
مجید سے سمجھکے قبول کیا ہی اسیطرح سے اس حکم کو بھی
قبول کرے اور اپنے برے کامون کی نسبت اپنی طرف
کرے اور سمجھنا اتنی بات کا کہ یہہ فعل ہمارے ارادے
سے صادر ہوا ہی جسپر کی اور ملامت فرمائی یہ اسواسطے
کفایت کرتا ہی لیکن یہہ سوال جو کسیکے دل مین گذرے کہ
بندون مین عام کس واسطے پیدا کیا یا صفت ارادیکی
اوسکو کس واسطے دیا یا اوسکے ارادے کو ان افعال اور
اقوال کیطرف کسواسطے متوجہہ کیا تو جواب اسکا یہہ
ہی کہ یہہ سب کام جو ہین سو ازل کی استعداد کے آثار
ظاہر ہوتے ہین اور باقی یہہ شبہہ کسیکو جو آوے کہ ازل
کی استعدادون مین تفاوت کس واسطے ہوا سو اوسکا
جواب اور سبب صدر مین بحث تقدیر کے مذکور ہوا اور

اگر کسی کے خاطر مین یہہ سوال یاد آجاے کہ جب ثابت ہوا کہ ہر یکی را بہر کاری ساختند میل اور اور دش انداختند تو پھر رسولون کو بھیجنے مین اور کتابون کے اُتارنے مین اور حجتون کے ثابت کرنے مین اور دین اسلام کیطرف دعوت کرنے اور بلانے مین اور عام سکھلانے اور سیکھنے کی کوشش کرنے مین اور جہاد اور حدود کے مقرر کرنے مین کیا حکمت ہی تو ہم کہتے ہین کہ اگرچہ ساری مخلوقات محض حضرت حق کے پیدا کرنے سے موجود ہوئی ہین لیکن اوس حکیم مطلق نے اپنی حکمت کے خواہش کے موافق بعضے چیزون کا علاقہ بعضے موجودات کے ساتھہ لگا رکھا اور سلسلہ اسباب اور مسببات کا ظاہر فرمایا یعنے کسی مخلوق کو سبب اور کسیکو مسبب جس طرح سے جرم آفتاب کا اور اوسکی روشنی اگرچہ یہہ دونو چیز بلا واسطہ محض حضرت حق کے مخلوقات مین سے ہین لیکن شعاع اور جرم آفتاب کے درمیان مین ایک خاص علاقہ پیدا کر دیا ہی کہ اوس علاقہ کے سبب سے آفتاب کو سبب اور شعاع کو مسبب بولتے ہین پس اسیطرح سے سمجھا چاہئے کہ جن مین اللہ تعالی

نے ارادہ پیدا کیا ہی اگرچہ اون لوگون سے جتنے افعال
اور اقوال کہ ظاہر ہوتے ہین سب اوس قادر مطلق کے
مخلوقات سے ہین لیکن اون فعلون کے درمیان مین اور
ارادون کے درمیان مین اوس حکیم مطلق نے اپنے حکمت
کی مقتضا کے بموجب علاقہ سبب ہونے اور مسبب
ہونے کا لگا دیا ہی کہ ارادے کے سبب سے وہ افعال
ظاہر ہوتے ہین اسیطرح سے ارادون کے درمیان مین
اور رسولون کے بھیجنے اور کتابون کے اوتارنے اور
حجتون کے ثابت کرنے اور دین اسلام کیطرف دعوت
کرنے اور عام کامیابی اور سیکھنے مین کوشش کرنے اور
جہاد اور حدود کے مقرر کرنے مین سبب ہونے اور
مسبب ہونے کا علاقہ مضبوط کر دیا مثلاً کہنے سکتے ہین کہ احکام
شرعی کے بجالانے کا ارادہ شریعت کے تابعداروںکے
دل مین ہادیون کی ہدایت اور معلمون کی تعلیم کے سبب
سے ثابت ہوا یا بت پرستی کا ارادہ یا زنا اور شراب
پینے کا ارادہ جہاد اور حدود جاری کرنے کے خوف سے
مٹ گیا اور یہہ بات جاننا چاہیئے کہ سارے افعال اور اقوال

اگرچہ ازل کی استعداد کے آثار ہیں لیکن ایک شخص
میں جو ایک کام کی استعداد پوشیدہ ہی بغیر اوس کام
کے ہوئے فقط اوس استعداد پر بدلا لینا اور سزا کرنا نہیں
ہو سکتا اس سبب سے کہ استعداد جو ہی سو قابل
الزام دینے کے نہیں ہی کیونکہ بغیر ظاہر ہوئے برے کام
کے ممکن ہی کہ یہہ اپنے بدی کا انکار کرے اور نیک کو
اپنے برابر جانے اور اپنے عذاب کو اور نیک کے ثواب
کو بلا وجہہ اور خلاف عدل اور ظلم معلوم کرے اور
یہہ بھی ہی کہ جو حاکم اور بادشاہ کہ عدل والے اور حکمت
والے اور مروت والے ہوتے ہیں اون کی عادت یہی
ہی کہ اپنے علم کے سبب سے گو کہ یقینی ہو بغیر ظاہر
ہوئے کام قابل سزا اور انعام کے سزا اور انعام
نہیں دیتے اوسکی مثال یہہ ہی کہ ایک برآ امیر اپنے کسی
خیرخواہ نوکر کو جانتا ہی کہ یہہ شخص بے شبہہ برآ جوان مرد
ہی کسی لڑائی میں قصور نکریگا اور جان فشانی اور جوانمردی
کی دادو دیگا لیکن جب تک کہ اوس نوکر سے جوان مردونکے
میدان میں کوئی برے نمودکا کام نہ ظاہر ہوگا تب تک

اوسکو اور دن سے بڑھکے انعام نہ دیگا اسی طرح
ایک شخص بھیڑ بکرے کا بچہ پالتا ہی اور اوسکو خوب
یقین ہی کہ آدمی پر حملہ کرنا اور اوسکو پھاڑ ڈالنا اوس کی
جبلت ہی لیکن جب تک کہ اس بات کا کوئی نشان
ظاہر نہوگا تب تک اوس پرورش کرنیوالے کو غصہ
نا دیگا اور اوسکے مارنیکا قصد نکرے گا اور جسوقت وہ
کبھی آدمی پر حملہ کریگا اوس وقت وہ شخص اس قدر
غصہ سے بھر جائیگا کہ اوسکی سزا سوائے قتل کے اور
کچھ تجویز نکرے گا اور بغیر قتل کے اوس کو چین نہوگی
اسی مثال سے ایک طور پر حق تعالی کے بدلا دینے کے
کارخانہ کو خیال کرنا چاہئے اگرچہ ازل کی ابتدا سے ذرہ
ذرہ سی اوس علام الغیوب کو معلوم ہی لیکن بغیر گناہ
کے اوسکا غضب بدلا دینے پر متوجہ نہین ہوتا اور
اسیطرح بغیر عبادت کے ظاہر ہوئے اوسکی رحمت
کا سمندر جوش مین نہین آتا * بیت * تا نگرید مردک حلوا فروش *
بحر بخشایش نمی آید بجوش * جب تک نہ روئے
لڑکا حلوائے کا دریائے بخشش کا نہین آتا ہی جوش مین

* * افادہ * جو لوگ شرک کے کام کرتے ہین اور صوفی کی شکل بناتے ہین اونکی بدعتون مین سے ایک بدعت یہہ ہی جو اس زمانہ مین سارے جہان خصوصا ہندوستان مین پھیل رہی ہی اور بعضے مقبولون پر بھی اس بدعت کی چھیت پڑ گئی ہی وہ بدعت یہہ ہی کہ مرشد کی تعظیم حد سے بڑھکے کرنا اس طور سے کہ اوس تعظیم مین الوہیت کی یا نبوت کے اعتقاد کی بو آجاتی ہی مثلا اونکی نکالی رسم کو اگرچہ قران و حدیث کا صاف خلاف ہو لیکن اوسکو مثل فرض اور سنت کے لازم کر لیتے ہین تو اب اس مقام مین ضرور ہی کہ حق کا طالب اس بات کی حد اعتدال کو یعنے اندازہ کی چال اور میانی راہ کو سمجھے اوسیکا یہہ بیان ہی کہ مرشد بلاشک اللہ تعالی کی راہ کا وسیلہ ہی جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے چوتھے پارہ سورہ مایدہ مین * يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ *

ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈھو اوسکی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اوسکی راہ مین

شاید تمہارا بھلا ہو اور چھٹکارا پاؤ اس ایت [redacted] فلاح
کیو اسطے چار چیز مقرر فرمایا ہی ایمان اور تقوی اور
وسیلہ کی تلاش اور اللہ کی راہ مین جہاد کرنا اہل سلوک
اس آیت مین سلوک کا اشارہ سمجھتے ہین اور وسیلہ
مرشد کو جانتے ہین سو تلاش مرشد کی فلاح حقیقی اور اصل
مقصود کی منزل پر پہنچنے کے واسطے قبل جہاد کے ضرور ہی
اور اللہ تعالی کی عادت اسی طور پر جاری ہی اسواسطے
بغیر مرشد کے راہ پانا بشاذ نادر ہی تو اب جانا چاہئے کہ
مرشد اوس شخص کو مقرر کرے کہ کہی طرح سے مخالف
شرع شریف کے نہو اور سیدھی راہ پر کہ تابعداری
قران اور حدیث کی ہی نہایت مضبوط قدم ہو بس
ایسے شخص کو اپنا مرشد بناوے اور ہادی مقرر کرے
لیکن اسطور پر اوسکو اپنا مرشد نہ بناوے کہ وہ کہی حال مین
خواہ شرع کے خلاف ہو خواہ موافق ہر حال مین اوسکی
تابعداری منظور رکھے بلکہ اپنا پیشوا مطلق شرع
شریف کو جانے اور بالاصالۃ اللہ اور رسول کے حکم کے
تابع ہو جو کچھ کہ مرشد از روے شرع شریف کے فرماوے

اوسکو دل وجان سے بجالاوے اور جو کام کہ شرع مین
مباح ہی اوس کام کو مرشد کے حکم سے اپنے اوپر لازم
معلوم کرے اور جو کچھ خلاف شرع کہے اوس مین ہرگز
اوسکی نابعداری نکرے بلکہ رد کرے کیونکہ حدیث
شریف مین آیا ہی کہ * لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ *
یعنے فرمابرداری نچاہئے کسی مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین اور
محبت مرشد کی اس طور پر چاہئے کہ اپنا مال اور جان اوسکی
رضامندی اور ارام کے واسطے خرچ کرے اور دینا
کی کسی چیز کو اوسکی رضامندی سے زیادہ عزیز نجانے
کیونکہ جو فایدہ اور منفعت کہ مرشد سے حاصل ہوتا ہی سو
ہزار دن درجے تمام دنیا سے بہتر ہی اور محبت مرشد کی
اوس حد کے ساتھہ منع ہی کہ مرشد کی محبت مین اللہ اور
رسول کی نافرمانی کا روادار ہو کیونکہ اس حد کی محبت حق تعالی
کی درگاہ سے دور ہونے کی موجب ہی اور ساری
محبت اور حق کی اصل خدا کی محبت اور حق ہی خدا کی
محبت اور حق کے مقابلہ مین کسی کی محبت اور حق کو خیال مین
لانا اوس سبحانہ تعالی کے مشاہدہ سے محجوب ہونا ہی

اور اوسکی عنایت سے محروم رہتا ہی * ف * مجتہد کی پیروی اور باپ ما اور بادشاہ اور خاوند کی تابعداری کو اسی پر قیاس کیا چاہئے انتہی اور کسی مرشد سے بیعت کرنے کے بعد طالب حق کو اوس مرشد مین جو کوئی کام خلاف شرع ظاہر ہو تو اوس مرشد کو خیر خواہی سے نصیحت کرے اور اللہ کی جناب مین دعا کرے پھر اگر وہ مرشد اوس برے کام سے باز نہ آوے تب دریافت کرے اگر وہ برا کام ایسا ہی کہ اوسمین عقیدہ کا فساد ہی تو اوس سے اپنے بیعت کا علاقہ نکال ڈالے اور اوسکو اپنا پیر مرشد نجانے اور اگر اوس کام سے عقیدہ کا فساد نہین ہی اگرچہ گناہ کبیرہ ہو تو اوسکو اپنے مرشد سے نہ نکالے لیکن اوسکو جانے کہ بلا مین گرفتار ہی اور اوس برے کام مین اوسکی تابعداری کو حرام جانکے اوس بلا سے بچانیکو مرشد کے واسطے ظاہری اور باطنی کوشش بخوبی جیساکہ چاہئے بجالاوے

* افادہ * جو لوگ کہ کام کرتے ہین مشرکون کا سا اور اپنی شکل صوفی کی سی بنا بیٹھے ہین سو اون کی بدعتون مین سے جو اس دیار کے لوگونکے نظر مین نیک کام

کی وضع پر معلوم ہوتی ہی ایک بدعت یہہ ہی کہ
بری بری بدعتین اللہ والون کی قبرون پر ظاہر کرتے ہین
اگرچہ وہ بدعتین بیشمار ہین اور اون مین سے دو تین بدعتون
کو اس مقام مین مثل کے طور پر ذکر کرتے ہین تاکہ دوسری
بدعتونکو بھی اسی پر قیاس کرکے اوس سے کنارہ پکڑین ایک
بدعت یہہ ہی کہ اللہ والونکے قبرونکی زیارت کا قصد کرکے
ملک ملک سے سفر کی سختین اور دن رات کی محنتین
اوٹھاتے ہین اور یہہ سفر باوجود اتنی مصیبت اوٹھانے کے
شرک کی تاریکی مین وآلتا ہی اور اللہ کے غضب کے میدان
مین پہنچاتا ہی عوام لوگ اس سفرکو سفرحج کے برابر بلکہ
بعضے وجہہ سے حج کے سفر سے بہتر جانتے ہین اور کسی سے
سنکے یا بغیر سنے احرام اور محرمونکی سی بعینہ یا اوسکے مانند
صورت بناتے ہین اور علاوہ اسکے وہ مسافر بدانجام اوس
سفرمین اور اوسکے سارے متعلقین گھر مین اور بھی خرافاتین
واہی تباہی اپنے اوپر لازم کرتے ہین القصہ اگرچہ صاف
دل لوگون کو اللہ والون کی قبرون کی طرف سفر کرنے مین
تھوڑا سا فایدہ حاصل ہوتا ہی لیکن عوام موٴمنون کو اسقدر

مضرت عظیم ہوتی ہی کہ بیان سے خارج ہی اسیو اسطے
سارے خواص اور عوام کو لازم ہی کہ اسکام سے بالکل
کنارہ کرین اور اس رسم کو بھول جاوین * ف * ہان رسول اللہ
صلعم کی قبر شریف پر زیارت کو دور سے جانا موجب
سعادت دو جہان کا ہی * اور ان مین سے ایک
بدعت یہہ ہی کہ اہل قبور سے مدد چاہتے ہین اور اون کو
حاجت روا سے مطلق جان کر اونسے حاجت مانگ کر
شرک مین گرفتار ہوتے ہین اور توحید کی سیدھی راہ
سے ان لوگون کا دور پرنا ظاہر ہی بیان کی حاجت نہین
لیکن اس مقام مین خواص لوگ جو آگاہ دل ہین اون کے
احوال کا بیان کرنا منظور ہی کہ وے لوگ باطنی فیض
کے حاصل کرنے کے لئے دور دور کے مزارون پر جانے کا
قصد کرتے ہین اب جانا چاہئے کہ اگر یہ مقبولون کے
واسطے موت ایک پل ہی کہ حبیب کو حبیب کے پاس پہنچاتی
ہی اور اون لوگون کو بعد موت کے اس قدر اللہ تعالی کا انعام
اور اسکی معرفت عنایت ہوتی ہی کہ اس قدر اس
عالم مین زندون کو بہت کم نصیب ہوتی ہی اس سبب

سے اون لوگون کو زندہ کہہ سکتے ہین لیکن اس عالم کے
کارخانہ کے بہ نسبت بلا شک مردے ہین لیکن اس
معاملہ مین جسقدر قدرت اور قوت کہ زندون کو حاصل
ہی اون لوگون کو ہرگز نہین اور اگر سچ مچ اس قسم
کی قوت اور قدرت ان لوگون کی ثابت ہوتی اور
اونکی قبرون کی مجاورت مین مدعا حاصل ہوتا تو تمام
عالم مدینہ منورہ کا قصد کرتے اور تربیت اور ارشاد
یعنے ہدایت اور تعلیم کا سلسلہ لغو اور بے حاصل ہو جاتا
تو اب صاف ظاہر ہوا کہ خلق کی تربیت اور ارشاد
کے مقدمہ مین اللہ تعالی کی عادت اسی طور پر جاری ہی
کہ فیض کا حاصل کرنا زندون سے ہوتا ہی اور کسی وقت
مین جو کسی شخص کو ایسا زندہ میسر نہو کہ جس سے مطلب
حاصل ہونیکا یقین ہو تو وہ شخص دور دراز مکان سے
مزارون پر جانے کا قصد نکرے بلکہ قران حدیث کی تابعداری
جس سے ساری مشکل اسان ہوتی ہی اختیار کرے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی * تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ
مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ

یعنی * چھوڑا مین نے تم مین دو چیز بزرگ قدر جب تک
دونون کو مضبوط پکڑو گے ہرگز گمراہ نہو گے بعد میرے وہ
کتاب اللہ کی ہی اور اولاد میری جو میرے اہل بیت
ہین اور مشکوٰۃ مین باب اعتصام بالکتاب اور سنت کی
تیسری فصل مین مالک ابن انس سے یون روایت ہی
قال رسول اللہ صلعم تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا اِنْ
تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ * فرمایا رسول اللہ صلعم
نے چھوڑا مین نے تم مین دو چیز کہ ہرگز گمراہ نہین ہو گے
جبتک کہ مضبوط پکڑے رہو گے تم اُن دونو نکو وہ کیا ہی کتاب اللہ
کی اور سنت رسول اللہ کی اب جانا چاہئے کہ انحضرت
کی اولاد پاک جو قابل تابعداری کے ہون اس زمانہ مین
اونکا پہچاننا اور اس عالم مین اونکو موجود جاننا اگرچہ دشوار
ہی کیونکہ آن حضرت کی اولاد پاک مین سے قابل تابعداری
کے کہ جنپر اس حدیث کا مضمون صادق اوے وہی شخص
ہو گا کہ جسکا تمام قول اور فعل اور احوال موافق کتاب اور
سنت کے ہو اور ظاہر ہی کہ اس زمانہ مین ایسے بزرگون کا
میسر ہونا مثل کیمیان کے کیمیاب ہی لیکن قرآن مجید کہ سب

سے بہتر وسیلہ نجات کا ہی سب جگہہ موجود ہی اور
اسیطرح حدیث شریف ہر وقت میسر ہی تو بس
تابعداری ان دونون کی بری غنیمت جانے اور اسیکو
بری ولایت جانے اور حقیقت تو یہہ ہی کہ جیسی چاہئے ویسی
تابعداری قران اور حدیث کی کرنی بھی ولایت ہی اور
اگر فرض کیا جاے کہ اہل قبور کو قوت اور قدرت بھی
ہوتی تب بھی انبیا علیہم السلام کے سوا اور مُردون کے
معاملہ مین ابلیس کے فریب دینے کی جگہہ باقی ہی کیونکہ
ارواح کے اثار کا ظاہر ہونا ایک پوشیدہ بات ہی یون بھی
ہوسکتا ہی کہ ایک شیطان اون مُردون کی سی آواز یا
صورت بناکے خلاف شرع کا حکم کرے اور یہہ بیچارہ نادان
اپنے بڑے اعتقاد کے سبب سے دل و جان سے اوس حکم
کو قبول کرکے قرآن اور حدیث مین جو کچھ تواتر کے ساتھہ
بالیقین ثابت ہی اوس سے چشم پوشی کرکے ہلاک
اور خراب ہوجاوے اور کسی مردے کی سی آواز
یا صورت بناکے فریب دینا بھی اوسکے لئے چاہتا ہی کہ
مردے کی آواز یا صورت پہنچانتا ہو اور جو کہ نہین

پہنچھاتا ہی اوسکی گمراہ کرنے کے واسطے تو مراقبہ
کے وقت جب حالت بدلتی ہی اور ایک کیفیت پاتا
ہی صرف ایک آواز یا دل مین ایک بات ڈال دینا
کفایت کرتا ہی اور بھی بعضے نادان معلوم کرتے ہین کہ
معاش کے تلاش مین نوکری یا تجارت کی طریق سے دور
دراز سفر کرنا البتہ درست ہوتا ہی تو پھر وہی مطلب
حاصل ہونے کے گمان پر ایسا سفر کیون برا ہوگا تو اون کا جواب
یہہ ہی کہ یہہ طریق دینی مطالب حاصل کرنے کی راہ نہین ہی
بلکہ یہہ مقام ایمان کی پونجی کے برباد ہونے کا ہی اور اس
مقام مین نیک بختی کی کمائی کی اصل پونجی کے ہاتھہ سے
جانیکا خوف ہی چونکہ شیطانون اور تھگون کے ظلم اور
دست درازی سے اور اون مین ایک بدعت قبرون پر
چراغون کا جلانا ہی جسکو روشنی بولتے ہین یہہ فعل
بلاشبہہ حرام ہی حدیث صحیح مین اس کام پر صاف
لعنت آئی ہی وہ حدیث جامع ترمذی مین ہی اور یہی بدعتی
لوگ ہین کہ روشنی کے وقت کو لیلۃ القدر اور لیلۃ البراءت
کے انوار ظاہر ہونے کے وقت کے مانند و عاقبول ہونے

کی ساعت جانتے ہین اور اوس وقت کی دعا کے
منتظر رہتے ہین اور چراغون کے روشن کرنے کے
وقت دعا کرنے کو بہت ہی برا مقصد جانتے ہین
* مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ * حدیث شریف مین آیا ہی کہ
ایمان زانی اور چورنے کا چوری اور زناکے وقت جدا
ہو جاتا ہی سو ان بدعتیونکا اوس سے زیادہ اسوقت
دعا کرنیکے ساتھہ ہی برباد ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ محض شرک
ہی بلکہ اگر جہال کا عذر نہو تو صاف کافر ہو جاوین اور جو لوگ
کہ جاہل نہین ہین وہ البتہ کافر ہوتے ہین کیونکہ حرام شرعی کو
عمدہ عبادت اعتقاد کرتے ہین اور صرف حلال جاننا حرام کا
کفر ہی چہ جائیکہ اوسکو عبادت جاننا * ۶ افادہ * جو لوگ کہ
کام کرتے ہین مشرکون کا اور اپنی شکل صوفی کی سی بنا
بیٹھے ہین اونکی بدعتون مین سے جو خواص اور عوام اہل
اسلام مین بلکہ ساری خلایق مین مشہور ہو گئی ہین ایک
بدعت اولیاالله کی نذر نیاز کا ادا کرنا ہی اس دھپ سے
کہ شرک خفی اور اصراف مال اور بدعتونکی اختراع
گئی وجہون سے اوسمین راہ پاے ہین اب اسکا کچھ

بیان سنو کہ اگرچہ اولیا اللہ کی ارواح پر خیرات اور نیک
عمل کا ثواب پہچانا اصل شرع شریف کے موافق بہتر اور
خوب ہی لیکن چونکہ عوام نے اپنے گمان اور وہم کو اوسمین
دخل دیا اور اسمین نئی نئی رسمین نکالا اور اوسمین
نئے نئے قاعدے مقرر کیا اور ایک حد باندھ رکھا مثلاً فلانے
پیر کی نیاز مین فلانی قسم کا کھانا ہو اور اوس پر اس ترتیب
سے فاتحہ پڑھا جاوے اور جو لوگ پیچھے پیدا ہوئے وے
لوگ بے تحقیق کے پہلون کے تابع بن گئے اور ہر کہ آمد برآن
مزید کر دیعنی جو آیا اوسپر بڑھایا کو اپنا دستور العمل
کیے اور ایک ایک رسم اور بدعت کو زیادہ کرتے گئے یہانتک
کہ وہ اصل نیک بات یعنی ثواب کا پہچانا بھی بالکل پوشیدہ
ہو گیا اور لوگون کی تراشی ہوئی خبیث شاخین ظاہر اور
رایج ہوئین اور شاخونکا حال اپنے اپنے خباثت مین تفاوت
رکھتا ہی یعنی کوئی خباثت بڑی اور کوئی چھوٹی اونمین سے
ادنی خباثت یہہ ہی کہ لوگون کی بنائی رسم اور عادت کی تقلید
کرنا ہی اور اسکا یعنی تقلید کا لازم کر لینا یہان تک کہ اوسکا ترک کرنا
متعذر ہو گیا ہی اور جو کام کہ شرع مین لازم نہین ہی اوسکو اپنے

اوپر لازم کر لینے سے اوس کام مین شیطان کا حصہ ہوتا ہی اوس کا
شاہد نماز کے بعد داہنے طرف پھرنے کو لازم کر لینے کا منع ہونا کفایت
کرتا ہی جب اتنے سہل کام کا لازم کر لینا کہ بعد فراغت نماز
کے داہنے طرف پھر جانے کو لازم کر لینے والے کے کام مین
شیطان کا حصہ ہی تو دوسرے عمدہ کام مین اپنے طرف سے
ایک بات کے لازم کر لینے مین بہت بڑا حصہ شیطان کا
ہوگا اور اون مین سے بڑی خباثت شرک ہی کہ مثلاً حضرت
سید احمد کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی گاے کے ذبح کرنے کے
وقت اس زمانہ مین اس ملک کے عوام سے ظاہر ہوتا ہی
اور بعضے جاہل لوگ جو کہتے ہین کہ فلانے بزرگ نے لکھا ہی
کہ ایک من گوشت پکا کے اور ایک من آٹے کی روٹی اور
ایک من دہی جو کوئی اللہ کی نیاز کر کے جو کچھ حاجت اللہ سے
مانگے تو بلا شبہہ پاوے سو یہہ بات محض بے اصل اور قابل
سننے کی نہین انتہی اب مردون کے ثواب پہنچنے کا بیان
سنو مردون کو زندہ کی عبادت کا ثواب بلا شبہے پہنچتا ہی
اوسکی دو راہ ہی پہلی راہ جو عمدہ اور بہتر ہی سو یہہ ہی
کہ مُردے اور زندون کے درمیان مین ایک ایسا علاقہ

ہو کہ اوس علاقہ کے سبب سے زندہ کی عبادت مین مردہ
کا دخل ثابت ہو مثلاً علاقہ باپ ہونے کا یا بیٹا ہونے کا ہو اور
یہہ بیٹا ہونا اور باپ ہونا خواہ ولادت کے سبب سے ہو
خواہ علم پڑھانے اور ارشاد یعنے ہدایت کرنیکے سبب
سے ہو کیونکہ جو شخص کہ عبادت کرتا ہی اوسکے ہر قسم
کے دادے باپ کو ایک ثواب پہنچتا ہی اور اون
لوگون نے اس شخص کے ظاہری اور باطنی تربیت مین
جسقدر کہ کوشش کیا ہی اور جیسی نیات کہ اوس کوشش
مین اون لوگون کے دل مین پوشیدہ تھی اوسکے موافق
اوس ثواب مذکور کے کم اور زیادہ ہونے مین اختلاف
ہوتا ہی تو مسلمان جتنا کوشش نیک کام مین کرتا ہی اور
حق تعالی کی خوشنودی کی نیت خالص رکھتا ہی اوسقدر
حضرت حق جل شانہ کا حق جو سارے حق سے بہتر اور
بڑا ہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور
سارے اُستادون اور مرشدون کا حق اور دادا نانا
اور دادی نانی کا حق جو مومنہ عورت اور مومن مرد
گذرے ہین اوسکے ذمہ سے ادا ہو جاتا ہی اور ایسے

ہنگ اعمال کے سبب سے حضرت حق تبارک و تعالی کے
حضور مین اوسکی بندگی بجالانا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے جناب مین اوسکی فرمان برداری اور پیروی کرنا اور
سارے حق والون کے روبرو اوسکی سعادت مندی
اور اوسکا رشد محض اللہ تعالے کے انعام اور فضل سے
ظاہر ہو جاتا ہی اور یہی باریک بات ہی کہ شرع کے
واقفون پر ظاہر ہی اور اوسکے ناواقفون پر پوشیدہ ہی
اسی سبب سے جو کوئی کہ معمول اور رایج رسمون
کے موافق فاتحہ اور ایصال ثواب نہین کرتا اوسکو ناواقف
لوگ ناخلف اور حق والون کے حق کا منکر گمان کرتے ہین اور
اتنا نہین سمجھتے کہ اگر فاتحہ اور ایصال ثواب رسمی کے
ترک کرنے سے لوگ ناخلف اور حق والون کے حق کے منکر
ہوتے ہین تو لازم آتا کہ اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور سارے
مومنین اور صلحا اور علما اور اولیا کے طبقے جو ان رسمون کے
مشہور ہونیکے آگے گذرے ہین بہ نسبت اپنے گذرے
ہوئے بزرگون کے معاذ اللہ ناخلف ہون بلکہ یہی بات افضل
المرسلین محبوب رب العالمین کی شان مین بہ نسبت

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دل مین اوسکی معاذ اللہ من
ذالک تو بس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہہ رسوم فاتحہ
خوانی کی لوگونکی نکالی ہوئی بدعت ہی اور دین کے لوازمہ
اور ارکان سے زایدہ ہی اور ایمان کا کمال اسپر موقوف
نہین اگرچہ یہہ مضمون مجملا لوگون کے ذہن نشین ہی یعنی سب
لوگ جانتے ہین کہ یہہ رسمین زاید فاتحہ کی دین کے ضروریات
سے نہین ہی لیکن ایسا بہت ہوتا ہی کہ جب کسی صالح
کامل سے یہہ رسم زایدہ ترک ہو جاتی ہی تب وہ مضمون جو
مجملا ذہن نشین ہی عادت اور رواج کے پردے کے سبب
سے چھپ جاتا اور بھول جاتا ہی اور صالح کامل کے حق مین
موجب بدگمانی یا اعتراض کا ہوتا ہی اسیواسطے مناسب ہی کہ اوس
مضمون کی حقیقت کو بخوبی متصل اپنی ذہن نشین کر کے اس
رسم کے تارک کو اس رسم کے ترک مین قدیم بزرگون
کے مشابہ اعتقاد کرے * دوسری * طریق ثواب پہنچنے
کی یہہ ہی کہ زندہ ایسا کام کرے کہ اوس سے مُردے کو
نفع اور ثواب پہنچانا مقصد ہو اور بہت مشہور
اور ظاہر اس طریق کے واسطے پیغمبر خدا صلعم کے حدیث

مین دعا کرنا ہی اور اوسمین سے ایک صورت نماز
جنازہ کی ہی سو واجب ہی اور دوسری صورت یہہ
ہی کہ پانچون وقت اور متبرک وقتون اور غیرہ مین
بالعموم یعنے سارے مومنین اور مومنات کے حق
یا بالخصوص یعنی اپنے باپ یا استاد مرشد یا کسی دوسرے
کے حق مین نزدیک سے یا دور سے دعاے مغفرت کی
کرے سو اس دعا کا کرنا بلا شبہہ سنت اور مستحب
ہی اور یہہ بات حدیثون مین مشہور ہی اون حدیثون کو
بیان کرنا موجب طول کا جان کے اوسکے، دریافت کرنیکو
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا لیکن باریک بات کارآمدنی بھی
اسمقام مین سنا چاہئے وہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلعم کی اتباع کے بہت سے
مرتبے ہین اور مرتبون مین افراط اور تفریط یعنے کمی اور زیادتی
لوگون سے ہوتی ہی اگرچہ اوس کمی اور زیادتی مین کچھ برائی نہو
لیکن جو کچھ کہ اعتدال پر ہو یعنے اندازہ کے ساتھہ ہو نہ کم نہ
زیادہ تو بلا شبہہ کمی اور زیادتی سے افضل ہی تو جو دعائین کہ
مردون کے حق قبرون پر حاضر ہونیکے وقت یا دور سے جس
وضع کے ساتھہ کہ جناب رسالت مآب صلعم سے ثابت

ہوئی اگر اوسی وضع کے ساتھہ عمل مین آوے تو دوسری
وضع سے افضل ہی مثلاً آن جناب صلعم نے شب براءت
مین بغیر اطلاع اور خبر دینے کسی کے بقیع مین تشریف فرما
ہوے اور دعا فرمائے اور کسی اصحاب کو نفرمائے کہ
اس رات مین مقبرون مین جانا چاہئے چہ جائیکہ تاکید فرمائے
ہون تو اب اگر کوئی شخص اتفاقاً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی اتباع کرکے شب براءت مین قبرون پر جاکے لوگون کو
جمع کرکے بہت سی دعائین کرے تو اوس شخص
کو پیغمبر خدا صلعم کی مخالفت کیو اسطے ملامت کرنا نہین
پہنچتا لیکن اسقدر سمجھا چاہئے کہ یہہ بات شدہ شدہ رسم
ہو جاوے گی اور حقیقت اس کام کی کہ غرض دعا سے ہی
باقی نرہیگی یعنے فقط میلا ہی رہ جائیگا اور لوگ قبرون پر
میلا کرنے لگین گے اور اصل مطلب جاتا رہے گا شاید
اسی دور اندیشی سے حضرت نے بقیع مین جانے کی لوگون
مین خبر نہ دیا اور ایسی مثال کہ اس بیان کو واضح کردے
ایک فقہی مسئلہ ہی وہ یہہ ہی کہ نفل کی جماعت مکروہ
نہین اگر کوئی آپ سے شامل ہو جاوے اور اگر نفل کی جماعت

کے لئے بلا دین تو مگر وہ ہی اور لیکن سیوا ے دعا کے جو
دوسرے صورتین ثواب پہنچانے کی ہین سو اون مین
سے کوئین کا کھو دوانا ہی روایت ہی کہ حضرت رسالت
پناہ نے سعد ابن معاذ کو فرمایا تھا جب انہون نے عرض کیا
کہ یکایک میری مامر گئی اور بات کرنے نپائی اگر بات کرنے
پاتی تو شاید کوئی وصیت کرتی تو اوسکے واسطے اگر کچھ
کردون تو اوسکو فایدہ ہوگا فرمایا کہ کنوان کھودا اور کہہ کہ
یہہ سعد کی ما کے لئے ہی اور اون مین سے سورہ یسین کا
پڑھنا ہی جو جمعہ کے روز والدین کی قبر کی زیارت
کی قید کے ساتھہ روایت ہی اور اون مین سے ہی جو
حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمن
رضی اللہ عنہ کے مرنے کے بعد بردے آزاد کین اور اسی پر
ساری عبادتونکو قیاس کرنا چاہئے سو جو عبادت کہ مسلمانسے ادا
ہووے اور اوسکا ثواب مردون مین سے کسی کی روح پر
پہنچاوے اور ثواب پہنچانیکی طریق اللہ تعالی کی جناب مین
دعا خیر کرنا ہی سو یہہ بات البتہ بہتر اور خوب ہی اور
جس کی روح پر ثواب پہنچاتا ہی اگر وہ شخص حقدارون مین

سے ہی تو اوسکے حق کے موافق اس ثواب پہنچانے کی
خوبی ہی تو بس مردون کے لئے فاتحہ اور عرس اور نذر نیاز کرنیکی جو
رسم پر گئی ہی اوسمین سے اتنی بات کی خوبی مین یعنی
ثواب رسانی کی خوبی مین کچھ شک اور شبہہ نہین ہی باقی
مقرر کرنا وقتون کا اور کھانے کی قسم اور وضع کا اور اوس
کھانے کے کھانے والے کا یعنے فلانے کا فاتحہ فلانے وقت
اور فلانی تاریخ اور فلانے قسم کے کھانے پہ اور فلانی وضع
سے ہو اور فلانے کے فاتحہ کا کھانا فلانے قسم کے لوگ
یا فلانی قسم کی عورتین کھاوین یہہ سب قباحت اور برائی
سے خالی نہین ہان بموجب اس آیت کے * ظلمات بعضہا
فوق بعض * اندھیریان ہین ایک پر ایک اون سب
رسمون اور قیدون کی برائی مین بہت تفاوت ہی ایک
برائی تو عرف تعین التزام مالا یلزم یعنے جو چیز شریعت مین
لازم نہین ہی اوسکو اپنے اوپر لازم ٹہرا لینا ہی مثلا فاتحہ کے
کھانے کا قسم اور اوس کا وقت مقرر کر لینا جس کا حال
اوپر بیان ہو چکا اور مقرر کرنے کے سبب سے بہت سی
خلل دینی اور دنیوی بھی آگے آتی ہین کیونکہ نیت خالص

باقی نہین رہتی بلکہ کسی وقت مین عبادت کی نیت مطلق
نہین ہوتی صرف دنیا کے نام و نشان کے واسطے اور لوگونکے طعن
اور تشنیع سے بچنے کے لئے اور اس خوف سے کہ برادری کے لوگون
کی نظر مین ذلیل اور خفیف نہ معلوم ہون سودی اور غیر سودی کا
لحاظ نکر کے قرض اودھار کر کے مقبرون پر مال خرچتا ہی
اور اوس خرچ سے اصل مقصد جو ثواب ہی ہرگز حاصل نہین
ہوتا ہی اور اون لوگون کا حال جنکو فقط رسم کا لحاظ ہی
اور عمل صالح سے کچھ علاقہ نہین اور اون لوگون کا حال جو
عمل صالح مین کامل ہین اور رسمون کے تارک ہین بزرگون
کے حق ادا کرنے مین شاہ جہان ابادا ور بخارا کی سلطنت
کا سا حال سمجھا چاہئے کہ شاہ جہان آباد کی سلطنت مین فقط
آداب اور مجرا بادشاہی کی رسم رہگئی ہی اور بادشاہت
کی حقیقت مطلق باقی نرہی ہی اور بخارا کی سلطنت
مین بادشاہت کی حقیقت موجود ہی اور وہان بادشاہی
رسمون کا مثل آداب اور مجرے کے نام و نشان
نہین خلاصہ یہہ کہ صالح لوگون سے نیک عمل اور عبادت
کرنے کے سبب سے خود بخود سب حق دارون کا حق ادا

ہو جاتا ہی اور رسمی فاتحہ والون سے جو عمل صالح سے
کچھ علاقہ نہین رکھتے بزرگون کی حق تلفی ہوتی ہی اب مثال
کو اور جس مضمون کے واسطے یہہ مثال دی ہی شرع
اور عقل کی ترازو مین تول کے اور اون رسمون
کے ادا کرنیکے وقت مین اپنے دل کی حالات اور
واردات سے بحث کر کے حق بات کو دریافت کر کے
ان رسمون کے التزام سے تایب ہونا چاہی اللہ تعالی
ہمکو اور سب مسلمانون کو مکروہات سے توبہ کرنے کی
توفیق دے اور فاتحہ اور نیاز کے کھانے کے پاس جو آداب
بجالاتے ہین سو یہہ بھی اپنی خیالات فاسدہ کی تابعداری ہی
کیونکہ فاتحہ اوس کھانے کے سبب سے بجاے صاحب
فاتحہ کے یعنے جسکا فاتحہ کیا ہی نہین ہوا سو صاحب فاتحہ کے
واسطے جس اداب کے بجالانے مین بھی گفتگو تھی وہ
اداب فاتحہ کے کھانے پر بجالانا کب درست ہوگا اور
فاتحہ کی چیزین صاحب فاتحہ کی ملک نہین ہوئی ہی کیونکہ اگر
اوسکی ملک ہوئی ہی تو فاتحہ کرنے والے اس کھانے
مین کب واسطے دخل کرتے ہین اور اپنی خواہش

کے موافق اوسکو کس واسطے کھاتے اور کھلاتے
ہین بلکہ اوس کھانے کو صاحب فاتحہ کے وارثون کے
پاس پہنچاوین حضرت سیدۃ النسا کی نیاز کو سادات کو
دیوین اور حضرت غوث الاعظم کی نیاز کو اون کی اولاد
کے حوالہ کرین وعلی ہذا القیاس اور اگر یہہ کھانے کا اداب
اس گمان سے ہی کہ صاحب فاتحہ کی روح اوس مین گھس
گئی ہی یا صاحب فاتحہ کی روح نے اوس کھانیکو چھوا ہی
یا اس سبب سے کہ صاحب فاتحہ اوس کھانیکو کھالیا ہی
اور وہ کھانا اوسکا جوٹھا ہوگیا ہی سو یہہ سب ان لوگون کے
جھوٹھے شبہے ہین اور یہہ باتین ان کو ہرگز معلوم نہین
ہین اور اگر بالفرض والتقدیر اِن باتون مین سے کچھ معلوم
بھی ہووے تب بھی کھانے کا آداب جو مقرر ہی وہ
کھانا اوس حد سے بڑھ نہین گیا ہی تو غرض اوس کھانے
کے آداب سے اور کچھ تو حاصل نہین ہی مگر مشابہت
کفار ہنود کی کہ وے سب اکثر دانے اور غلے اور کھانے
کی جنس کو پوجتے ہین اور اوس کھانے مین کھلانے والونکی قید
لگانا کہ فلانا کھاوے اور فلانا نکھاوے اس سے حلال کرنا

حرام کا اور حرام کرنا حلال کا پیدا ہوتا ہی اور تابعداری
اہل جاہلیت کی لازم آتی ہی کیونکہ اہل جاہلیت کی
اسی قسم کی بات کو حق تعالی نے اونکی مذمت مین فرمایا
آٹھوین پارہ سورہ انعام کی اس آیہ مین ❊ وَقَالُوا هٰذِهٖٓ
اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ
حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً
عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ
الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ❊ اور
کہتے ہین یہ مواشی اور کھیتی منع ہی اوسکو نکھاوے
مگر جسکو ہم چاہین اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ
پر چڑھنا منع ٹھہرایا اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہین لیتے
اللہ کا اوسپر جھوٹھ باندھکر سزا دیگا اونکو اس جھوٹھ
کی اور کہتے ہین جو اِن مواشی کے پیٹ مین ہو سو ہمارے
مردونکھا دین اور حرام ہی ہماری عورتون پر اور
اگر مردہ ہو تو اوسمین سب شریک ہون وہ سزا دیگا
اونکو ان تقریرون کی وہ حکمت والا ہی خبردار ❊ ف ❊

ایک یہہ مسلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح لیا اوسکے پیٹ مین سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاوین اور عورتین نہ کھاوین اور مردہ نکلے تو سب کھاوین بے سند مسلہ بتانا سخت گناہ ہی اوسپر انکو الزام دیا ہمارے دین مین مرد عورت کا کچھ فرق نہین اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال بغیر ذبح کے مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان بری تھی لیکن اپنی ماکے ذبح کے سبب سے پیٹ ہی مین مر گیا تو امام اعظم کے نزدیک حرام اور حدیث مین اور دوسرے امامون کے نزدیک حلال ہی اب معنی حجر کے بخوبی دریافت کر کے سمجھنا چاہئے کہ اس ملک اور اس زمانہ کے لوگون کا مقصد اچھوتا کے لفظ بولنے سے یہی ہوتا ہی اب جانا چاہئے کہ کھانا دینے کے قابل سب بھوکھے اور محتاج ہین نہ یہہ البتہ ہی کہ پرہیزگار آدمی غیر پرہیزگار سے بہتر ہی جب یہہ سب باتین ذہن نشین ہوئین تو اب یہہ سب مذہبی اور توشے جو طیار کئے ہوئے سینیون اور کوندون مین رکھے ہوتے ہین اور لوگ ناحق کو اپنے جھوتھے خیال اور ناکاری فکرون کے سبب سے اوسکی بری حقیقت سمجھتے ہین اور

اس زمانہ کے بڑے بڑے بزرگ لوگ مرید کو تربیت
کرتے وقت اوسکی برائی بطور کلیہ کے مبہم بیان
کر دیتے ہین اور جسوقت کہ اونکے روبرو یہہ رسم آپڑتی
ہی تب اُوس رسم کے بجا لانے کے عین وقت مین
اوس رسم کا نام لیکے صاف کھولکر تخصیص کے ساتھہ
غیر مفید معلوم کر کے چپ رہتے ہین سو اونکی خاموشی پر
دھوکھا نکھا کے اوس رسم کے مٹانے مین کوشش کرنا
چاہئے اب وقت خاموشی کا نہین ہی کیونکہ جن لوگون نے اپنی
طرف سے فاتحہ اور نیاز مین اہل جاہلیت کی سی قیدین
لگائی ہی سو وہ قیدین شہ شہ قبایح ہوگئی ہین بلکہ شریعت
کی قیدون سے زیادہ جاہلون کے ذہن مین سما گئی ہین
یہان تک کہ اون قیدون کی التزام کو اسلام اور ایمان کا
جز جانتے ہین اور اون قیدون کی جز اکھاڑ پھینکنیوالونکو
ایمان سے خارج سمجھتے ہین سو جب رسمونکا التزام اس حد
کو پہنچتا ہی تب بالکل مقصود کا الٹا ہوکے واجب الترک
ہوتا ہی اور سنت اور فرض مین تمیز اور فرق ہونیکے
واسطے جو حدیث مین تاکید ہی * ف * مثلاً جس مقام پر

امام فرض پڑھے وہان سے ہٹ کے سنت پڑھے یا فرض
کی جماعت مین سنت چھوڑ کے مل جاوے یا سنت
کے واسطے اذان اقامت نہین ہی سو اسیواسطے کہ
اوسکو لوگ سنده شده فرض نہ جانین اور جس کام کو
اللہ تعالے نے اپنے اوپر فرض نہین کیا ہی اوسکو مثل فرض
کے اپنے اوپر لازم نہ جانین سو اس مضمون کو یاد کر کے
اس مقام مین عمل کرنا چاہیے * ف * مذہب جس تقدیر
مین کہ فرض ہو اوس تقدیر مین کچھ گفتگو نہین اور جس
تقدیر مین سنت یا مستحب ہو اوس تقدیر مین چھوڑنا چاہئے
کیونکہ اسکے تارک کو بھی اس زمانہ مین مثل تارک فاتحہ کے
جانتے ہین اور کلیہ التزام مالیزم کا اسپر بھی صادق اتا ہی
انتہی اور نذر اور نیاز کی رسم کی رواج اس حد کو پہنچی
ہی کہ کھانے وغیرہ کے نذر سے گذر کے جانورون کی
جان نیاز کرتے ہین اور اوسکے ذبح کرنے مین اللہ جلشانہ
کے سوا اوروں کی خوشی کا قصد کر کے بموجب اس
حدیث کے ماخوذ ہوتے ہین * لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ *
لعنت کرتا ہی اللہ اوس شخص پر جو ذبح کرتا ہی واسطے

غیر اللہ کے یہہ حدیث مسلم مین بو طفیل سے روایت
ہی اور اکثر عالمون کے قول بموجب یہہ لعنت بسبب
کفر کے ہی یعنے اس کام سے کفر لازم اتا ہی اسیو اسطے
لعنت فرمایا ہی سو جس کام مین کفر ہو اوسکو عبادت
معلوم کرنا کس مرتبہ مین برا ہوگا اور حقیقت یہہ ہی کہ
جو لوگ نذر نیاز مین گناہ اور کفر کا کام کرتے ہین اُنکو ایصال
ثواب منظور نہین ہی بلکہ شرک کرتے ہین اور جانتے ہین
کہ یہہ کام ہم بزرگون کے واسطے کرتے ہین اللہ تعالے کی
عبادت کا خیال اونکی ذہن مین ہرگز نہین ہوتا ہی اس بات کی
دلیل یہہ ہی کہ جو لوگ بزرگون کے توشے اور نیاز مین بہت
سے روپئے پیسے خرچ کرچکے ہین اگر اونسے پوچھئے کہ کبھی
تمنے اللہ کے راہ مین کچھ دیا ہی کہینگے کہ نہین حاصل کلام
یہہ ہی کہ بعضے لوگ بزرگون کو اور اللہ کو تقرب اور رضا
جوئی کے مرتبہ مین برابر کرتے ہین اونہین لوگونکا حال مذکور
ہی اس آیت مین * وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ
أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ *
اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے سوا اے

اور دنگو دوست محبت رکھتے ہین ادنکی جیسی محبت اللہ کی
اور ایمان والون کو اس سے زیادہ محبت ہی اللہ کی
اور بعضے اسطرح کے نالایق ہین کہ اللہ سے زیادہ بزرگون کو
سمجھتے ہین مثلاً جسقدر بزرگون کے نام اور انکی قبر اور
انکی نیاز کا ادب کرتے ہین اوسقدر اللہ کے نام اور
مسجد اور اللہ کے نیاز کا ادب نہین کرتے اور بعضے اون
بزرگون کو اصالتہ اپنی حاجت کا برلانے والا سمجھکے حضرت
حق جلشانہ کے جناب مین دعا اور التجا کرنے سے بے پروا
رہتے اب اسوقت مین جو شخص کہ حق اور نیک راہ کا
طالب ہی اور اللہ اور رسول کی مرضی کا تابعدار ہی
اوسکے واسطے یہہ طریقہ اختیار کرنا لازم ہی کہ جس کی
روح پر ثواب پہنچانا منظور ہو تو بلا قید کسی وضع اور
کھانیکی جنس کے اور بلا قید کھانیوالے کے جو چیز کہ اوسوقت
فقیرون اور محتاجون کے حق مین بہت فایدہ کرے اور بہتر
ہووے اوسکو صاف نیت سے محض اللہ کی رضامندی چاہکے
خرچ کرے اور اوس شخص کے طرف سے نیابتاً اوس
چیز کو خیرات کرے اور اگر دعا بھی کرے تو بہتر ہی اور

باقی تمام قیدون اور رسمون کو ایک قلم دور کرے *

* ہدایت دوسری اون بدعتون کے ذکر مین

جو رافضیون مین ملنے کے سبب سے لوگون مین

مشہور ہوگئی ہین اور اوس مین تین افادہ ہی *

* افادہ * رافضیون کی بدعت مین سے اہل سنت کے عوام لوگون کے دل مین ایک یہہ بدعت اگئی ہی کہ اپنے سنت کی مخالفت کرتے ہین تفضیل کے عقیدہ مین یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھتے ہین سو حق کے طالب کو جو سنت کا تابع اور بدعت سے نافر ہو اوسکو مناسب ہی کہ اپنے دل مین مضبوط اعتقاد رکھے کہ چار و یا رکبار بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام بنی ادم سے بہتر اور افضل ہین اور آپس مین ان بزرگون کی تفضیل خلافت کے ترتیب کے موافق ہی اہل سنت اور جماعت کا یہی عقیدہ ہی سلمان کو لازم ہی کہ اسی ترتیب کے موافق ان بزرگون کی افضلیت کا معتقد رہے اور ہمادس تفضیل کی وجھون کی تلاش اور بحث مین

نہ پڑے کیونکہ تفضیل کی وجھون کی تلاش دین کے واجبات
بلکہ مستحبات سے بھی نہین ہی خصوصاً عوام مومنین کو
اس بات کے بحث اور تکرار مین پڑنا بڑی نادانی اور
بیوقوفی ہی مگر اس مضمون کے سمجھنے کے لیئے ایک
خصوصی ہی بات یاد رکھنا چاہیئے حضرت مرتضی علی کرم اللہ
وجہہ کے تئین ایک طرح کی تفضل حضرت شیخین پر بھی
ثابت ہی اور وہ تفضیل اس سبب سے ہی کہ اونکے
تابعدار اور پیرو بہت ہین اور ولایت کے مقامات
کے وسیلہ وہ جناب ہین بلکہ ساری خدمتونکے وسیلہ وہی
ہین مثل قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت وغیرہ کے اور
اونکے عہد کرامت مہد سے لیکے دنیا کے باقی رہنے تک
ساری خدمتین اونہین کے وسیلہ سے ملتی ہین اور
بادشاہونکی بادشاہت اور امیرونکی امارت مین
انکی ہمت گو ایک طرح کی مداخلت ہی کہ عالم ملکوت
یعنے ارواح کے سیر کرنیوالے پر پوشیدہ نہین ہی اور
اہل ولایت کے سایلے بھی اکثر جناب مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ سے جا ملتے ہین سو قیامت کے دن سب

کثرت تابعداروں کے کہ اون مین سے بہت لوگ بلند
شان اور بزرگ مرتبے والے ہونگے اوس جناب کی
سوازی ایسی تجمل اور جلال کے ساتھ نمود ہوگی کہ
اوس مقام کے دیکھنے والون کو بہت تعجب ہوگا لیکن
جناب شیخین کو بہ سبب انتظام خلافت کے بلکہ قطع نظر
خلافت کے جو شان کہ ثابت ہی سو وہ اوس بزرگی اور
جلال سے افضل ہی بارگاہ الہی مین بہت ہی بلند اور
نہایت قرب اور وجاہت یعنے نزدیکی اور عزت اور
اعتبار جناب شیخین کو حاصل تھی اور خلافت مقدم
ہونیکی بزرگی تو ثابت ہی ہی قطع نظر خلافت کے رب العالمین
نے جو اون بزرگون کو شرح صدر اور حوصلہ کی کشادگی
اور ہر حال مین میانہ روی اور بند و بست کھرا اور شہرا اور
نگہبانی ملک اور دین کی اسطرح پر عنایت کیا تھا کہ اوس مین
نبی کے لوگون کی مشابہت پائی جاتی تھی سو یہہ شان اوس
بزرگی اور جلال سے بہت ہی بلند ہی اور حضرت
عثمان کو قطع نظر خلافت کے اسقدر قرب اور وجاہت
حاصل نہین تھی کہ اونکو جناب مرتضی علی سے افضل کہون

لیکن چونکہ عنایت الہی اوس مقبول بارگاہ الہی کے درجہ کو
بلند کرنے پر متوجہ تھی اسواسطے اوسکو خلافت مین مقدم
کیا تصہ کوتاہ جب خود حضرت علی مرتضی نے تینو بزرگون کی
خلافت کو منظور فرمایا اور اُنکی خلافت کی بندوبست اور
شورہ مین شریک تھے اور اونکے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو
جو شخص کہ اون صاحبون کی افضلیت مین شبہہ کرے
اوسنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قدر نہ پہچانی * ۲ افادہ
صحابہ کبار مین سے ہر شخص کو بہ نسبت ساری امت
محمدیہ صلعم کے ہر چند بہ نسبت صحابیت کے افضلیت
ثابت ہی لیکن بعضے امت کو بعضے صحابہ پر پھیلانے مین امر
ہدایت کے اور جاری کرنے مین دین متین کے اور پہنچنے مین
قرب کے مرتبے مین اللہ کے نزدیک بلا شبہہ افضلیت
ثابت ہی لیکن امت محمدیہ کے سارے بزرگوارون پر
تعظیم سارے صحابہ کی لازم ہی مانند اسکے کہ ہر چند کوئی
لڑکا عالم اور ہنر مین اپنے باپ سے زیادہ ہو پر تعظیم باپ
کی ذمہ پر اوسکے البتہ واجب ہی حدیث شریف مین
ایا ہی * فَاِنَّ بَیْنَ وَرَائِکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ مَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ

كَمَنْ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ اَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلاً
يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالَ
اَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ * سو بیشک پیچھے تمھارے ایام صبر
کے ہین پھر جو صبر کریگا اسمین ہوگا وہ مثل اوسکے جسکی
جان گئی اگ مین جو کوئی عمل کریگا اوس ایام مین اوسکے لئے
مزدوری ایسے پچاس مرد کی ہی جو کرتے ہین وہی عمل
بولے صحابہ یا رسول اللہ مزدوری پچاس مرد کی ان مین سے
فرمایا نہین پچاس مرد کی تم مین سے * ۳ افادہ * رافضیون
کی بدعتون مین سے جو ہندوستان کے دیار مین نہایت
مشہور ہوگئی ہی سو ایک بدعت محرم کے مہینے مین ماتم
داری اور تعزیہ سازی ہی حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ تعالی عنہما کی محبت کی گمان پر سو اس کام کے
کرنیوالے کی برائی کا جاننا اس زمانہ مین ضرور ہی تاکہ مومن
کامل اوس سے پرہیز کرے اور جو اس بدعت مین گرفتار ہی
اوسکو جہالت اور غفلت کا عذر باقی نرہے اور ظاہر
صورتین اس بدعت کی چار ہین * پہلی * صورت
قبور اور مقابر اور عام اور شہ سے اور غیرہ کی نقل بنانی

ہی اور یہہ بات صاف ظاہر ہی کہ یہہ کام بت پرستی
اور بت سازی ہی کیونکہ نقل اور شکل قبرون اور
مقبرون کی بنانی اور اوسکی تعظیم کرنی اور حضرت حسین
کے قبر کا نام رکھہ دینے سے اوسکو بجای اصل قبر کے
اور مقبرہ کے جاننا یہہ طور بت پرستی کا ہی بت پرستی کی
حقیقت یہی ہی کہ ایک شکل اپنے ہاتھہ سے تراش بناکے
اوسپر ایک شخص کا نام رکھہ کے اوس شکل کے ساتھہ
وہ معاملہ کرے جو اصل کے ساتھہ کرنا چاہے غور کا مقام
ہی اگر حقیقت مین سچی قبرین بھی ہون تب بھی دعا اور
سلام کے سوا اور کچھہ حدیث سے ثابت نہین ہی اور
اس زمانہ کے لوگ جو معاملہ کہ تعزیہ کے ساتھہ کرتے ہین سو
سچی قبرون کے ساتھہ بھی ہرگز کرنا درست نہین اور جعلی
قبرون کی تو کیا حقیقت ہی اور بدعتی لوگ عبادت
اور سجدہ اور طواف کرکے اپنے تئین کھلا کھلی شرک
مین گرفتار کرتے ہین اور عام اور تعزیہ کو جب سجدہ اور طواف
کیا تب وہ سب بت مین داخل ہوئے تو حق کے طالب کو
اس امر باطل کے مٹانے مین خوب کوشش کرنا ضرور ہی

اور سعید رہوسکے اوسکے مٹانے مین سعی کرے اور اگر
حکومت اپور اختیار رکھتا ہو تو زبردستی اوسکے توڑنے
کو ہرگز مکروہ نجانے بلکہ بت شکنی کی طرح سے اسکے
توڑنے کو بہتر اور موجب ثواب اور اجر کا جانے اور
اوس سبب سے کہ اہل بدعت نے اوسپر حضرت حسین
کی قبر کا نام رکھدیا ہی اوسکے توڑنے اور پامال کرنے سے
مطلق خوف نکرے کیونکہ حضرت حق تبارک وتعالی کی
خوشنودی ان کامون کے کرنیوالون اور اوسپر ہمت کرنیوالونکی اعانت کرنے
مین ہی اور حق تعالی کے بارگاہ کے مقبولونکی خوشنودی
حق تعالی کی خوشنودی کے ساتھہ ہی اور اگر ہاتھہ سے
توڑنے کا مقدور نہو تو زبان سے اوسکی برائی بیان کرے
اور یہہ بھی جو ہوسکے تو اوسکو دل سے برا جانے اور
یہہ ایمان کے درجون مین سے چھوٹا درجہ ہی ہان اگر
کہین تعزیہ پر قابو پاوے اور کوئی مقابلہ کرنیوالا اور روکنے
والا نہو تو بغیر اہانت اور ذلت کے اوسکو نابود اور
بے نشان کردے لیکن جب کوئی مقابلہ کرے اور اوسکے

توڑنے سے روکے تب توڑنے ہی کا قصد کرے اور
اگر مقابلہ کرلے اور تعزیہ والونکی شرارت کے وقت
مین ایسا مقام دیکھے کہ بغیر تعزیہ کی اہانت کے اِس
بدعت کا مٹانا دشوار ہی تو اوسوقت اوسکی اہانت
سے خوف نکرے اور جسطرح سکے مٹادے اور حدیث
شریف مین جو آیا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ کے فتح مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کو دفن
کردیا اور دوسرے بتون کیطرح سے اہانت کے ساتھہ
نتوڑا تو اوسکا یہہ سبب تھا کہ اوس زمانے مین عرب کے
جاہلون کے دل کو دین کیطرف تالیف کے ساتھہ جھکانا
سب کام پر مقدم تھا اور عرب کے جاہل لوگ جاہلیت
کے زمانے کے نزدیک ہونے کے سبب سے جہل
اور نادنی کے دریا مین غرق تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی تصویر کی اہانت کرنے مین اون جاہلون کی بدگمانی
کا مظنہ تھا وہ سب اوس تصویر کی اہانت سے گمان کرتے
کہ یہہ بھی ملت ابراہیم کی متابعت کا دعوی رکھتا ہی مگر
ملت ابراہیم کا مخالف ہی اور اِس بدگمانی کے سبب سے

نبی وقت کی دعوت سے نفرت کرتے بخلاف تعزیہ کے
مقدمہ کے کیونکہ وہ زمانہ جہالت کے زمانہ کے قریب تھا
یہہ اور زمانہ ایسا ہی کہ حق عام پھیل گیا ہی اور ہدایت کا
شہرہ ہو گیا ہی * دوسری صورت * غم اور ماتم ہی کہ
اوسمین یہہ حرکات ہین چھاتی کوٹنا منہہ پیٹنا گریبان پھاڑنا
نوحہ کرنا وغیرہ حرکات اُس قسم کے * سو اِس قسم کی رسمین
غم اور ماتم کی مطلق حرام ہین کسی کے مرنے مین درست نہین
* تیسری صورت * دھے محرم مین سوگ کرنا ہی یعنے
غم کے ظاہر کرنے کے لئے مباح چیز و نکا ترک کرنا ہی
* ف * جیسا زینت کا ترک کرنا شانہ نکرنا اچھا کپڑا
نہ پہرنا سرمہ کا استعمال نکرنا خوشبو نہ لگانا مزاج کی خیریت
نہ پوچھنا سلام علیکم کے جگہہ یا حسین کہنا مہندی نہ لگانا کعتم
کا رنگا کپڑا نہ پہرنا اور علی ہذا القیاس اور کبھی بعضے نادان
فرض اور واجبات کو بھی ترک کرتے ہین اور اوسکی
برائی پر ظاہر ہی لیکن ترک کرنا مباح کا سواوسکی حرمت اور
برائی بھی حدیث شریف مین مصرح ہی لیکن ہر میت کے
مرنے بعد تین دن تک سوگ مباح ہی اگر نہو تو بہتر اور ہو

تو کچھ گناہ نہین اور عورت پر اپنے خاوند کے مرنے کے بعد
چہار مہینا دس دن سوگ کرنا فرض ہی اگر نکریگی گناہگار
ہوگی سیوائے اسکے سارا سوگ حرام اور گناہ ہی
خواہ پیغمبر پر ہو یا صدیق پر یا شہید پر موت اور قتل اور
شہادت کے ایام مین ہو یا غیر مین اس حکم مین سب برابر ہین
کسی کی تخصیص نہین پس جو شخص دیہہ محرم مین کسی
مباح کو مصیبت کے اظہار کے لئے ترک کرتا ہی گناہگار
اور حرام پر مرتکب ہوتا ہی لیکن اگر بلا قصد کسی سے
چھوٹ جاے تو کچھ گناہ نہین مثلاً جس شخص کو سرمہ
لگانے کی عادت نہین ہی اگر اوس ایام مین بھی سرمہ
نہ لگاوے تو گناہگار نہین ہوگا اور جسکی عادت ہو اور
اوس ایام مین ترک کرے تو مناط قصد اظہار مصیبت کا
قوی ہی اور وہی قصد گناہ کا مدار ہی حاصل کلام مدار
نیت پر ہی اپنی نیت کو ہر کوی بخوبی جانتا ہی باقی رہی ایک
صورت مشتبہ الحال اور وہ دیہہ ہی کہ ایک شخص دیہہ
محرم مین مباح چیزونکو ترک کرتا ہی لیکن اوسکو سوگ
مقصود نہین ہی بلکہ غرض اوسکی بدعتیونکے طعن اور تشنیع

سے بچنا ہی اگر اوس مباح کو اوس ایام مین ترک نکرے
تو سارے عوام بدعتیون مین مطعون ہو اور اوسکو اہل
بیت کا دشمن سمجھکے زبان طعنہ کی اوسپر دراز کرین
گے اور حقارت کی آنکھ سے دیکھینگے اور اوسکے
ایذا رسانی مین کمر باندھینگے اِس ارادے سے ہرچند
مباح کو ترک کرنا حرام نہین ہی لیکن خلل سے بھی خالی نہین
ہی کیونکہ ان کاموںکا کرنا ظاہرا حرام معلوم ہوتا ہی اور
بدعتیونکی موافقت لازم آتی ہی اور آیندہ کو وہ فعل کہ
ظاہرا ممنوع ہی متبوع ہوگا اور پچھلے لوگ اوسکے فعل
کو حجت پکڑکے اپنی گندی نیت کو اوسمین ضم کرینگے اور یہہ
ضرر کہ بدعتی لوگ بدکہتے ہین سنا نجائیگا * قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ
وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ
اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ * فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور البتہ سنوگے تم
اگلے کتاب والون سے اور مشرکون سے بدگوئی بہت
اور اگر صبر کرو اور ڈرتے رہو تو بیشک یہہ پکی بات
ہی اور مضرت دنیا وی بہتر ہی بدعتیون کی موافقت

سے اور اوسکو دینداری کے کامون مین لحاظ کرنا ایمان کے
کمال سے بعید ہی بلکہ ایمان کے نقصان کا مورث ہی ہان
اگر اتنی سستی دین کے نفع کے لئے کی جاوے تو مضایقہ نہین
جسطرح نرمی کرنا ہی بدعتی سے اوسکی توبہ کی امید پر
* چوتھی صورت * دوسری صورت کی ایک شاخ
باریک ہی وہ کیا ہی کہ مجلس کرکے خوب شرح اور
بسط کے ساتھہ حضرت حسنین کی شہادت کا قصہ بیان
کرنا اس قصد سے کہ لوگ اوسکو سنین اور حسرت
اور افسوس کرین اور روین پیٹین اگرچہ ظاہر مین کچھ خلل
اضمین نہین معلوم ہوتا ہی لیکن حقیقت مین یہہ بات
بہت بری اور مکروہ ہی کیونکہ کوئی صدمہ اور مصیبت
پڑنے کے وقت یا اوسکے یاد آجانے کے وقت صبر اور
استرجاع * یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ * کہنے کا حکم
ہی نہ افسوس اور حسرت ظاہر کرنیکا اور دل سے
نہو تو تکلف یعنے زور اور بناوٹ سے افسوس اور حسرت
پیدا کرنا تو بس مصیبت پڑنے کے وقت یا اوسکے یاد
آجانے کے وقت جو صابرون کا طریقہ ہی یعنے استرجاع

اوسکو اختیار کرے اگرچہ بہ تکلف ہو اور رونے پیٹنے
اور بیقراری کا اسباب مہیا کرنا بلا شبہہ صابرون کے
طریقے کا خلاف ہی اور جو لوگ ان باتون کو کرتے ہین
نہایت محبت اور بزرگی حضرت امامین حسنین رضی اللہ تعالی
عنہما کی دل مین اپنے معلوم کرتے ہین اور یہہ برا مغالطہ ہی
کیونکہ مصیبتونکو بار بار دہرانا اور ذکر کرنا مصیبت زدون
کی ناخوشی کا موجب ہوتا ہی خیر ایک مصیبت تھی
گذر گئی پس ذکر اور تکرار مین اوسکے کچھ فایدہ نہین جو ایمان
والا تحقیک عقیدہ والا سنیگا اوسکو ملال اور غم پیدا
ہوگا اور اسپر قیاس کیا چاہیئے حضرات اہل بیت رض
کے حال کو کہ اگر بالفرض ان باتونکو سنین البتہ دلگیر ہوئین
اور اگر یون ملاحظہ کرین کہ یہہ چند دن کی مصیبت اور
رنج ظاہری موجب کمال علو مرتبہ کا حضرت سید الشہدا کے
اور سارے کربلا کے شہیدون کے ہوا پس اصلا
جگہہ غم کی نہین ہی بلکہ مقام فرحت اور خوشی کا ہی اور
جو لوگ زعم باطل سے اپنے کو جناب حضرات اہل بیت
رضی اللہ عنہم کا محب قرار دیکے صریح کام ممنوع اور

حرام کو عمل مین لاتے ہین پس یہہ سارے اوس جناب
کے مرد و دین مین سے ہین کیونکہ یہہ بزرگوار و اسطے
قایم کرنے دین کے کامو نکے اور موقوف کرنے نا مشروع
کامو نکے اپنی جان دئے پھر جو کہ خلاف شرع کام کر کے
اون بزرگون کو خوشنود کیا چاہتا ہی تو گویا بمنزلہ یزید کے
مقابل حضرت امام حسن رض کا ہی کیونکہ سبب مقابلہ کا
یزید کے سا تھہ نہ تھا مگر ظاہر ہونا خلاف شرع کام کا یزید
سے اور جب اوسنے بھی خلاف شرع کام کیا اور برا او سپر
ہت کیا اور اوس برے کام کو بھلا سمجھا اور عبادت جانا
زاہد و درگاہ الہی اور بھی جناب حضرت امام کا ہوا
اور اوس جناب کے دشمنون کے اتباع مین داخل ہوا
اور اصل یہہ ہی کہ اپنے ظن قاسد کی اتباع مسلمان کے
حق مین سم قاتل بلکہ زہر ہلاہل ہی شرع کے حکم کو لازم
الاتباع جانکے اوسکو ہرگز چھوڑتے اور جب کہ شارع
نے شیون اور ماتم اور سوگ کے رسوم مین سے کسی
چیز کی اجازت نہ دیا اور مطلقا اوس سے منع فرمایا سو اپنی
محبت کے گمان پر بصدر اون عکسون کا ہونا اپنی ناقص عقل کو

شرع کے حکم پر ترجیح دینا ہی اور ایسا بہت ہوتا ہی
کہ کیہ نفس سے بری خصلتین جو اپنے مین چھپی ہوئین ہین
معلوم نہین ہوتی ہین اور ایک صفت دوسری صفت
مین مشتبہہ ہو جاتی اور ملجاتی ہین جیسا بیمار کہ اپنے کو
تندرست جانتا ہی اور محبت کے دعوی کرنے والے کہ یہہ
سب کام کرتے ہین بہتیری علامتین موجود ہین کہ اونکے دعوی کو جھٹلاتی
ہین کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ حضرت امام رضا دینے اور
پہنچنے سے اور مال بیہودہ خرچنے سے محفل ارای اور تعزیہ
سازی مین ہرگز راضی نہین ہوتے ہین اور کچھ فایدہ انکو
نہین ملتا ہی پس مال خرچنا اونکا نہین ہی مگر اپنی خواہش
نفسانی کے واسطے کیونکہ خلاف شرع کام نفس کو
مرغوب ہی اور اوسکا بازیچہ ہی حقیقت مین راضی کرنا
نفس اور شیطان کا ہی کہ اوسکو فریب کی راہ سے
راضی کرنا حضرت امام حسین رضا کا کہتے ہین اور جھوٹھا
دعوی کرکے کہ یہہ سب اخراجات اور حرکات امام کی
محبت سے ہی بُرے کامون کو نادانون اور بےوقوفون کی
نظرون مین نیک اور مستحسن کرکے دیکھلا دیتے ہین کیونکہ

اگر محبت اور رضامندی حضرت امام کی منظور رہی تو
کسواسطے اوسکو محتاج سیدون پر عرف نہین کرتے
اور اِنکی تعظیم اور توقیر مین کوشش نہین کرتے اور نسب
کے شبہہ کا عذر ہر جگہہ پیش نہین جاتا کیونکہ بہتیرے سید
صحیح النسب ہین کہ قوت کے پانے کے سبب سے جان
دیتے ہین اور یہی دعوی کرنے والے گپی ہین کہ اونکو خوب
جانتے اور پہچانتے ہین باوجود اسکے برابر اپنے غلامون کے
بلکہ کتون کے انکے حال کی خبرگیری نہین کرتے باوجود ظاہر ہونے
اتنی بے اعتنائی کے ان لوگون سے پھر انکو سادات کا مخلص
اور محب سمجھنا محض جہالت اور حماقت ہی اور
اوس جناب کی سچی محبت کی نشانی جان اور مال بذل
کرنا ہی دین کے پھیلانے مین اور احکام شرعی کے رواج
دینے مین اور پرواے کسی کی نکرنا ہی امر معروف اور
نہی عن المنکر مین اور کھلا کھلی انکار کرنا ہی کافرون اور
فاسقون اور بدعتیون پر اور احتراز کرنا ہی انکی چاپلوسی
اور تملق سے اور اصلا دخل نہین دینا ہی مداہنت اور
وھیل کو اور اوس جناب کی اولاد امجاد کو اختیار کرنا اور

ترجیح دینا ہی غیر پر اور اوس جناب کی روح پاک پر
ثواب پہنچانا ہی عبادات قولی اور فعلی اور مالی کا پھر
جو کوئی ان کامون مین قصور کر کے حضرت امام حسین رض
کا نام زد کر کے نفس کے بازیچہ اور ملاہی مین کوشش کرے
اور مال خرچے تو سخت جھوٹھا بیحیا اور بے محل باندھا
ہی اور آگے کی برائی سے اپنے بے اندیشہ ہوا ہی ٭
اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَمِیْعَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ شَرِّ الْمُنَافِقِیْنَ ٭

تیسری ہدایت ذکر مین اون بدعتون کے
جو گندی رسمون کے لازم کر لینے سے
عوام الناس مین پھیل گئی ہین

اور اوسمین ایک تمہید اور دو افادہ اور ایک فایدہ ہی
٭ تمہید ٭ ہندوستان کے ملک مین شادی اور غمی مین جو
رسمین رایج ہو گئی ہین اور لوگون نے اون رسمون کو
ضرور اور لازم بطور فرض کے جان لیا ہی اور طعن اور
تشنیع اور رواج کی مخالفت کی ڈر سے اون رسمونکا
چھوڑنا دشوار معلوم ہوتا ہی اور عوام لوگ ان
رسمون کے اہتمام کو واجبات شرعی پر مقدم جانتے ہین

اور اون رسمون کو ترک کرنے کو شریعت کے حرامون
سے زیادہ حرام جانتے ہین سو وہ رسمین دین اور دنیا کی
ضروریات سے باز رکھتی ہین اور انسان بسبب
برہمی امور دنیوی اور دینی کے تنگی مین پڑتے ہین مثلا
لازم کر لینا ختنہ کی شادی کا طمطراق اس حد کو پہنچا تا ہی کہ
انسان بے ختنہ بالغ اور جوان ہو جاتا ہی اور بعد بالغ
ہونے کے ختنہ ہوتا ہی اور سبب بے حیای اور بے
پروگی کا ہوتا ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ یہہ شعایر شرع
یعنے اسلام کی نشانی موقوف ہی رہ جاتی ہی اور
اسیطرح نکاح کی شادی مین جو تاخیر ہوتی ہی سو جوان آدمی
کے حرام اور زنا کی باعث ہوتی ہی اور بعد بلوغ اور
قوت شباب اور نشاط کے مدت دراز کی انتظاری
اور حرام سے صبر کرنا دشوار معلوم ہوتا ہی اور ایسا ہی
غمی مین اگرچہ اوسمین تاخیر کا مقام نہین ہی لیکن لازم کر لینا
رسمون کا ضروری کا ہونے خلل کا باعث ہوتا ہی اون
رسمون کے لازم کر لینے والے تکفین اور تجہیز اور قبر کھودنے
مین سستی کرتے ہین اور رسمون پر کفایت کر کے سنت

کے ادا کرنے مین قصور کرتے ہین اور مطعون ہونیکے
ڈر سے تیجے چہارم چہلم کا کھانا ول کھولکر کرتے ہین
اور مبارکبادی اور ماتم پرسی اور عرس کے رسمون
پر پابند ہونیکے سبب سے جو حقوق کہ واجب ہین اونکے
ادا کرنے مین غفلت کرتے ہین اور ایسا بہت ہوتا
ہی کہ رسمون کے ترک ہونے کی شرمندگی سے آدمی تباہ
ہوتا ہی اور اپنے گذران کے اسباب کو اون رسمون کے
برپا کرنے کے لئے بیچکر مفلس ہو جاتا ہی اور نان شبینہ کا
محتاج ہوکے بھیکھہ مانگنے لگتا ہی اور گدائی کو کہ ذلت دارین
کی ہی اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور یہہ مقصدہ نہین پھیلا ہی
مگر بسبب لازم کر لینے اون رسمون کے شدت سے
اور جم جانے اون رسمون کے لوگون کی ذہن مین اسطور
پر کہ اسکے تارک پر طعن اور تشنیع متوجہ ہوتی ہی مثلا اگر
کوئی شخص کسی وقت کی نماز کو عمدا ترک کرے تو اوسپر
اسقدر ملامت ہرگز نہوگی جسقدر عرس کے ترک کرنے
مین یا شادی نکاح کی محفل مین راگ اور ناچ ترک کرنے
مین اسواسطے ایسے لوگون کو پیش آتا ہی کہ شادی کی

مخنثون کی آرایش مین بڑی کوشش کرتے ہین اور کھانیکی
طیاری مین بہت تکلف کرتے ہین حالانکہ چھوٹے چھوٹے
بچے بھوکھون کے مارے جان بلب ہوتے ہین اور کمال
نادانی اور حماقت تو یہہ ہی کہ اولتے اس پیے مروتی کے کام
کو بڑی مروت اور جوان مردی جانتے ہین اور اوس
قسم کی ضرورت درپیش ہونے کی وقت جا بجا سے مال
لینے مین کچھ باک نہین کرتے اور حلال اور حرام کی تمیز نہین
کرتے اور جب مال ہاتھہ لگتا ہی تب صریح شرع اور عقل
کے خلاف مصرف مین اوسکو صرف کرتے ہین خلاصہ یہہ
کہ ان رسمون کی التزام اور اہتمام سے اصل غرض دنیا کی
عزت اور غیرت کا خیال ہی اور جس مین یہہ خیال ہی
اوسکام مین البتہ حضرت حق کی خوشنودی نہین ہی بلکہ عالم
ملکوت سے نفرین اور انکار اور لعنت اور پھٹکار اوس
کام کے کرنے والے پر پڑتی ہی اور اوس کا دیکھنا ایمان
والون کے باطن صاف کی ظلمت اور کدورت کا موجب
ہوتا ہی اور ایسے کام کا کرنے والا قیامت کے دن مواخذہ
اور محاسبہ مین گرفتار ہوگا کہ اِسقدر مال کو بیجا اور بے

محل خرچ کر کے اخوان الشیاطین کے زمرہ مین کسوا سطے تو
داخل ہوا اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ باوجود خلاف شرع
کام کرنے اور حرام سے خوف نکرنے کے بیقراری اور
لاچاری سے وہ رسمین خود بخود چھوت جاتی ہین سو
اگر پہلے ہی سے اپنے اختیار اور خوشی سے اون رسمون
کو چھوڑ دیتا تو دنیا اور آخرت کا کسقدر بھلا ہوتا اور حضرت
حق کی خوشنودی ان کے نصیب ہوتی اب خدا کی راہ
کے طالب کو لازم ہی کہ ان رسمونسے بیزار ہو کے اپنے
گھر اور خاندان اور قوم اور کنبے اور محلہ اور گانون اور شہر
اور ملک سے جسقدر ہو سکے ان رسمون کے مٹانے اور
موقوف کرنے مین کوشش کرے اگر یہہ کوشش صحیح نیت
سے ہو گی تو اجر اور ثواب پاویگا اور اس بات سے خوف نکرے کہ
میری کوشش فایدہ نکرے گی یا میرے خویش و برادر میری تابعداری
نکرینگے ان سب گندے شبھون اور برے گمانون کے سبب
سے مرضی الہی کی تابعداری مین قصور کرنا نہایت برا ہی
جب اپنے معبود سے کام ہی تب فکر اور اندیشہ کس کا
چاہئے ہان یہہ البتہ ہی کہ رسمون کے موقوف کرنے مین جو

ایسی وضع ہو کہ اوس وضع کے ساتھہ منع کرنے سے
لوگ مان لین اور وہ وضع شرع کے مخالف بھی نہو تو
اوسی وضع کے ساتھہ اون بری رسمون کو منع کرکے موقوف
کرے تاکہ اوسکی سعی اس ہدایت کے مضمون کے موافق
ٹھیک پڑے * خَيْرُ الْهُدٰى مَا اتُّبِعَ * یعنے بہترین ہدایت
وہ ہی کہ جسکی لوگ پیروی کرین اور یہہ نہ سمجھین کہ کھانا
کھلانے اور الحمد اور غیرہ سورے قرآن کی پڑھکے مردونکو
نفع پہنچانا خوب نہین ہی بلکہ یہہ بات بہتر اور افضل ہی
غرض یہہ ہی کہ رسم کا مقید ہونا نہ چاہئے بے تعین تاریخ اور
دن اور کھانے کی جنس اور قسم کے جس وقت اور
جسقدر کہ موجب زیادتی ثواب کا سمجھے عمل مین لاوے
اور جب کسیکو مردون کو ثواب پہنچانا منظور ہو تب
کھانا کھلانے ہی پر موقوف نرکھے اگر میسر ہو تو بہتر اور نہین
تو صرف سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کا ثواب سب
ثوابون سے بہتر ہی اوسکا ثواب پہنچاوے * ف *
کھانے کے سامنے کھڑا ہوکر فاتحہ پڑھنیکو لازم نجانے فاتحہ
کا ثواب الگ ہی کھانے کا الگ بلکہ اسطور مین پوجے کی

شادی بہت ہوتی ہی انتہی تاریخ اور دن اور کھانیکی قسم
اور وضع کے مقرر کرنے مین آدمی پر تنگی پرتی ہی اور اوسکے
اہتمام اور بندوبست مین اوقات ضایع ہوتی ہی اور
دوسری چیزین ضروری رہ جاتین ہین اور اپنے بیگانے آشنا
ناآشنا اوس روز اور تاریخ کے منتظر اور امیدوار رہتے
ہین اور اقربا لوگ جمع ہونے ہین اور آدمی کو جو کام کرنا
دشوار ہوتا ہی سو خواہ نخواہ اوسکا سرانجام کرنا ضرور
ہوتا ہی تو اب بعد تکفین اور دفن کے میت کے حق مین
دعا کرنا اور اہل میت کی تعزیت کرنا یعنے اون کو تسلی
دینا اور صبر تعلیم کرنا اسکے سوا کسی رسم کو التزام
نکرنا چاہیئے اور اسیطرح سے نکاح مین ولیمہ کے سوا کہ وہ
سنت موکدہ ہی اور مانند اسکی جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہو اوسکے سوا سارے رسمون کو
ترک کرنا چاہیئے اور اس مقام مین خلاصہ کلام کا یہہ ہی
کہ محمد عربی صانع کو تمام خلق سے پیشوا اور محبوب مطلق
اعتقاد کرکے اور دل وجان سے اس بات پر راضی ہو
کے ہندو اور سندھ اور فارس اور روم کی ساری

رسمون کو جو اوس جناب صلعم کے خلاف ہو یا صحابہ
کے طریقہ کے ماورا اور زیادہ ہو ترک کرے اور اون
رسمون سے جو انکار اور کراہت دل مین رکھتا ہی اوس
انکار اور کراہت کو ظاہر کرے یعنے جیسا اون رسمون
کو دل سے برا جانتا ہی ویسا ہی اون کی برائی لوگون مین
ظاہر کرے اور جو رسمین کہ جاہلیت کے زمانہ مین رایج
ہوئی تھین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مٹ
گئی تھین اور اوسکے مٹانے کے لئے آن حضرت صلعم اور
صحابہ کرام سے بہت سی تاکیدین منقول ہین اگر اون رسمون
سے کوئی رسم رایج ہو جاوین مثل مارڈالنے لڑکیون کے
اور چھوردینے ساندھہ کے جسطرح ہندو لوگ ساندھہ اور
بعضے مسلمان بھی جیتا جانور چھوڑ دیتے ہین اور مثل اسکے
جو رسم رایج ہو جاوے تو اوسکے مٹانے مین بڑی
کوشش کرے * افادہ * ہندوستان کے اہل اسلام
مین ہندؤن کی رسمون مین سے ایک رسم گندی
بیوہ عورتون کو نکاح ثانی سے منع کرنا ہی اور یہہ
گندی رسم اس قدر رواج پاگئی ہی کہ نکاح ثانی جو شریعت

مین درست بلکہ مستحب ہی اوسکو شریعت کے
حرامون سے زیادہ برا جانتے ہین سواس گندی رسم کے مٹانے
مین بڑی کوشش کرے اگر اوسکے اقربا مین ایسی صورت
درپیش ہو کہ کسی بیوہ کو نکاح ثانی کی حاجت ہی مگر وہ
بی چاری طعنہ کی شرم سے اور عیب لگنے کے خوف سے
نکاح ثانی نہین کرتی ہی تو اوسکو شریعت کا حکم سنا کے
اور اوسکو اوس مستحب کام سے راضی کر کے خواہ
نخواہ نکاح ثانی کردے اور اگر اوسکے اقربا اسبات مین
اوسکا کہنا نہ مانین تو اوس سے ملاقات اور برادری اللہ
کی خوشی کے لئے ترک کرے کیونکہ خوب یقین ہی کہ اس
کام سے انکار کرنا ہندؤن کی رسم کے لازم کر لینے کے
سبب سے ہی اور نہین تو کیا سبب ہی کہ جو کام اپنے
دین مین درست ہو اوس سے انکار کرتا ہی اور اگر اس
رسم کے موقوف کرنے مین اپنے دادے باپ کی
رسم چھوٹتی ہو تو مطلق خوف نکرے اور کسیکی پروا
نرکھے حق جل وعلی کی جانب داری کو تمام حق والونکی
جانب داری پر مقدم رکھے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کی برادری چھوڑنے اور اقربا سے جدا ہونے کو یاد رکھے

* ۲ افادہ * جاہلیت کے زمانہ کی رسمون مین سے اس امت مرحومہ مین جو رسم باقی رہ گئی ہی اور وہ رسم نہایت مشہور ہوگئی ہی اور عالی خاندان والے مثل سادات اور پیرزادون کے اسمین گرفتار ہین سو وہ رسم یہہ ہی کہ باپ دادے کی بزرگی اور خوبی پر فخر اور گھمنڈ کرنا ہی اور اونکی شفاعت کے بھروسے پر بھولنا ہی یہان تک کہ اس گھمنڈ اور بھروسے کے سبب سے تواضع اور انکساری کرنیکو جو اہل اسلام کی نشانی اور چال ہی اور تقوی اور صلاح کو جو ایمان والے کی بڑی صفت ہی ایکبارگی بھول گئے ہین اور اوسکے بجاے تکبر اور گھمنڈ کرنا اور کھلا کھلی بےخوف ہوکے بدعتین اور خلاف شرع کام کرکے کلام اللہ اور حدیث رسول کو پس پشت ڈال دیتے ہین گویا کہ ان آیتون کو جو مذکور ہوتی ہین کبھی سنا ہی نہین فرمایا اللہ صاحب نے اتھارویین پارہ سورہ مومنون مین * فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ * پھر جسوقت صور پھونکا جاے اُوسدن آپس مین ذات

سات کوئی نہ پوچھیگا * ف * شر فا گور ذرا دنی اور نج
اندھیری رات * وہان نہ کوئی پوچھی ہی کہ کون تمھاری ذات
انتہی اور جو فرمایا اللہ صاحب نے چھیسوین پارہ سورہ
حجرات مین * یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی
وجعلناکم قبائل و شعوبا لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم ان اللہ علیم خبیر * ای لوگو ہمنے تمکو بنایا ایک
نر اور ایک مادہ سے اور ٹھہرائی تمھاری ذاتین اور گوتین تا آپس
کی پہچان ہو مقرر بڑی عزت اللہ کی نزدیک اوسیکی
ہی جو ادب والا ہی * تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت
ولکم ما کسبتم * الخ یعنے وہ ایک جماعت تھی گذر گئی
اونکا ہی جو کمایا اور تمھارا ہی جو تم نے کمایا آخر آیہ تک
* ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا باذنہ * نہین نفع دیگی
شفاعت نزدیک اوسکے مگر اذن سے اوسکے * ولا تجزی
نفس عن نفس شیئا * اور نہین کام آویگا کوئی جی کسی
جی کے طرف سے کچھ اور * حدیث * جو مشکواۃ کے
باب استغفار مین ہی * ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ
الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء انما ھو مومن تقی او فاجر

شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ *
بیشک اللہ لے گیا تم سے تکبر اور فخر جاہلیت کا بس
ادمی مومن متقی ہی یا گنہگار بدبخت سب آدم کے بیٹے
ہین اور آدم بنا ہی مٹی سے روایت کیا اوسکو ابو داود
اور ترمذی نے * ف * آن حضرت صلعم نے فخر کرنے
والے کو گہہ کا کیرا فرمایا اور جنپر فخر کرتے یعنے اُونکے باپ
دادے جو جاہلیت مین مرے تھے گہہ فرمایا اور تکبر اور فخر
کرنے سے منع فرمایا کیونکہ آدمی یا مومن متقی ہی یا گنہگار بدبخت
دونو صورت مین فخر کرنا موئے باپ دادے پر لایق نہین
کیونکہ اگر متقی ہی تو وہ خود عزیز ہی موئے باپ دادے
پر فخر کرنیکی کیا حاجت ہی اور اگر گنہگار بدبخت ہی تو
ذلیل ہی اللہ کے نزدیک تکبر کریگا اوسکے کیا مقام ہی
اور سارے لوگ بنی آدم ہین اور آدم بنا خاک سے
اور خاک ذلیل اور پست ہی آدمی کو تواضع اور پستی
چاہیئے نہ کبر اور بلندی آئین اور فقط اپنے گمان اور وہم پر اور جو
اپنے سے لوگونکی باطل عادتین جو جاری اور مشہور ہین
اوسپر چنگل مار کے اپنے جان کو ہلاک کرتے ہین سبحان اللہ

یہہ کیسی نادانی اور حماقت ہی کہ نجات کے اسباب جو یقینی موجب نجات کا ہی اور باعث بلندی درجات کا چھوڑ کے وہم اور گمان کے اسباب کو چنگل سے مضبوط پکڑتے ہین ان جہال کی نادانی کی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص اپنے بہت سے مال جو قبضہ مین رکھتا تھا اور اوسکے فایدہ پر یقین تھا کیمیا کے نسخہ اور دست غیب کے عمل سیکھنے مین کہ اوسکا حاصل ہو ناخص موہوم ہی برباد کرے قصہ کوتاہ اگر یہہ علاقہ نسب کا بزرگون سے قیامت مین نافع ہوگا تو ظاہر ہی کہ اوس سے غفلت اور بےپروائی کس طرح سے اوسکے فایدہ مین خلل نکریگی کیونکہ نسب کا علاقہ اختیاری کام نہین ہی کہ غفلت اور بےپروائی سے خراب ہوئے بلکہ جو شخص کہ اپنے نسب کے علاقہ سے غافل ہی جسوقت اوسکو قیامت کے روز اوس نسب کے سبب سے کچھ فایدہ حاصل ہوگا تو اوس وقت اوس نعمت غیر مترقبہ کے ملنے سے اوسکو دوبالا خوشی حاصل ہوگی جسطرح سے کسی شخص کو اپنے باپ دادے کی میراث سے کچھ مال ہاتھہ لگے اور اوس شخص

کو اوسکی خبر نرہی ہو تو اوسکو کیسی خوشی ہوگی اور اگر
یہہ علاقہ نسب کا بزرگون سے قیامت مین بکار آمد نہین
ہی اور اوس نے اپنی تمام عمر کو اوس فایدہ کے
ملنے کے امید پر کاٹ دیا ہی تو البتہ اپنے جہل مرکب
کے سبب سے شرمندہ اور پشیمان ہوگا اور طرح طرح
کا رنج نفسانی اور عذاب روحانی مین گرفتار ہوگا تو نسب
کے علاقہ سے بے پروا رہنا اور اسیطرح کے وہمی معاملہ
پر بھروسا نکرنا بہرحال بہتر اور خوب ہی * والسلام علی من اتبع
الہدی * فایدہ جاناچاہئے کہ بزرگون کے اولاد کے جوہر ذات
مین ایک استعداد پوشیدہ بطور میراث کے امانت
رہتی ہی لیکن وہ استعداد دنیا اور آخرت کے کسی کام مین
کارآمدنی نہین ہی ہان اگر وہی استعداد علم سیکھنے اور سکھلانے
اور شریعت کی تابعداری اور دین اختیار کرنے کے سبب
سے ظاہر ہو جسطرح سے کم رنگ کھٹائی دینے سے کھل
جاتا ہی تو البتہ اوس استعداد سے عمدہ عمدہ کام اور
بڑے بڑے فایدہ ظاہر ہونگے اور اس استعداد پوشیدہ کو
مثل ازل کے استعداد کے جوہر شخص کو بھلی خواہ بری

ازل الازال مین نصیب ہوئی ہی سمجھنا چاہئے لیکن عذاب
یا ثواب صرف اوس استعداد پر نہین ہوتا اسیواسطے
جب تک کہ اثار استعداد کی ظاہر نہین ہوتی تب تک
مجازات یعنے بدلا دینے کے کارخانہ مین اوس استعداد کا کچھ
اعتبار نہین ہان اسقدر یقین ہی کہ ہدایت اور ضلالت کے
اسباب آدمی کو پھیر پھار کے اوسکی استعداد کے موافق
محل تک پہنچاتے ہین اس سبب سے اوسکی استعداد کے موافق
اثار صلاح اور فساد کے ظاہر ہوتے ہین تو بالفعل ظاہر مین
بھلے برے کام کا پھل اور بدلا ماننا اوس آثار پر موقوف ہی اگرچہ
ایک علاقہ پوشیدہ استعداد دن کے ساتھہ بھی رکھتا
ہی لیکن یہہ بدلا لینے کا علاقہ استعداد کے ساتھہ بہت پوشیدہ
ہی اور اس علاقہ مین بہت خلاف ہوتا ہی مثلاً ہدایت
یا ضلالت کا اسباب بہم نہ پہنچا تو اسمین خلاف ہوا اور
وہ علاقہ بدلا لینے کا اثار کے ساتھہ بہت پر ظاہر ہی اور اسمین
کم خلاف ہوتا ہی مثلاً لڑائی کا فایدہ لڑائی کے ہتھیار سے
ظاہر علاقہ رکھتا ہی اور لوہے کے جوہر سے ایک پوشیدہ
علاقہ رکھتا ہی اسیواسطے فولادی شمشیر مورچا کھائی

ہوئی وہ کام نہین کرتی جو کچے لوہے کی صیقل کی ہوئی صاف تلوار کام کرتی ہی

دوسری فصل تہذیب اخلاق یعنے اپنی چال اور خصلت کو آراستہ کرنیکے بیان مین اور اوس مین دو ہدایت ہی

ہدایت پہلی ذکر مین بری بھلی خصلتون کے اجمال کے ساتھہ ہی اور اوسمین تین تمہید اور پانچ افادہ ہی * تمہید اللہ تعالے کی راہ کے سالکون پر اللہ تعالے کے فیض اور عنایت کے اوترنے سے برآز بردست روکنے والا اون سالکون کے نفس بہیمہ یعنے شہویہ کا آلودہ ہونا ہی رذایل اخلاق یعنے بری خصلتون کے ساتھہ مثل بخل اور حسد اور کبر اور حرام اور غیبت اور کینہ اور ریا اور کذب اور طمع اور حرص کے سلف صالح یعنے قدیم نیک لوگ اپنے نفس کو ان رذایل سے پاک کرنیکو بہت مقدم اور بہت ضرور جانتے تھے اور صرف حق کی رضاجوئی کے واسطے ان رذایل کو اپنے دل سے کھو دیتے یہان تک کہ اون رذایل کا اثر ذرہ بھی باقی نہ رہتا تھا اسی تصفیہ کے

سبب سے اُن پر اللہ تعالے کی عنایت بے نہایت نازل
ہوتی تھی اور اللہ تعالے کی خوشنودی حاصل ہونیکے واسطے
جو اپنے دل کو رذایل سے پاک کرتے تھے اسی سبب سے
مقبول ہوتے تھے اور جو شخص کہ سلوک کے مراتب
جو مقرر ہین اونکو طی کرے یعنے ذکر اور مراقبہ کرے اور
اوسکو نفی کامل حاصل ہو اور مشاہدہ سے مشرف
ہو اور باوجود اسکے اوسپر اللہ تعالی کی عنایات کے
آثار ظاہر نہون تو اوس شخص مین ان سب رذایل یا اونمین
سے بعضے رذایل کے آثار البتہ دریافت ہوتے ہونگے تو بس
ان رذایل کا موجود ہونا عنایت الہی کے اوترنے کو مانع
ہی ٭ ۲ تمہید ٭ سلف صالح کو اللہ تعالی کی توفیق سے برے
اخلاق سے نفس کو پاک کرنے کے لئے یہی اعمال نیک
اسلامیہ اور اپنے پیشواؤن کے صحبت مین بیٹھنے
کافی تھا اور اس فن والون یعنے تزکیہ نفس کے فن کو
جاننے والون نے تزکیہ نفس کی علامات اور اسباب اور
معالجات کو بطور ربط کے تحقیق کرکے کتابین بنائے ہین
لیکن وہ سب بیان باوجودیکہ خوب ظاہر ہی کفایت نہین

کرتا بلکہ پست ہمت لوگ اون بڑی بڑی کتابون کو مطالعہ
کر کے معلوم کرتے ہین کہ یہہ حال اون مردون کا ہی کہ گذرے
ہین اور حظایر القدس مین جا ملے ہین اور وہ لوگ دوسری
حقیقت رکھتے تھے کہ اونہون نے اسقدر بہت سے عمل کو
اور مشکل محنتون کو اختیار کیا اور اپنے کو اوس حقیقت
سے بہت دور مقام مین سمجھتے ہین اور بعضے غلط فہمی سے
اپنے تئین اوس رذایل سے خالی اور فضایل سے بھرا ہوا
معلوم کرتے سو اس زمانہ کے لوگونکے حال کے مناسب یہہ
ہی کہ جیسا اشغال اور مراقبہ معرفت الہی حاصل ہونیکے
لئے کرتے ہین ویسا ہی ان باتونکے واسطے بھی مراقبہ
کیا کرین کہ ہمارے اندر کون سی رذایل ہی اور کیونکر
دفع ہوگی اور بدون اسکے بارگاہ قبولیت مین پہنچنا غیر ممکن
معلوم کرین اگر یہہ رذایل والے ذکر اور مراقبہ کی تاثیر
سے معرفت کے مقام مین پہنچتے ہین لیکن عنایت اور قبول
کے دروازے سے نہین پہنچتے بلکہ دوسرے دروازے سے
وہان پہنچتے ہین کہ مقبول اور نامقبول کی پرسش وہان نہین
ہی اور شیطان اور نفس کہ اللہ تعالی کی قبولیت کی

بارگاہ کے سگ و دربان کے بجاے ہین سو انکو نہین
چھوڑتے کہ اوس مقام مین پہنچین اور شیطان اور
نفس کی شرارت سے محفوظ ہو کے اوس مقام مین پہنچنا
ممکن نہین مگر نیک اعمال کرنے اور رزایل مذکورہ سے
خالی ہونیکے وسیلہ سے اور اچھی چال کا حاصل ہونا اور
رذایل سے خالی ہونا بجاے چوبدار اور نقیب کے ہی
کہ خود بخود انسان کو مقصد کے مقام پر پہنچاتے ہین
اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ اوس بارگاہ سے ایک
کو قبول اور پسند کر لینا پہنچتا ہی یعنے کسی بندے کو
اللہ تعالی پسند اور قبول کر لیتا ہی کہ بغیر بجالانے اعمال
اور اٹھانے تکلیفون اور محنتون کے اوسکو قبولیت کے
مقام مین پہنچا دیتا ہی اور اس قسم کے بندے مقبول
کسیکی تربیت اور تلقین کی حاجت نہین رکھتے اللہ تعالی
آپ اونکا مربی ہوتا ہی اور اچھی چال کا حاصل ہونا اور
رذایل سے خالی ہونا بغیر کسی مخلوقات کی منت برداری
اور نہورے کے اور بدون اوٹھانے تکلیفون کے ان
بندونکو عنایت فرماتا ہی یعنے اس مرتبہ کے حاصل ہونیکے

سد پھر کسیکی تربیت اور یاتین کی احتیاج نہین باقی رہتی
اور چونکہ اس طریقہ والے کی نیت ہر وقت نیک عمل
کی ہوتی ہی اسواسطے عمل کرنے کے قبل اوس طریقہ والا
مقبول ہو جاتا ہی جیساکہ یہہ مضمون قریب ہی معلوم ہوتا
ہی سو اس مرتبہ کے حاصل ہونیکا یہہ طریقہ ہی کہ کچھ قران
اور حدیث پڑھنے کا شغل کرے اور اوسکی تحصیل
میں کچھ اپنی اوقات صرف کرے تاکے اچھی چال اور
بری چال کی حقیقت پر آگاہ ہو اور اپنی ضروریات کے
دریافت کرنیکے واسطے پریشان نہو بعد اوسکے اوس یاد
داشت مین جو طریقہ نقشبندیہ مین مقرر ہی مشغول ہوے
اور اوس یادداشت کے یہہ معنی ہی کہ حضرت حق کی
ذات پاک کے پاس اور ساتھہ رہنے کا ملا حظہ اور خیال
ہمیشہ ہر وقت برابر لگا رہے اور اسی ملا حظہ مین دوسرا
ملا حظہ داخل کرے اور وہ ملا حظہ یہہ ہی کہ احکام شرعی
کی تعظیم اور اوسکی بجاآوری کا قصد اور منہی شرعی سے
بچنے کا خیال اور دور رہنے کا ارادہ ہر دم ہمیشہ برابر
دل مین لگا رہے پس ہر دم اور ہر جگہہ اکیلے و دکیلے محفل

اور کوچہ بازار مین اور مسجد و خانقاہ مین کھاتے پیتے بول
اور برا ز دوست اشنا کی ملاقات کے وقت دنیا اور
اخرت کے کام کی مشغولی کی حالت مین القصہ سب حالتون
مین خبردار اور ہوشیار رہی کہ ہرگز مناہی شرعیہ کی خواہش
اوسکے دل مین آنے نہ پاوے اور ہمیشہ احکام شرعیہ
کے بجالانے مین اوسکے دل کو چالاکی اور چستی اور
خوشی رہے اور سب احکام شرعی مین جو عمدہ احکام ہین
مثل نماز اور تلاوت قران کے اونکو خاص لحاظ سے دل
مین یاد رکھے یعنے مجملا تو سارے احکام شرعی کے بجالانے
کا خیال ہوگا اور نماز روزہ اور تلاوت کا خیال خاص
کر کے رکھے اور ہر حال مین اوسکا دل نماز مین لگا رہے
جہان نماز کا وقت پہنچے یا اذان سنے اوس طرف سے
غفلت نکرے اور کسی کام کو نماز کے تہیہ پر مقدم نکرے
اور اوسے زیادہ ضروری نہ سمجھے اور نماز ادا کرنے کے
مقابلہ مین ہر کام کا فوت ہو جانا اوسپر سہل اور آسان
معلوم ہو جس طرح سے کسی کا محبوب جس وقت اوسکے
پاس اتا ہی تو اوسوقت ممکن نہین کہ وہ شخص دوسرے

کام مین مشغول ہووے اگرچہ ہزارون کام فوت ہو جاوین
مگر اوس محبوب کے پاس رہنا اوسکو بہت پیارا معلوم
ہوگا اسی طرح سے بموجب حدیث شریف مذکور کے
* جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ * ٹھہرائی گئی ہی خنکی
اور ٹھنڈک میری انکھہ کی نماز مین نماز کو اصل راحت
کا موجب معلوم کرکے دنیا اور دین کے کسی کام کو
اوسپر مقدم نکرے اور اوس سے ضروری زیادہ
بجالاوے اور اسیطرح سے دوسرے ارکان کو کہ
روزہ اور حج اور زکواۃ ہی خاص لحاظ سے دل مین یاد رکھے
اور جو وقت اوسکا ادا کرنا فرض ہو اوس وقت
اوس سے غفلت نکرے اور جہاد کہ موجب
بلندی اسلام کی ہی اور مال اور جان کے خرچنے اور رنج
اور تکلیف کے کھینچنے کے سبب سے حقیقت خدا کی
محبت کی جہاد مین بخوبی کھلجاتی ہی اوسکا ارادہ بھی دل مین
خاص لحاظ سے رکھے بس جب اس لحاظ کی مواظبت
اور ہمیشگی پر چند روز کٹے گا اوس شخص کی ساری عادت
عبادت ہو جاوین گی مثلاً نگھائیگا مگر اوس ارادہ اور

نیت پر جو موجب رضاے حق کا ہی اور نہ سوئیگا مگر جو وقت
اوسکا آگاہ دل گواہی دیگا کہ اِسوقت سو ناخدا کی رضامندی کا
باعث ہی اور اسی پر اور عادتون کو قیاس کیا چاہئے اور
رذایل سے جب دل صاف ہوگا بعد اوسکے خود بخود فضایل یعنی
اچھی خصلتین حاصل ہونگی مثل شجاعت اور قناعت اور
سخاوت اور عفت یعنے گناہ اور حرام سے پاک دامنی
اور صبر اور شکر اور رضا بقضا یعنے قضا اور قدر پر راضی ہونا اور
غیرہ کے لیکن خوب لحاظ سے اِن فضایل کے حاصل ہونیکا قصد
بھی مستقل ہوکے کرے تاکہ ساری فضایل کا کمال جیسا چاہئے
ویسا ہی اوسکو حاصل ہو اور جس وقت کہ اپنے دل کو
رذایل سے پاک کر کے اور احکام شرعی پر چست اور
مشاق ہوکے سلوک کی راہ مین چلیگا اللہ کے فضل سے
امید ہی کہ بطور ساعت کے اوسپر اللہ تعالی کی عنایتین
اور ترینگی اللہ تعالی کی عنایات کا کچھ حد اور پایان نہین اِسی
قسم کے بزرگ لوگ تھے اوس سبحانہ تعالی کی عنایات
سے اس درجے کو پہنچتے تھے اور جو لوگ کہ اوسکی
عنایات سے محروم ہین تو اپنے قصور سے محروم رہتے ہین

کہ اوسکی رضامندی کی راہ چھوڑ بیٹھے ہین * وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ * اور ہم نے اونپر ظلم نہین کیا پر اپنے اوپر آپ ہی ظلم کرتے تھے اسی بات کی یہہ آیتہ کریمہ جو سورہ نحل مین ہی خبر دیتی ہی * بیت * ہر چہ ہست از قامت ناسازی اندام ماست * ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست * جو کہ ہی قد بد سے اس عاصی کے ہی * پر نہین خلعت تیری قد پر کسی کے کوتہ ہی * خدا کے امر اور نہی کا دامن دراز ہی اوسکی راہ یہہ ہی کہ سالک کو لازم ہی کہ قرآن پر چنگل مار کے اگر حفظ کرے تو سب سے بہتر اور اگر نہ سکے تو قران شریف کی تلاوت کرے اور پڑھنے مین خوب مہارت پیدا کرے اور جس ترجمہ سے قرآن کے معنے کھل جاوین اوس ترجمہ سے آگاہ ہو کے غور اور فکر کے ساتھہ تلاوت کرتا رہے اور صرف قرآن کی تلاوت کو بڑی غنیمت جانے کہ سب عباداتون سے بہتر ہی اور اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کرنے کے سب وسیلون سے بہت بڑا وسیلہ ہی قرآن مجید کی تلاوت حق تبارک و تعالی سے بھید کہنا اور

بات کرنی ہی اور قرآن مجید اوسکی صفات مین سے ایک
صفت ہی کہ عربی معجز کی عبارت کی لباس مین ظاہر ہوئی
ہی معجز اسو اسیطے کہ اوسکے مثل عبارت کہنے سے ساری
مخلوقات عاجز ہین اور جب کہ صفات حق کی اوسکی غیر
نہین ہین توقرآن کی تلاوت مین اپنے تئین حضرت حق کی ذات
کے واصلون یعنے ملنے والون مین سے ایک طرح کا واصل
جانے اور کہ تین ملنے اور بھید کہنے اور بات کہنے اور سننے
اور خطاب کرنے کی حاصل کرے غفلت جو ہی سو
یہی بڑا پردہ ہی جہان اپنی غفلت کا پردہ اوتھاوے الا
پس حضرت حق سے واصل ہوا ٭ ع ٭ حضوری گرہمی
خواہی از و غایب مشو حافظ ٭ اگرچاہے حضوری اوسکی
تب غایب نہو حافظ ٭ ۳ تمہید ٭ اعمال مین یعنے فقہی مسئلون
مین تابعداری اور پیروی کرنا چارون مذہب کی جو سارے
اہل اسلام مین رائج ہی سو بہتر اور خوب ہی یعنے
مستحب ہی ٭ ف ٭ ہرچند کسی مذہب کی مذاہب
اربعہ سے تقلید کرنا مستحب ہی مثل فاتحہ اور ایصال
ثواب کے مگر جب لوگون مین یون رواج پایا کہ تارک اسکا

لوگون کی نظرون مین مطعون معلوم ہونے لگا اور الزام
مالا یلزم کا ٹھہراتب اوسمین شیطان کا حصہ ٹھہرا اسیطرح
حال مذہب کا بھی ایسا ہی سمجھا چاہئے کیونکہ اس زمانہ مین
تارک اسکا نہایت مطعون ہوتا ہی اب اسکو فاتحہ
کی طرح ترک کرنا اچھا ہی اور اگر رواج کے معنے یہہ ٹھہرے
کہ جو چیز رائج ہو اسکو مضبوطی سے تھامنا چاہئے تو فاتحہ
والے فاتحہ کو ہرگز نچھوڑینگے کیونکہ اسمین بھی رواج کا لفظ
مصنف نے فرمایا ہی انتہی لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کا علم مجتہدون مین سے ایک شخص کے علم مین منحصر نہ
سمجھے بلکہ دوسرے مذہب سے بھی اگر علم خدا کے رسول
کا حاصل ہو تو اوسپر بے کھٹکے عمل کرے کیونکہ علم نبوی
تمام ملک مین پھیل گیا اور بموجب مقتضاے وقت کے
ہر کسیکو پہنچا اور بعد اوسکے کہ حدیث کی کتابین تصنیف
ہوئین جمعیت اوس علوم کی ظاہر ہوئی سو جس
مسئلہ مین کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ اپنی انکھہ سے دیکھے
یا کسی اوستاد یا محدث معتبر سے سنے تو اوس مسئلہ
مین کسی مجتہد کی پیروی نکرے * ف * یہہ اجازت

عام ہی کیونکہ مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہی
انتہی اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا جانے اور دل سے
اونکی محبت کرے اور اونکی تعظیم کو لازم جانے کیونکہ وہ
لوگ علم نبوی کے حامل ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی مصاحبت کا فایدہ ایکطرح کا حاصل کرکے وے لوگ
جناب رسالت مآب کے مقبول ہوئے ہین اور مقلد
لوگ تعظیم اور توقیر مجتہدون کی بخوبی جانتے بلکہ فرض
جانتے ہین اگاہی کے محتاج نہین * ف * اگر یاد کے معنے یہہ
تہرے کہ آپ نظر اور فکر سے دریافت کرے تو کوئی
انبر ھا فقہی مسئلہ پر کبھی سے سنکے عمل کرنے نہین سکیگا
کیونکہ اوسکو مفتی بہ اور غیر مفتی بہ کی تمیز نہین انتہی
* افادہ * امیرون اور بادشاہون اور اہل حکومت مین
سے جو شخص کہ اللہ تعالی کی توفیق سے سلوک کی راہ
مین قدم رکھے اوسکے لئے باوجود اہتمام سارے احکام شرعی
کے کہ سالکون پر لازم ہی عدالت اور انصاف کا اہتمام
بہت ضرور ہی کیونکہ اوسکے حق مین عدالت سب عبادت
سے بہتر ہی اور عدالت مین سلاطین گذشتہ کی آئین کی

رعایت نکرے بلکہ عدالت اور ملک گیری مین
خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی اور شیخین
یعنے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی چال اس مقدمہ مین
کافی ہی اور خلفاے راشدین اور بادشاہون کی آئین
مین یہہ فرق ہی کہ بادشاہ لوگ دنیا کی اصلاح کو مقدم کرتے
ہین اور اخرت کی کچھ پروا نہین رکھتے اور اوسکا کچھ اہتمام
نہین کرتے اور خلفاے راشدین باوجود کمال انتظام دنیا کے
دین کو ہرگز نہین چھوڑتے تھے اور دینکی اصلاح اور زیادتی
کو بہت مقدم جانتے تھے اور بادشاہ اور امیر لوگ ظاہری
شوکت اور حشمت مین مکان اور پوشاک اور سواری
مین اپنی عزت کا گمان کرتے ہین اور یہہ بات بے شبہہ غلط
ہی بلکہ جسقدر کہ دینداری مین مضبوطی کرینگے اللہ تعالی کی
عنایت سے اوسی قدر اونکی عزت اور شوکت بڑھنیکی
اور دشمنون پر انکا رعب زیادہ ہوگا ٭ افادہ ٭
ہر مسلمان کو دو چیز سے پرہیز کرنا لازم ہی ٭ پہلا کبر یعنے
تکبر کہ آدمی اپنے تین بہتر اور بلند تر جانے اور ہمیشہ بڑائی
اور بزرگی کے خیال مین رہے کیونکہ یہہ گندی خصلت آدمی کو

کفر تک پہنچا دیتی ہی اسی سبب سے دوسری بد خصلتون
سے تکبر زیادہ تر بدہی مشکوٰۃ شریف مین باب الغضب
اور کبر کی پہلی فصل مین عبد اللہ ابن مسعود رض سے
روایت ہی اوسنے کہا کہ * قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یدخل النار احد فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل
من کبر رواہ مسلم * فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہین آتا دوزخ
کی آگ مین ہمیشہ کیواسطے ایسا کوئی شخص کہ جسکے دل مین
رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہی اور نہین اتا ہی بہشت
مین سابقین کے ساتھہ جسکے دل مین رای کے دانہ کے
برابر تکبر ہی روایت کی اسکو مسلم نے * دوسرا *
افساد یعنے فساد برپا کرنا اور خرابی دالنا مسلمانونکی جماعت
مین سے کسی جماعت مین اور زمانہ اور مکان کے لحاظ سے
اس افساد کے بہت سے مرتبے ہین ایک تو گھر کے
لوگون مین فساد دالنا ہی دوسرے شہر کے لوگونمین
فساد کرنا تیسرے ایک ملک کے لوگون مین فساد
مچانا اور چوتھے کئی ملک کے لوگون مین فساد برپا کرنا ہی
اور اسیطرح سے ایک قرن یا دو قرن یا اس سے زیادہ

مین فساد دا لنا ہی اور سب سے زیادہ اور برا فساد
دا لنا وہ ہی کہ جسکا فساد مدت دراز تک باقی رہے
جسطرح سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت
کے باعث ایسون کا فساد یہانتاکہ اوس فساد کا اثر اس امت
مرحومہ کے تمام قرن مین باقی رہا اور یہہ پہلا فساد ہی کہ
اس امت مین ظاہر ہوا اور فساد کے بہت سے قسم
ہین کبھی فساد دا لنا قتل کرنے سے ہوتا ہی کبھی اہانت
کرنے سے اور کبھی عیب تلاشن کرنے سے اور کبھی
شہرت بد دینے سے اور اس فساد دا لنے مین بھی فرق
ہوتا ہی یعنے جسقدر بہتر شخص مین فساد دا لیگا
اوسقدر فساد برا ہوگا مثلاً ایک محلہ کا ایک رئیس ہی
کہ جسکے سبب سے لوگونکی دنیا اور آخرت کے معاملہ کا
انتظام ہی اوسکے قتل کرنے مین ایک مرتبہ کی برائی ہی
اور ایک بادشاہ عادل خوش تدبیر کہ جسکا قتل خلایق کے
کامونکی برہمی کا موجب ہو اوسکے قتل کرنے مین ایسا فساد
ہی کہ جسکی برائی پہلے فساد کی برائی سے ہزارون مرتبہ زیادہ
ہی اسیطرح سے کسی مسجد کے قیم کا قتل کرنا جسکے

سبب سے چند مسلمان لوگ نماز کیو اسطے مسجد مین جمع
ہوتے ہین اور ایک عالم باکمال جو مشکلون کا حل کرنیوالا
ہی اور مرجع خاص اور عام خلایق کا ہی گویا کہ اپنے زمانہ
مین مثل امام اعظم اور امام بخاری اور امام غزالی کے ہی
ایسے عالم کے قتل کرنے مین اسقدر برائی ہی جسکا حد اور
پایان نہین اور قتل کرنے اور مارنے پر قیاس کیا چاہئیے
اہانت اور عیب جوئی کو اور جس قدر زیادہ افساد ہو
گا ایمان کی برھمی اور خرابی زیادہ ہوگی اور افساد کے بہت
برے ہونیکا سبب یہہ ہی کہ افساد مین لوگون کی حق تلفی
ہوتی ہی اور بہتیرے گناہونکی تخم ریزی ہوتی ہی کہ اوسکی
برائی مدتون تک باقی رہتی ہی اور اسقدر وبال اس
مفسد فتنہ انگیز پر برستا ہی کہ غضب الہی مین گرفتار ہوکے
انجام بد اور برے خاتمہ کے ساتھہ دنیا سے جاتا ہی اور
مغفرت اور رحمت الہی سے ناامید ہوتا ہی * اور ظلم
سے پرہیز کرنا لازم ہی مشکوٰۃ مصابیح مین باب الظلم
کے پہلی فصل مین روایت ہی * قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم
اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ * ظلم کرنا سبب

اندھیر یونکا ہی قیامت کے دن یعنے ظالم کو اوسدن
ہر طرف سے تاریکی گھیریگی اور اوس نور سے جو مومنون
کو نصیب ہوگا جسکی خبر اس آیت مین ہی * نورھم یسعیٰ
بین ایدیھم وبایمانھم * دوڑتی جاتی ہین اونکی روشنی
آگے اون کے اور داہنے اون کے محروم رہینگے اور
حقیقت مین ظلم کی بنیاد کبر یا افساد ہی تو بس ظلم مین
ایک شاخ کبر کی ہوگی یا ایک شاخ افساد کی اور پورا
پرہیز کرنا کبر اور افساد سے نہوگا جب تک کہ ظلم سے
پرہیز اور اجتناب نکرے افساد کی برائی اس حدیث مین
ظاہر ہی * الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ
والصلوٰۃ قالوا بلیٰ قال اصلاح ذات البین وافساد
ذات البین ھی الحالقۃ * کیا تم لوگون کو ایسے کام کی خبر
دون جسکا درجہ افضل ہو نفل روزہ اور صدقہ اور نماز
کے درجہ سے کہا ابو درداء نے لوگون نے عرض کیا ہان
یارسول اللہ فرمایا لوگونکے حال کو نیک کر دینا اور اونکی عداوت
اور بغض اور لڑائی اور جھگڑے کو اُلفت اور محبت
اور صلح سے بدل دینا اور فساد کا مٹا دینا اون کے درمیان

مین سے اور لوگون کے درمیان فساد برپا کرنا جو ہی سو دین
ہلاک کرنے والا ہی دین کا اور جڑ سے کھو دنے والا ہی
ثواب کا * ۳ افادہ * مسلمان کو تنگی اور مصیبت کے
وقت اپنے دل کی تسکین اور توکل کے واسطے اور
اللہ تعالی کی نعمتین جو بے انتہی ہین اون کے پہچاننے کے
لئے اوس قادر بے مثال کی قدرت کی قدر کو جیسا چاہئے اپنے
دل مین نقش کرنا اور دل مین اوسکا یقین کرنا اور اذعان کرنا
اور مان لینا ضرور ہی کیونکہ اہمال اور ڈھیلائی اسی اذعان اور
اعتقاد کی ہی کہ ایک لوگون کو باوجود مشہور ہونے اونکے
اہل کتاب کو * وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ * کے داغ
سے داغدار کیا یعنے نہین قدر دانی کیا اللہ کی جیسی قدر چاہئے
اوسکی * وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ * کا عام یعنے جھنڈا مشرکون کی برائی کے
میدان مین بلند کیا ترجمہ یعنے نہین قدر دانی کی جیسی
چاہئے اللہ کی قدر دانی اور زمین ساری ایک مٹھی
اوسکی ہی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹا ہوا ہی داہنے

ہاتھہ مین اوسکے پاک ہی وہ اور برتر اوس چیز سے کہ شرک کرتے ہین
اب جانا چاہئے کہ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کی قدر کی معرفت
یعنے جس قدر اوسکی قدرت ہی اوسکا پہچانتا ایمان کا لازمہ
ہی سب مومن جانتا ہی کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہی لیکن یہہ
جاننا اوسکی عقل کو ہر وقت گھیرے نہین رہتا اور اوسکے
دل مین ہر دم سمایا نہین رہتا ہی اوسکی دلیل یہہ ہی کہ جس
وقت کوئی کام عجیب سنتا ہی اوسکو عقل سے دور معلوم
کرتا ہی اور اوسکا ہونا دشوار جانتا ہی ہان جب اسلام کے
عقاید کا خیال کرتا ہی تب ایسا انکار نہین کرتا کہ کفر مین داخل ہو
لیکن اوس بات کو استبعاد شدید یعنے اوسکو بہت دور معلوم
کرنا اوسکے خاطر سے نہین جاتا ہر چند اتنی معرفت بھی قدرت
کی ایمان کے واسطے کافی ہی لیکن جو معرفت کہ سالک
سے مطلوب ہی وہ ایسی معرفت ہی کہ اوس معرفت کے
مرتبہ سے نہایت بالا ہی یعنے وہ ایسی معرفت ہی کہ
اوسکے عقل کو گھیر لے اور اوسکے دل مین ہر دم سمائی
رہے اور جس وقت کہ کوئی کام اگرچہ وہ کام نہایت
تعجب کا اور نہایت نادر ہو یہان تک کہ اگرچہ کوئی

کہے کہ ادھا اسمان توٹ کر گر پڑا اور آدھا کھڑا ہی سنے تو
اس بات کو سنکے اوسکی قدرت کا لحاظ کرکے اوسوقت
اوسکا دل قبول کرے ہان دوسرے عقاید کے خیال
کرنے کے بعد کہ قیامت کے قبل اسمان کا توٹنا ہو نہین
سکتا اور قیامت کی شرطین فلانی فلانی ہین وہ سب ابتک
ظاہر نہین ہوئی ہین اس بات کو خلاف واقع جانیگا اسی
قسم کی بات کی تحقیق کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہی
سورہ ملایکہ مین پارہ سورہ * اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ
مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا * تحقیق اللہ تعالی تھام رہا ہی
اسمانون اور زمین کو کہ ٹل نجاوے اور اگر ٹل جاوین تو
کوئی تھام نہ سکے اونکو اوسکے سیوا اور ہی تحمل والا
بخشنا یعنے اللہ کی مغفرت اور حلم اسمان اور زمین کو گرنے
سے اور بیجا ہونے سے روکتی ہین اور نہین تو اوسکی
قدرت اور بدلالینی کی شان اس کام کو کرنے چاہتی ہی
اوسکی اس صفات مین کسی وجہہ سے خلل اور نقصان
نہین ہی اور اسی مضمون کے ذہن نشین کرنے کے لیئے

حدیث شریف مین شام کے وقت کی دعا مین فرمایا ہی ٭
اَعُوذُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ
اِلَّا بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَءَ وَبَرَءَ ٭ پناہ مانگتا ہون اللہ
سے جو تھام رہا ہی اسمان کو زمین پر گرنے سے مگر جب
چاہے اپنے حکم سے گرا دے بدی سے اوس چیز کے
کہ پیدا کیا اوسنے اور پیدا کر کے زمین پر بکھیرا یہہ حدیث
حصن حصین مین ہی تو معلوم ہوا کہ قدرت الہی کے معرفت کا
کمال یہہ ہی کہ جس کام کا واقع ہونا سنے اگرچہ ہونا اوسکا
دشوار اور مشکل اور نادر ہو اوسکو سنکے معلوم کرے
کہ یہہ ٹھیک اور واقع مین ہی اور اوسکے دل سے حضرت
حق کی قدرت کے لحاظ سے بی تامل یہہ دریافت اُٹھے
ہان واسطے تصدیق اسکام کے ہونے کے مخبرین کی سچی
خبرون کی تحقیق کرے اور بدون تحقیق کے اوسپر یقین
نکرے مگر یہہ یقین دل مین ہمیشہ رکھے کہ اس کام کا ہونا
سہل ہی اسیطرح سے اللہ تعالی کی ساری صفات
کاملہ پر یقین ہونے کو قیاس کرنا چاہئے ٭ ۴ افادہ ٭ دعوی
محبت اور الفت کا خدا ے عز و جل کے ساتھہ ہر کوئی

کرتا ہی لیکن حقیقت اوسکی کمیاب ہی بلکہ نایاب
محبت اور الفت کی حقیقت وہ ہی کہ باوجود کمال ایمان
اور عمل اور علم اور عقاید کے ہر باب مین اور باوجود
کمال اجتناب اور پرہیز کے ہر گناہ اور سیات سے اگر
اوسکو مصیبتین اور بلائین ایسی پہچین کہ جان مال جورو
بچے قوم قبیلہ آبرو عزت سبکی بربادی ہو اور برے مرضون
مین مبتلا ہو اور اسی بلیات مین جان دیکے آخرت کے
سخت عذاب مین گرفتار ہو تب بھی ذرہ بھر شکایت کا
حرف اوسکے دل مین خطور نکرے ہان جب برداشت
اُن مصیبتونکو کرنہ سکے تب بسبب اعتنا و عموم رحمت
اور مغفرت کے خداوند تعالی کے حضور مین التجا اور زاری
و آرزو اور بے قراری جتنا کہ کرے بہتر اور بجا ہی
لیکہ مقتضاے کمال ایمان کا ہی سو بہر صورت شکایت
کو بہ نسبت اوس ذات پاک کے وہم اور خیال مین جگہہ
نہ دے بلکہ اوسکو بالکل اپنے حال اور مال اور نقصان
استعداد ازلی کے طرف نسبت کرے اور اس آیۃ
کریمہ کو حسب حال اپنے سمجھے * وَمَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ

فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ٭ ترجمہ اور جو پہنچی تجھکو بھلائی سو اللہ کیطرف سے اور جو پہنچی تجھکو برائی سو تیرے نفس کے طرف سے اور جو بھیجتی ہی تمکو مصیبت سو بسبب اوسکے کہ کمایا ہاتھون نے تمہارے اور معاف کرتا ہی بہتیری چیزون سے اور یہی امر مقام صبر اور مقصب رضا بالقضا کے حصول کا باعث ہوتا ہی اور یقین کرے کہ مین سخت تر عذاب کا مستحق تھا اور جو کچھ مجھ پر پہنچا ہی موافق استحقاق ہمارے نہین ہی اور ہمارے قصور کے موافق عذاب مین جو مبتلا نکیا سو اوس غفور اور عفو کا درگذر کرنا اور معاف کرنا ہی اور یہی امر کہ عین بلاون اور مصیبتون کے وقت ہی بڑے درجے کے شکر کے صادر ہونیکا باعث ہوتا ہی حاصل کلام انسان کی حقیقت کچھ اوس قابل نہین ہی کہ جس صورت مین کرم الہی اوسپر متوجہہ ہو اس صورت مین اللہ کی قدردانی کے معنی کو تصور کرے اور جس صورت مین غضب الہی اوسپر متوجہہ ہو اوس صورت مین اوسکو ناقدردان

معلوم کرے کیونکہ انسان کو کچھ قدر نہین ہی کہ اوسکے سبب سے
اللہ تعالی کو قدر دان یا ناقدر دان اپنا خیال کرے * ۵ افادۃ *
اخلاق مندوبہ یعنے مستحب مین سے لطف اور رحمت
عامہ ہی حق تعالی کے بندون پر مشکوٰۃ مصابیح کے باب
شفقت اور رحمت علی الخلق کی دوسری فصل مین
عبد اللہ ابن عمر رض عنہ سے روایت ہی اوسنے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلعم نے * اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ
اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ
وَالتِّرْمِذِیُّ * جو رحمت کرتا ہی خلق پر رحمت کرتا ہی
اون پر رحمن رحمت کرو اوس شخص پر کہ زمین مین ہی
آدمیون مین سے یگ ہون یا بد رحم کرنا بدون پر اسطور
سے ہوتا ہی کہ اونکو بدی سے باز رکھے تاکہ رحمت کرے
تم پر وہ شخص کہ اسمان پر ہی یعنے اوسکی حکومت
اور غلبہ تو سب جگہہ ہی مگر آدمی کی سمجھنے کے واسطے
اسمان کا ذکر خاص کرکے فرمایا اوسکی کمال وسعت اور
بلندی کے سبب سے روایت ہی ابوداؤد اور ترمذی
سے اور معنی رحمت کے یہہ نہین کہ ہر کسی کو راضی اور

شاکر کرے بلکہ رحمت کی حقیقت یہہ ہی کہ جو کچھ فی الواقع
خالق اللہ کے حق مین بھلا ہو اونکے واسطے اوس بات کے
حاصل ہونیکو دل سے چاہے اور اوس مین کوشش کرے اگرچہ
اونکی ناقص عقل مین اونکا نقصان معلوم ہو اور یہہ سعی
سارے خالق اللہ کے حق مین ظاہرا نہین ہوسکتی اسواسطے
ہدایت اور نیک کام کی توفیق اور اللہ کی رضامندی کی راہ
پانے کیواسطے ساری خلایق کے حق مین خواہ کافر ہو خواہ مسلمان
اللہ تعالی کی جناب مین بری التجا کے ساتھہ دعا کرتا رہے
کیونکہ دعا سے رحمت کا دروازہ کھلتا ہی اور جو حدیث
تیسری فصل مین باب مذکور کے انس اور ابن مسعود
رضی عنہما سے روایت ہی دونو نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلعم نے * اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ
اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ * خلق عیال ہین اللہ کی یعنی مخلوقات حکم عیال کا
رکھتے ہین کہ نفقہ اور خوراک اور پوشاک اونکی اللہ کے
ذمہ پر ہی سو بڑا پیارا اللہ کے نزدیک وہ شخص ہی کہ
بھلائی کرے اوسکے عیال کے ساتھہ اس حدیث کے موافق
خالق کو اللہ تعالی کا عیال سمجھکے اونپر رحم کرنے کو موجب

خوشنودی کا اوس سبحانہ تعالی کے معلوم کرے اور
ساری مخلوقات سے امت محمدیہ کو * عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ
خلق اور تعظیم اور رحمت مین خاص کرے اور اپنے کو اور
انکو خواجہ تاشی جانے کہ ایک آقا کے نوکر بلکہ ایک مالک
کے ہم دونو بندے ہین اور ہر کسی کے ساتھہ خلق زبانی سے
پیش آوے اور اگر مقدور پاوے تو ہر طرح سے سلوک
اور خدمت کرے اور اگر سکے تو جس وضع سے ہو مال
سے دلجوئی اور خاطرداری کرے اور خوراک اور
پوشاک مین مدد کرنے سے دریغ نکرے اور نے
مقدوری مین تھوڑی چیز دینے سے بھی باک نرکھے
اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا ہو اور سارے ادمی کو
اخلاق مین برابر نکرے بلکہ جو لوگ فضیلت والے ہین اور
جن مین زیادہ بزرگی اور خوبی اور تقوی ہی اونکی مراتب
کا نگاہ رکھنا ضرور ہی جو شخص کہ دینی اوصاف مین سے
ایک وصف رکھتا ہو اوسکا موافق اوس وصف کے
تعظیم اور اکرام اور سلوک اور خاطرداری مین ترجیح دے
اور اخلاق کی تفصیل اور درجہ اور مراتب کا تفاوت

سنت اور آثار سے یعنے حضرت اور صحابہ کے قول اور
فعل اور تقریر سے معلوم کرے اور جو شخص کہ اہل
دنیا مین سے اپنی دنیا کے سبب سے تکبر کرے اور اپنی
جاہ اور حشم پر مغرور ہوا وسکے ساتھہ اخلاق ظاہری نچاہیئے
بلکہ اوس سے بے پروا رہے اور اوسکی طرف التفات
نکرے لیکن اوسکے حق مین غایبانہ دعا کرنے سے اور اوسکی
خیرخواہی سے جیسا کہ لکھا گیا قصور نکرے صالح ہو یا فاسق
* فایدہ * جو وقت کہ انسان کو فضایل یعنے اچھی چال
اور سیرت پسندیدہ حاصل ہو اور رذایل یعنے بری
چال اور ناپسندیدہ خصلت سے خالی ہو اور صوم اور
صلواۃ اور ساری عبادات کی آراستگی حاصل ہو
تب چاہیئے کہ اوس کو محض عنایات ربانی اور توفیقات
یزدانی سے جانے اور اپنی کوشش اور اپنے علم اور عمل
کے کمال پر ہرگز نازان نہو کیونکہ خوب ظاہر ہی کہ اوسی کے جنس
کے اور اوسی طرح کے عقلمند لوگ موجود ہین کہ فضایل
اور رذایل سے غافل ہین اور بہت سے خبردار لوگ
ہین کہ انکو فضایل اور رذایل کی حقیقتونکی کامل تمیز ہی اور

اوسکے اسباب اور علامات اور منافع اور نقصان سے خوب واقف ہین باوجود اسکے رزایل سے خالی نہین ہونے سکتے اور فضایل کے حاصل کرنے سے نرے معطل اور مبرا رہتے ہین تو بس ہر صبح اور شام بلکہ ہر ساعت اور ہر گھڑی حصن حصین مین جو یہہ حدیث ہی * اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا اَللّٰہُ * جو کچھ حاصل ہوئی مجھکو کوئی نعمت یا تیرے خلق مین سے کسیکو سو تجھسے ہی تو اکیلا ہی تیرا کوئی شریک نہین اس حدیث کے مضمون کا اقرار کیا کرے اور اپنے تئین نرا عاجز اور محض ناچیز جانے اور اللہ کی مکر اور داؤ سے کبھی نڈر نہو اوسکے غضب سے ڈرتا رہے اور اوسکی مغفرت کی امید زیادہ رکھے *

دوسری ہدایت تفصیل کے ساتھہ اخلاق رذیلہ کے

علاجون کے بیان مین *

اور اسمین ایک تمہید اور اگارہ افادہ ہی * تمہید * بری خصلتون مین سے بہت بری خصلت دسون رذایل مذکورہ مین سو حق کے طالب کو لازم ہی کہ تزکیہ کے امر مین یعنی

اپنے نفس کے پاک کرنیکے مقدمہ مین ساری بری چالون مین اون
رزایل مذکورہ کو خاص کر کے ترک کرے یہان تک کہ کبھی
وقت مین اون دسون مین سے ایک کا خیال بھی اوسکے دل مین
آئے پاوے اور دل مین اوسکی خواہش نگذرے اور
اون رذایل مین سے ہر ایک کو موجب بغض اور غضب
اور قہر حضرت حق کا اور قبولیت اور رضا کی بارگاہ سے
نہایت دوری کا باعث جانکے تہہ دل سے اوسکا دشمن ہو جاوے
اور اپنے محبوب کے وصل سے اوسکو نرا منع کرنے والا
اور عمدہ آر معلوم کرے اور مامورات یعنی حکمون کو
بجالانے اور منہیات سے پرہیز کرنیکے اہتمام مین اسقدر
تصمیم کرے کہ اونا مامورات مثل دور کرنے ایک کانٹے
کے مسلمانون کی راہ سے اور اسیطرح سے ادنی منہیات
مثل تھوک دالنے کے مسجد مین اوسکی نظر اعتبار سے ساقط
نہووے اور اس قسم کے کامون کے ہونے سے بے
پروائی نکرے کیونکہ اسیطرح کی پوری پوری محبت اور
اہتمام کامل موجب قبولیت کی ہوتی ہی اور سہل
کام مشکل کام سے بہتر اور مقبول تر اوس بارگاہ مین ہوتا

ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ ایک شخص اسی
نیک عمل کے سبب سے کہ ایک شاخ خار دار کو مسلمانونکی
راہ سے دور کیا تھا بہشتی ہوا اور اگر شاید کسی وقت
تعین مامورات یا منہیات کے اہتمام مین سے اوسکے دلمین
سستی اور غفلت کا خیال آوے تو نفس کو اوس سستی
پر ایک سزا معین اوسکے مناسب کرے کیونکہ ہر نفس اپنا
ارام اور راحت چاہتا ہی جب کہ بخلاف مین
مامورات اور منہیات کے تکلیف اور ذلت پاویگا اور
یقین جانیگا کہ ہمیشہ عبادتون کے بجالانے اور احکام شرعی
پر قایم رہنے اور نواہے سے دور رہنے کے بغیر رہائی
مشکل ہی تب خود بخود امور شرعی سے انحراف اور
گردن کشی اوسمین باقی نرہیگی کیونکہ ہر نفس کو تکلیف اور
ذلت سے اپنا بچاو منظور ہی جب کہ بچاو اپنا امر الہی کے
بجالاوری مین منحصر سمجھا البتہ اوسکے مخالف راہ نچاہیگا اور
تعین سزا کا نمونہ یہہ ہی کہ نماز سے کسالت اور سستی
اور اسکت کرنیکے مقابلہ مین کہ وہ سستی بہت کھانے
اور پینے سے پیدا ہوئی ہی روزہ رکھے اور اگر بیمار

اشنا کی صحبت اور وصل لگی کی باتون سے
نماز مین سستی ہوئی ہی تو خلوت اختیار کرے اور اونکی
صحبت کو ترک کرے اور اس قسم کی باتون سے
سکوت اور چپکی اختیار کرے اور دسون رذایل اس رباعی
مین مندرج ہین * رباعی * خواہی کہ شود دل تو چون آینہ *
وہ چیز برون کن ز درون سینہ * حرص وطمع و بخل وحرام
وغیبت * کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ * دس چیز جو باہر
تو کرے سینہ کا * بیشک ہو تیرا صاف دل آینہ سا *
حرص وطمع و بخل وحرام وغیبت * کذب و حسد و کبر ہی
اور کینہ ریا * افادہ * علاج حرص کی یہہ ہی کہ باوجودیکہ
ایک چیز بقدر کفایت کے موجود ہوتی ہی مگر آدمی اوسپر
کچھ زیادہ ملنے کی خواہش کرتا ہی اسیکو حرص کہتے ہین تو
اگر جس مقدار زیادتی کہ نفس طلب کرتا ہی وہ مقدار
موجود چیز کے مقدار سے کم ہو تو نفس کے طلب کے مقدار
اوس موجود چیز مین سے تصدق کرے اور جو بچے اوس پر
قناعت کرے مثلا ایک سیر موجود ہی اور نفس بسبب
حرص کے اوسے سیر اور مانگتا ہی تو ایک سیر جو موجود ہی

حدیث شریف سیر خیرات کرکے اوسمیں سے
قناعت کرے وعلی ہذا القیاس اور نفس سے کہے کہ اگر قدر موجود
پر قناعت نکریگا تو اسی طور سے ہم تیرے خلاف کیا کرینگے
اسی طور سے لباس اور مکان مین اور جس چیز مین کہ حرص
معلوم کرے کرتا رہی اور اگر نفس موجود چیز کے برابر یا
اوسکے دونے کے برابر سے زیادہ ہونیکی خواہش کرے
تو قدر موجود مین سے اوسمیں خیرات کرے اور کلام مذکور
کے ساتھہ نفس کو ملامت کرے اور اگر پھر بھی حرص باقی
رہے اور نفس قدر موجود پر قناعت نکرے تو پھر بھی
موجود مین سے اوسمیں تصدق کرے اور اوسیطرح سے
نفس کو ملامت کرے پھر اگر وہ رذیلہ اوسکے نفس سے
بالکل دور نہو تو پھر قدر موجود مین سے اوسمیں تصدق کرے اور
اوسیطرح ملامت کرے اخر کو یا تو نفس مقدر موجود پر قناعت
کریگا اور حرص سے پاک ہوگا یا تو اوسکی مرغوب چیز
بالکل اوسکے ہاتھہ سے جاتی رہیگی اسیطور سے عمل
کرتا رہی تاکہ حرص کی جڑ اوسکے دل سے کھد جاے
* ۲ افادہ * علاج طمع کی یہہ ہی کہ جسوقت کسی چیز کی

طمع اوسکے دل مین گذرے تو کچھ اوسے یا اوسکے مانند
بکار امد اور نفع لی کوئی چیز سے جو اوسکے پاس موجود ہو اللہ کی
راہ مین خرچ کرے مثلا اگر عمدے پوشاک کی طمع اوسکے
دل مین دامنگیر ہو تو اوس پوشاک مین سے کہ تجملی کے
واسطے موجود رکھتا ہی اوسکو خرچ کرے اور اگر طمع
عام کا خیال اوسکے دل مین اوے یعنے کوئی چیز معین نہین بلکہ
ہر چیز دنکی طمع اوسکے دل مین راہ پاوے تو جو کچھ اوسکے پاس
موجود ہو اوسکو اہستہ اہستہ خرچ کردالے یعنے جسوقت
کسی چیز کی طمع دل مین گذرے اوسوقت اپنی موجود چیز مین
سے کچھ خرچ کردالے اور اسیطرح سے اس رزیلہ کی
تدبیر کرتا رہی یہان تک کہ طمع سے نفس پاک ہو جاوے
یا سب چیزین مرغوب اوسکے ہاتھہ سے نکل جاوین لیکن
اسطور پر مال خرچ نکرے کہ نا شروع کام کا کر نالازم اوسے
مثلا جو اباس کہ ستر کو ڈھانکتا ہی یا سردی اور گرمی سے
بچاتا ہی اوسکو دے ڈالے یا ساری پونجی اپنی قوت
لی برباد دیکے اسقدر محتاج نہو جاوے کہ نوبت بھیکھہ مانگنے کی
پہنچے اس طور پر خرچ کرنا ہرگز روا نہین ہی کیونکہ اس وضع سے

طمع کی علاج کرنے مین صریح نامشروع کام کرنا لازم آتا ہی
اور نامشروع کام سے پرہیز کرنا واجب ہی سو اس طور
سے ہرگز خرچ نکرے مگر جو شخص کہ ایسا ہمت کا دہنی ہو کہ
باوجود خرچنے اپنی ساری پونجی قوت معاش کے لاچار ہو کر
سوال نکرے اور شرع شریف کے حکم پر تھیک اور
مضبوط رہے اوسکو اپنے تمام سرمایہ کا خرچنا روا ہی اور
اوسکی بلند ہمتی کے لایق ہی * ۱۳ * علاج اوس بخل کا
جو دل کی تہہ مین پوشیدہ ہو اگرچہ اوسکے اثار ظاہر مین دریافت
نہون یہہ ہی کہ جود اور سخاوت کے برے مرتبے کو ہرحال مین
اپنے اوپر لازم کرے اور ہمیشہ اون جواد دن کے وتیرہ
پر جو سخاوت پسند اور اپنی جان پر غیر کو اختیار کرنیوالے ہین
چلا کرے تاکہ بخل کا وسوسہ اوسکے دل مین کبھی وقت آنے
نپادے * فایدہ * طمع اور بخل کی علاج مین یہہ فرق ہی کہ
طمع کے دفع ہونیکے واسطے جو کچھ کہ حاجت ضروریہ کے سوا
موجود ہو اوسکو اللہ کی راہ مین خرچ کرے اور بخل کے
دفع ہونیکے واسطے جس چیز پر خیال گذرے چاہئے کہ اوسکو
اللہ کی راہ مین خرچے اگر بخیل اپنے سارے اسباب کو خرچ

کر کے فقیر بے مایہ ہو جاوے تب بھی رذیلہ بخل کا اوس سے دفع نہوگا بلکہ بخالت کے دفع ہونیکی راہ یہہ ہی کہ جسوقت کپڑے کا دینا دشوار معلوم ہو کپڑا دے اور اگر کھانیکا دینا بھاری معلوم ہو اور اوس کھانے کے دینے سے نفس ارے اوسی کھانیکو فقیر کے حوالہ کرے اسطرح سے اپنے ملک کی ساری چیزون مین سے خرچے یہانتک کہ جب وہ چیزین اوسکی ملک کی تمام ہونے کے قریب پہنچین اوسوقت مال خرچنے سے اپنا ہاتھہ روکے اور کسب حلال کر کے دوسرا مال پیدا کرے پھر اوس حال کے کمائے ہوئے مال کو اوسی وضع سے خرچے اور اسی طرح اوس رذیلہ کے دفع ہونیکی تدبیر کرتا رہے تاکہ اوس سے نفس پاک ہو جاوے جب اوس وضع سے دن رات نفس کا مقابلہ کریگا امید ہی کہ رذیلہ بخل بفضلہ تعالی دفع ہو جاویگا ❁ افادہ ❁ علاج حرام کی یہہ ہی کہ جسوقت نفس حرام کی خواہش کرے تو جو حلال کہ اوس حرام کے جنس کا ہو اوسکو بھی اپنی خواہش نفسانی مین نہ لگاوے بلکہ اوس حلال کو جان کی محافظت کیواسطے یا عبادت اور احکام شرعیہ کے ادا کرنے کے واسطے

یا کسی حق والے کے حق ادا کرنے کے واسطے عمل مین لاوے مثلاً
نفس چاہے کہ غیر کا کھانا غصب یا چوری سے لیکے کھانا چاہیئے
تو حلال کھانا بھی اوسکی خواہش کے وقت نہ دیوے اور
جو وقت نفس چاہے کہ اس وقت کھانا کھاکے آرام
کرنا چاہیئے اوس وقت کھانا نکھاوے بلکہ جو وقت کہ
وقت بدلنے کے سبب کھانیکی خواہش اور بھوکھ
دب جاوے تب اس نیت سے کہ کمزوری اور ناتوانی
کے سبب سے حق والون کا حق ادا نہو سکیگا اور مشکل
عبادت مثل جہاد کے یا سہل عبادت مثل نماز اور غیرہ
کے نہو سکے گی تب اوس وقت بقدر حاجت کے کھاوے
اسی طرح سے کھانیکی جنس مین کرے مثلاً نفس چاہے
کہ فلانے قسم کا کھانا کھاوین تو دوسری قسم کا کھانا
حاجت دفع کرنے کے لئے کھالیوے اور علی ہذا القیاس
کھانیکے سوا دوسری قسم کے حرام کی خواہش کیوقت
بھی جیساکہ مذکور ہوا عمل مین لاوے مثلاً اگر نفس خواہش
زنا کی کرے تو حلال جماع سے بھی موافق ارادے نفس کے
پرہیز کرے اور وقت اور حالت کو بدل کے زوجہ کے

حق ادا کرنے کے واسطے بیعت کرے ۞ فایدہ ۞
حدیث شریف مین موجود ہی کہ کسی اجنبی عورت کو دیکھہ
کے جب اوس کی طرف طبیعت خواہش کرے تب
اپنی حلال عورت سے حاجت دفع کرے جیساکہ مشکوٰۃ
مین ہی کہ ۞ ان المرءۃ تقبل فی صورۃ شیطان وتدبر فی
صورۃ شیطان اذا احدکم اعجبتہ المرءۃ فوقعت فی قلبہ
فلیعمد علی امرءتہ فلیواقعہا فان ذلک یرد ما فی نفسہ ۞
یعنے بیشک عورت آگے آتی ہی شیطان کی صورت
مین اور پیٹھہ پھیر کر جاتی ہی شیطان کی صورت مین
جس وقت تم مین سے کسیکو لوبھالے کوئی عورت اور
گر جاے دل مین اوسکے تو چاہئے کہ قصد کرے اپنی عورت
کے طرف اور جماع کرے اوس سے پھر بیشک یہہ جماع
گرنا دور کریگا اوس چیز کو جو اوسکے دل مین ہی یعنے اوسکے دل کی
خواہش کو اوس عورت کی طرف سے دور کریگا اور دوسری
حدیث مین ایا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
عورت کو دیکھا اور وہ عورت آنجناب کو خوش معلوم
ہوئی آن جناب حضرت سودہ کے پاس تشریف لاے

اور سے خوشبو بناتی تھین اور انکے پاس دوسری
عورتین تھین تب وہ سب وہان سے تل گئین تاکہ مکان خالی
ہوجاوے تب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت
رفع کیا بعد اوسکے فرمایا کہ * ایما رجل دعی امرأۃ لحاجتہ فلیقم
الی اھلہ فان معھا مثل الذی معھا * یعنے جو مرد کہ دیکھے
کسی عورت کو کہ لوبھالے اوسکو تو چاہئے کہ اوٹھے اپنی
بی بی کے طرف یعنے اوسکے پاس جاوے پھر بیشک
اوس کے پاس ہی مثل اوس چیز کے جو اوس غیر عورت
کے پاس ہی یعنے حاجت روائی مین دونو برابر ہین یہہ
حدیث قولی اور فعلی عالج نفس کے بیان مذکور کے مخالف نہین
ہی کیونکہ حدیث شریف پرہیزگار پاک کے حال کا بیان ہی اور
نفس کے غالج کا بیان بدکار حرام مین گرفتار کیواسطے ہی
کہ اوسکا نفس حرام کاری سے ہرگز باز نہین آتا سو اوس کی
دوا نہین ہی مگر یہی کہ اپنے نفس کی خواہش کو اُلٹا کرے
فرمایا اللہ صاحب نے سورہ والنازعات مین * واما من خاف
مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی *
اور لیکن جو ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑا ہونے سے

اور رد کا اوسنے جی کو چاوسے سو بہشت ہی اوسکا
بھکانا اور اس مقام مین بھید یہہ ہی کہ جماع کی خواہش
دو قسم ہی قسم اول انہماک یعنے غرق رہنا نفس کا ہی
جماع کی لذت مین اور حرام کی طرف مایل رہنا اور حرام
سے باز نرہنا اور حلال سے مونہہ موڑنا اسی قسم اول کی
نشانی ہی خصوصا جو قت کہ لذت نفسانی اور
شیطانی حلال مین کمتر ہو اور حرام مین زیادہ مثلا ایک
شخص کی منکوحہ حسینہ خوش تراش اور خوش لباس ہو اور
دوسری عورت ایسی نہو بلکہ کندہ ناتراش ہو لیکن جماع
کے وقت ادائین اور صدائین شہوت انگیز اس ڈھب سے
کرتی ہی کہ بے چپائی کی داد دیتی ہی تو وہ ناہنجار نفس
اور شیطان کے دام کا گرفتار اس کندہ ناتراش کے طرف
مایل زیادہ رہیگا اور یہہ نہین ہی مگر جماع کی لذت مین
ڈوبنے کے سبب سے اور بھی آثار سے اوسکے ہی
شہوت انگیزی مین تکلف کرنا باوجود ناتوانی اور قلت
منی کے اور ایسے ہی شخص کے حال مین شیخ سعدی علیہ
الرحمت فرماتے ہین * بیت * بہ بے رغبتی شہوت انگیختن

برغبت ہو وہ خون خود ریختن * بے رغبتی سے یا رد شہوت
کا اوٹھانا * بیشک ہو خون اپنا رغبت سے بہانا * قسم
دوم * وہ جماع ہی کہ انسان کی طبیعت بسبب پر ہونے
باسن منی کے جماع کیطرف مایل ہوتی ہی اور اس
خواہش مین کسی عورت کی خصوصیت کہ فلانی ہی
عورت ہو یا جماع کے طریق کی خصوصیت کہ حلال ہی طریق
سے ہو یا حرام ہی طریق سے ہو دخل نہین رکھتا ہی بیان
اوسکا یہہ ہی کہ جیسا کہ بہانے مین پیشاب پر ہونے کے
وقت انسان کی طبیعت مین ایک بے آرامی اور بے
چینی پیدا ہوتی ہی اور اوسی بے چینی کے سبب سے
گھبرا کر اپنی حاجت دفع کرنیکے واسطے ایک جگہہ تلاش
کرتا ہی اور جب کوئی جگہہ مناسب پاتا ہی اور اوس
مقام مین پیشاب کرنے سے کوئی روک شرعی یا عقلی
نہین رہتی ہی تب اوس شخص کی طبیعت اوس مقام
کے طرف متوجہ ہوتی ہی اور جب تک کہ اوس حاجت
سے فراغت نہین کرتا تب تلک اوسکا خیال اوسی مکان
مین لگا رہتا ہی اور اگر اوس مکان مین پیشاب کرنے سے

کوئی مانع شرعی اور عقلی ہوتا ہی مثلاً وہان پیشاب
کرنے سے مالک ناخوش ہوتا ہی یا مانند اوسکے دوسرا مانع
ہوتا ہی مثلاً بے پردگی ہوتی ہی تو اوس صورت مین
اوس مکان مین اوسکا خیال لگا نرہیگا لیکن برے زور کا پیشاب
لگنے کے سبب سے جو بے ارامی پیدا ہوئی تھی سو اپنے
زور پر رہیگی یہان تک کہ پیشاب کرے تو اوس شخص
کی طبیعت کے متوجہ ہونے مین اوس مکان کی خصوصیت
کہ وہی مکان ہو یا اوس مکان کے ہاتھ لگنے کی خصوصیت کہ
غصب یا بیع یا ہبہ ہی سے حاصل ہو دخل نہین رکھتی اسی
طرح جس وقت منی کا باسن بھر جاتا ہی اوس وقت
انسان کی طبیعت مین جماع کی آرزو اور شوق کا جوش
ظاہر ہوتا ہی پھر جس وقت کہ کسی ایسی عورت
کو جو اوسکی حاجب روائی کے لایق ہوتی ہی دیکھتا ہی
تب وہ جوش اور شوق دوبالا ہوتا ہی اور جب تک
کہ وہ حاجت روا نہین ہوتی ہی تب تلک اوسکا خیال
اپنی حاجت روائی کی فکر مین لگا رہتا ہی سو اس خواہش
مین اس کی خصوصیت کا اور نہ ہونے کے ملنے کی طریق کی

خصوصیت کا کہ نکاح سے ملے یا زنا سے دخل نہین رکھتا ہی
بلکہ پرہیزگار آدمی اوس عورت سے اور حرام کام سے بالکل
کنارہ کش ہوتا ہی لیکن اوس عورت کے دیکھنے کے
سبب سے جو جماع کا اشتیاق پیدا ہوا سو دل مین رہتا
ہی یہان تک کہ عورت حلال سے اپنی حاجت رفع
کرے پس دونون حدیث شریف مین اسی دوسرے
قسم کے علاج کا بیان ہی چنانچہ دونون حدیث کے لفظ
سے صاف ظاہر ہوتا ہی پہلی حدیث مین فرمایا * فَاِنَّ ذٰلِكَ
يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ * سو بیشک یہہ صحبت کرنا دور کردیگا
اوس چیز کو جو اوسکے دل مین ہی اور دوسری حدیث
مین ایا ہی * فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِيْ مَعَهَا * پھر بیشک
اوسکے پاس ہی مثل اوس چیز کے جو اوس بیگانی عورت
کے پاس ہی اس مقام مین مماثلت سے یعنی ایک کی
مثل دوسری چیز کو فرمانے سے یہی مقصد ہی کہ حاجت روائی
کے معاملہ مین دونو برابر ہین اور دوسری باتون مین
برابر نہین ہین مثل صورت اور شکل اور رچال اور
سیرت کے اور اسی بیان سے معلوم ہوا کہ جناب امام المعصومین

کو اجنبی عورت کی خواہش کا خیال بھی دل مبارک
مین نگذرتا تھا بلکہ اپنی بی بی سے حاجت روائی کی خواہش
جو نفس کے اندر پوشیدہ تھی سو ظاہر ہوگئی تھی * ف *
جسطرح سے ایک شخص اہل مقدور کے گھر کھانا
طیار ہی اوسکے بھوکھ کا وقت بھی آپہونچا پھر اوسوقت
کسی کے دسترخان پر کھانا آیا تو اوسکو دیکھکر البتہ
اوس شخص کو اپنا کھانا یاد پریگا اور کھانیکی خواہش
جاگ اوٹھیگی اگرچہ اوس اہل مقدور کو دوسرے
کے کھانیکا مطلق خیال نہوگا مگر جب تک کہ کھانا نکھاوے
گا تب تک اوسکے دل مین کھانے کا خیال رہیگا اور اوس
خیال کا آنا خلاف تقوی نہین ہی انتہی اور جماع کے
پہلے قسم کی خواہش سے نفس کی مخالفت کرنا
جو آیہ کریمہ کے مضمون سے سمجھا جاتا ہی اور نفس کی
مخالفت مین ریاضت اور مشقت کرنا اہل شرع
اور عقل والے دونو کے نزدیک ثابت اور پسندہی
* شعر * وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ عَلٰى * حُبِّ
الرَّضَاعِ اِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمُ * اور نفس مانند چھوٹے بچے کے

ہی اگر مہلت دیوے اور دودھ نہ چھڑاوے تو
جوان ہو جاوے دودھ کی جات پر * ف * یعنے جوان
ہو جاوے پر دودھ کی جات نجاوے اور اگر پاوے تو
پیاکرے انتہی اور اگر اوسکو دودھ سے روکے اور
اوسکا دودھ چھڑاوے تو دودھ چھوڑدے * خلاصہ
کلام کا یہہ ہی کہ حدیث شریف نفس کے حق کے ادا
کرنیکے بیان مین ہی اور معالجہ مذکور نفس کے پاک کرنے
کیواسطے ہی لذتون اور خواہشون کی تابعداری سے
* افادہ * علاج غیبت کی یہہ ہی کہ اگر غیبت کا صرف
خیال دل مین گذرے تو چاہیئے کہ اللہ کے سوا اسکا علاقہ
دل سے نکال کے جسطرح اپنی بہتری چاہتا ہی اوسیطرح
اپنے دل کی ساری ہمت سے جس شخص کی غیبت
کا خیال دل مین گذرا تھا اوسکی بہتری اور خوبی کے واسطے
بڑی التجا کے ساتھہ دعا کرے اور دعا بھی اس طور سے
کرے کہ جیسے اپنی سخت ضرورت کے واسطے کرتا ہی
اور اگر نفس اسکام مین سستی کرے تو نفس کو ملامت
کرکے اور اوسکے پیچھے پڑکے خواہ نخواہ یہہ دعا کرے

اور نفس کو اس دعا کرنے مین ہرگز سستی کرنے نہ دے
بلکہ ایک روز یا دو روز یا تین روز نفس کے پیچھے پڑا رہے
اور لگا رہے اور اگر غیبت ظاہر ہو پڑے تو اوس شخص
سے کہے کہ مین نے تیری غیبت کی ہی معاف کر اس ظاہر
کرنیکا فایدہ یہہ ہی کہ نفس اپنے عیب کرنے سے بھاگتا ہی
اور اپنے عیب کا ہرگز اقرار نہین کرتا سو عیب کے ظاہر
کرنے مین نفس کو کمال شکستگی ہو گی اور اکیلے مکان مین
کہنے کا یہہ فایدہ ہی کہ اللہ تعالی کی نافرمانی کے کام کا ظاہر کرنا
شرع مین منع ہی اور خلاف شرع کام کرنا برا ہی اور
اوسکا فاش کرنا زیادہ تر برا ہی اسواسطے تنہائی مین
کہے اور اوسکو بھی اسبات کے ظاہر کرنے سے منع کرے

٦ افادہ ٦ علاج جھوٹھ کی یہہ ہی کہ اگر جھوٹھ صرف زبان
کی لذت کیواسطے بولتا ہی کہ یکے نفع اور نقصان کا اوسمین
دخل نہین تو اوس جھوٹھ کی دو اچپکی اور خاموشی
ہی مجلسون مین بات چیت کرنے سے پرہیز کرے یہان تک
کہ گفتگو کی لذت دل سے اوسکے دور ہو جاوے لیکن
مجالس مین بیٹھنے سے احتراز نکرے بلکہ مجلسون مین بیٹھا

کرے اور سکوت اور چپکی اختیار کرے کیونکہ یہہ بات
نفس پر نہایت بھاری ہی * اور اگر جھوتھہ لوگون کے
درمیان فساد برپا کرنے اور دو شخص کے درمیان مین
فتنہ انگیزی کے واسطے ہی تو اس جھوتھہ کی علاج غیبت
کے علاج کے طور پر ہی دونو کو جمع کر کے خلوت مین
دونون کو اگاہ کردے کہ میرے نفس نے مجھکو بہکایا
تھا کہ تم دونون کے درمیان فساد اور خرابی ڈالون
اور دونون سے اپنی تقصیر معاف کرواے
اور دونون کو اپنی طرف سے راضی اور خوش کرے
اور ہمیشہ اصلاح اور ملاپ مین دونو کے کوشش کرے
اور جس کام کے سبب سے اون دونون کے درمیان
مین زیادہ ملاپ اور محبت ہو اوسمین بڑی کوشش کرتا
رہی اور اگر دو شخص سے زیادہ ہون تو اون سب
کو جمع کرے اور بطور سابق کے غیبتون سے احتراز کرنا
اور اظہار سے اوسکے منع کرنا لازم سمجھے اور دونون
صورت مین یعنی غیبت اور جھوتھہ مین معافی مانگ لینے
سے پہلے حضرت حق تعالی کے حضور مین توبہ نصوح بجالاوے

کیونکہ اوس سبحانہ کا حق سارے حق سے برا ہی اور سارے
حقوق کی جڑ ہی تب بعد اوسکے ان حق والون سے معاف
کروا وے * ۷ افادہ * علاج حسد کی وہ ہی کہ اگر حسد
دل مین ہی تو صرف محسود کی کمالات کے زیادہ ہونیکی
دعا مین اور اوسکی عزت اور جاہ کی دعا مین خصوصا جس
چیز مین حسد کیا ہی اوسکی زیادتی کی دعا مین کوشش کرے
اور جس طور سے کہ غیبت مین لکھ چکے ہین اوسیطور
سے التجا کے ساتھہ دعا کرے اور ظاہر مین بھی اپنے مقدور
کے موافق ہاتھہ اور زبان سے بڑی کوشش کے ساتھہ
محسود کی ترقی مین سعی کرے * ف * حسد کہتے ہین ہوسنے کو
اور محسود اوسکو بولتے ہین جسکے ساتھہ حسد کرتے ہین
انتہی تاکہ نفس کے ساتھہ مقابلہ اور مخالفت کرنیکے سبب
سے حسد کا وسوسہ اوسکے دل سے نیست اور نابود
ہوجاوے اور کسی وقت وہ وسوسہ ناوے اور اوس
محسود کو فایدہ حاصل ہو اور اگر حسد کے آثار مین سے
کوئی اثر ظاہر ہوا ہی مثلا محسود کا جو کمال کہ حسد کا باعث ہوا
ہی اوس کمال مین محسود کی بے لیاقتی اسکی زبان سے

نکلی ہو تو اوس محسود کو بھی اوسکی خبر کرے اور جس
شخص سے اوس محسود کی بے لیاقتی کا بیان کیا ہو اوسکو
بھی اپنی خطا اور غلطی پر آگاہ کر کے اپنی قصور کا اقرار اور
اوس محسود کی جو لیاقت کہ اسکو معلوم ہو اوس لیاقت کو
کمال خوبی کے ساتھہ اور ایسی تقریر سے کہ دل نشین
ہو جاوے اظہار کرے مثلاً ایک شخص کے آقا کے
حضور مین حسد کے سبب کہا ہو کہ وہ شخص لایق
رفاقت کے اور لایق اعتماد کے نہین ہی تو اوس
محسود کو بھی مطلع کرے اور اپنا قصور معاف کرواوے
اور اقا کو بھی اپنی غلطی پر آگاہ کر کے اوس شخص کی بے
لیاقتی کے بجاے اوس شخص کی کمال لیاقت اوس اقا کے
ذہن نشین کر دے اور اوس شخص سے خبر کرنے مین یہہ
فایدہ ہی کہ وہ بھی اپنے کام کے خلل سے ہوشیار ہو کے
اپنے کام کو درست اور شایستہ کرے اور اوس
شخص کی لیاقت اوسکے اقا کے پاس خواہ نخواہ خلاف
نہ بیان کرے بلکہ اگر فی الحقیقت اوس شخص مین لیاقت
ہی تو اوسکو ظاہر کرے اور نہین تو اوس محسود کی ترقی

کے واسطے بغیر بیان کرنے لیاقت کے فقط ہاتھہ اور زبان
سے کوشش کرے * ۸ افادہ * علاج تکبر کی یہہ ہی کہ
اگر کسی شخص سے اوسنے تکبر کیا ہی تو اوس شخص
کے روبرو حد سے زیادہ عاجزی اور انکساری کرے اور
اپنی ذلت ظاہر کرے گو کہ اپنی نہایت عاجزی اور ذلت
ظاہر کرنے اور اوس شخص کو نہایت تعظیم کرنے مین اسکی
حرکتونکو لوگ مجلسون مین نقل کرین اور اسکے ہم چشم
یعنے برابر والے یار آشنا ہسین لیکن اگر حق کی رضا کا
طالب ہی اور اپنے تئین اللہ کے طالبون کے زمرہ مین
داخل کیا ہی تو مجلسون مین نقل کرنے اور ہم چشمون
کے ہسنے کی پروا نکرے کیا دیکھتے نہین یہی لوگ بڑی
عزت اور وقر والے ہوتے ہین جب اپنے تئین آزادون کے
زمرہ مین داخل کرتے ہین تب آزادون کی وضع اور
طور کے قبول کرنے مین جو سراسر عقل اور مروت کے
خلاف ہی ہرگز باک نہین کرتے بلکہ اپنی عزت اور
افتخار جانتے ہین اور کوئی امیرزادہ بڑی عزت والا ہوتا
ہی کہ جب اوسکو مخنثون کی محبت شکار کرتی ہی تب

جو باتین کہ کسی مرد سلیم الطبع کو پسند نہین آتی اونسے باتونکو دل وجان سے برملا لوگون کے روبرو کوچہ اور بازار مین مخنثونکی طرح ناچتا تالی بجاتا اور خوشی کرتا پھرتا ہی جو شخص کہ طالب خدا کافی الواقع ہوگا سو ان کامون سے جو بالکل موافق عقل اور شرع کے ہی گو کہ اللہ تعالی کی مرضی سے غافل لوگون کی عقل ناقص کے مخالف ہوا نکار نکریگا اور اس مقام مین عاجزی اور انکساری سے یہہ عاجزی اور انکساری جعلی یعنی بناوٹ کی کہ سر خم کرنا یا زمین بوس ہونا ہی مطلوب نہین ہی بلکہ حقیقت عاجزی اور انکساری کی ہر مقام مین اور ہر جگہہ مین جدا اور علاحدہ ہی مثلا جو شخص کہ مشایخ وضع ہی اوسکو کسی مشایخ کے ساتھہ تکبر پیدا ہو تو چاہیئے کہ اوسکے ساتھہ ایسا معاملہ کرے کہ لوگون کے ذہن مین یقین ہو کہ یہہ شخص اوس شخص سے فایدہ پانے والا ہی اور طریقت کا فایدہ اوسی شخص سے اسنے حاصل کیا ہی اور جو کچھہ اس شخص مین نقصان تھا سو اوسکی صحبت سے پورا ہو گیا * ۹ افادہ * علاج ریا کی بطریق تمثیل کے یہہ ہی کہ مثلا ایک ریا نماز مین آیا تو اوس خیال کو

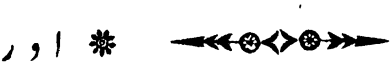
حتی المقدور اپنے دفع کرے اگر باوجود کوشش کے دفع نہوا
تو کیا کرے کہ ریا کے لمحہ کو گن رکھے مثلاً ایک گھڑی یا
دو گھڑی یا پاؤ گھڑی ریا تھا تب وقت تنہائی مین مثلاً رات کو
کہ بڑی تنہائی ہوتی ہی اور کسی آدمی کو اطلاع نہین ہوتی
نماز شروع کرے اس طرح سے کہ اگر دوگانی نماز مین ریا
آیا تھا تو دو رکعت اور اگر چہارگانی مین آیا تھا تو چار رکعت
اوتنے لمحہ تک جتنے لمحہ تک ریا رہا تھا حضور دل اور خلوص
تمام کے ساتھ ادا کرے اور اگر اوس وقت بھی خلل
ہو تو جس نماز مین کہ خلل ہوا اوس نماز کو حساب مین
نہ لاوے پھر دوسری نماز اوتنے لمحہ تک پڑھے یہان تک
کہ اون لمحون کے شمار کے موافق خلوص کے ساتھ ریا سے
صاف نماز ادا ہو اور جبتک اوتنی گھڑی تک ایسی نماز
ادا نہو تب تک نفس کو ہرگز نچھوڑے اور اسیطرح سے اگر شد
و بنے مین ریا در پیش آوے تو اپنے نفس کو دھمکاوے
کہ خبردار جو مال کہ تجھکو بہت پیارا ہی اوسمین سے اسکا دہ گونہ
خرچ کرونگا اور للہ دونگا اگر نفس دھمکانے سے باز نہ
آوے تو ویسا ہی کرے بلکہ نفس کی کمال سرہنگی اور

شرارت کے وقت اپنے نفس سے کہے کہ تو جسقدر چاہے پیٹ بھر کے اپنا کام کر لے انشاء اللہ تعالی اسکی سزا قرر واقعی پاویگا پھر نفس کی سرہنگی کے موافق اوسکو سزا دے جیساکہ مذکور ہوا اور فرض کے ادا کرنے مین ریا نہین ہی ریا سنن اور نوافل مین ہی لیکن سنتون اور نفلون کو بھی اس خیال سے کہ ریا در پیش ہوا ہی یا ہوگا ترک نکرے بلکہ سنتون اور نفلون کو پڑہے اور ریا کی دوا جیسی مذکور ہوئی عمل مین لاوے * ۱۰ افادہ * علاج کینہ کی یہہ ہی اگر کینہ دل سے تجاوز نکیا ہو یعنی کوئی بات یا حرکت کینہ کی ظاہر نہوئی ہو تو اوسکی علاج یہہ ہی کہ جس شخص سے کینہ آیا ہوا اوسکے ساتھہ وہ معاملہ کرے کہ اوسکے دل مین اخلاص پیدا ہوا اور صرف ظاہری اخلاص کا اعتبار نہین ہی جب تک کہ اخلاص دل سے نہوا اور اگر کوئی بات یا حرکت کینہ کی جہت سے ظاہر ہوئی ہو تو اوسکی علاج یہہ ہی کہ اوس شخص سے معافی مانگے اور اپنی قصور کا اقرار کرے اور دوستی اور اخلاص مین جیساکہ غیبت اور حسد کے علاج مین کھولکر بیان ہو چکا ہی کوشش کرے

* ۱۱ فادہ * جب بطور یاد داشت کے کہ سابق مذکور ہوا اُن باتون کا ملاحظہ ہمیشہ کریگا تو امید قوی ہی کہ تصفیہ حاصل ہوگا لیکن بمجرد اس بات کے کہ دل مین اوسکے تصفیہ اور تجلیہ کا گمان ہووے اوس پر اعتماد نکرے بلکہ اوسکا امتحان یعنی ازمایش کرے اور امتحان کی طریق کو بخوبی سمجھہ کے اپنے تئین اوس طریق سے آزماوے مثلا ایک درویش خانقاہ نشین نے ایک امیر کو کمال حشمت اور شوکت اور برے طمطراق کے ساتھہ دیکھا اور کچھ رشک اور حسد اپنے دل مین پایا تو نجانے کہ مین حسد سے پاک ہون بلکہ اس خصلت رذیلہ سے اوسکا پاک ہونا اوس وقت ظاہر ہوگا کہ ہم پیر یعنے پیر بھائی اور ہم خانقاہ اور ہم نسبت اور ہم پیشہ اوسکا اوسی اشغال اور اعمال مین مشغول ہو جسمین یہہ مشغول ہی اور اوسکو تھورے ہی دن مین فایدہ بے شمار حاصل ہو جاوے اور جس کام کے واسطے اسنے مدت دراز تک محنتین اوٹھایا ہی اوسی کام مین اوسکے پیر بھائی نے تھورے دنون مین بغیر محنت کے نام نکالا اور اوسکے روبرو اوسکی سبقت ظاہر ہوگئی اور

اوس کام کے داناؤن اور خانقاہ نشینون اور اوسکے
مرشد کی زبان سے جو اوس خانقاہ کا سردار ہی اوس
پیر بھائی کی چالاکی اوس کام مین مشہور اور معروف
ہووے اور اس سبب سے اوسکی تعظیم اور توقیر
بڑے بڑے مشایخ کرنے لگین تو باوجود اسکے اس
شخص کو اس لحاظ سے کہ وہ شخص اسکا ہم پیر ہی
اور یک خانقاہ کا بیٹھنے والا اور ہم نسبت اور ہم پیشہ
ہی ایک بشاشت اور فرحت حاصل ہووے اور کسی
طرحسے سوزش اور قلق اوسکے دل مین نگذرے تب
اسوقت البتہ اوس شخص کا دل حسد کے رذیلہ سے
پاک ہو اوعلی ہذا القیاس عالم اور سپاہی اور اشراف
اور اہل حرفہ کا حال جدا جدا سمجھا چاہئے

فصل تیسری ذکر مین اون چیزون کے جو عبادت
مین خلل ڈالتی ہین * اور اوسمین دو ہدایت ہی

ہدایت اولی ذکر مین مخلات عبادات کے اجمال کے
ساتھ *  * اور اوسمین دو
افادہ ہی * افادہ * عبادتون کے مخلات مین سے عمدہ

محل اللہ تعالی کے نام کی محبت اور تعظیم کا کم ہونا ہی
ہرچند ہر شخص کو اللہ تعالی کے نام کی محبت اور تعظیم ہوتی ہی
لیکن اوس حد کے ساتھہ کہ موجب کامیابی کا ہو اور جس وضع
کے ساتھہ بزرگان دین کو محبت تھی نہین ہوتی اس بات کی
تفصیل یہہ ہی کہ محبت اور تعظیم کیو اسطے ایک طور کی
غایتین اور غرضین ہوتی ہین سو انہین غایتون اور غرضون
کے موافق محبت اور تعظیم مختلف ہوتی ہین مثلا ایک
شخص اللہ کے نام کے ذکر کو قیدون اور شرطون
اور برے اہتمام کے ساتھہ ہمیشہ کیا کرتا ہی اس
غرض سے کہ اسی نام پاک کے برکت سے مجھکو
نوکری چند روپئے کی حاصل ہو یا کسی سردار یا امیر کے
روبرو معزز ہون پس جس قدر وہ غرض عزیز تر ہوگی اُتنا ہی
تعظیم اور محبت بھی زیادہ تر ہوگی دنیا کی غرضون مین سے
بڑی غرض سلطنت اور بادشاہی ہی اگرچہ اس عمدہ
غرض کے واسطے جو شخص کہ اللہ تعالی کا نام یاد کرے گا
اوس سبحانہ کے نام پاک کی محبت اور تعظیم اوس شخص
کے دل مین بیانسے زیادہ ہوگی لیکن بموجب مضمون اس

ایت کے * قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ * تو کہہ فایدہ دنیا کا
تھوڑا ہی اور بموجب مضمون اس حدیث کے *
لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْھَا
شَرْبَۃَ مَاءٍ * اگر ہوتی دنیا اللہ کے نزدیک برابر ایک مچھر
کے پر کے تو نہ پلاتا کسی کافر کو اوس دنیا سے ایک گھونٹ
پانی کا دنیا ایک چیز فانی قلیل اور ذلیل ہی سو جس شخص
نے اللہ کے نام کو اوسکے حاصل ہونیکا وسیلہ ٹھہرایا
اوسنے اس بلند نام کی قدر اور مرتبہ نجانا اور ایسا بہت
ہوتا ہی کہ یہی حقیقت دنیا کی دینداری کے لباس مین ظاہر
ہوتی ہی اور اپنے تئین دینداری کی وضع مین چھپ کر ظاہر
کرتے ہین مثلاً اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ برابر کرنا اس نیت پر کہ
کچھ کمال حاصل کرون اور اوس کمال کے وسیلہ سے بادشاہ
اور امیر لوگ اور بڑے بڑے عزت اور اعتبار والے
میرے آگے سر جھکاوین اور میرے پاس التجا لاوین اور
میرا نام و نشان اور میری کمالات کا شہرہ بدت دراز
تک باقی رہے اور دور دراز شہرون اور ملکون مین
میری ولایت کا آوازہ پھیل جاوے اور حقیقت مین

اوسکے حق مین سورہ زخرف کی اس آیت کا مضمون تھیک
آتا ہی * وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ * اور یہہ سب کچھ نہین مگہ
برتنا دنیا کے جینے کا اور بھلائی عاقبت کی تیرے رب کے
نزدیک ڈرواون کو ہی اس بات کا بیان حدیث شریف
مین جو مشکوۃ مصابیح مین کتاب العلم کی پہلی فصل مین ابو
ہریرہ رض اللہ عنہ سے روایت ہی صاف موجود ہی
اسکا خلاصہ یہہ ہی کہ ایک شہید اور ایک قاری اور
ایک سخی کو حساب کے روز حاضر کرینگے اور یہہ
سب حق تعالی کی رضاجوئی مین اپنے کمال کوشش کرنیکا بیان
کرینگے وہ ظاہر اور باطن کا جاننے والا جو دل کے بھید سے
خبردار ہی ہر ایک کو اون کی نیت پر کہ اون کو اپنا ٹہرہ
منظور تھا خبردار فرماکے دوزخ مین ڈالنیکا حکم فرماویگا
اس بیان سے کوئی یہہ گمان نکرے کہ اللہ کا ذکر روزی یا
دنیاوی کامون کے طلب کرنے کے لئے حرام و منع ہی
کیونکہ یہہ بات صریح خلاف ہی اون آیتون اور حدیثون
کے جس مین اللہ کا ذکر کرکے دنیا کے طلب کرنے کا

بیان ہی بلکہ اس مقام مین غرض ہی اللہ تعالی کے
نام کی محبت اور تعظیم کے درجون کے تفاوت
کا بیان کرنا کہ اللہ تعالی کے نام ذکر کرنیوالے اون درجون
مین مختلف ہوتے ہین اور حدیث مذکور مین جو تینون فرقے
کے آگ مین ڈالنے کا بیان فرمایا سو اسکی شرح یہہ ہی کہ جو
کام ایسے ہین کہ اونسے رضامندی حق کی بھی طلب کرسکتے
ہین اور دنیا بھی اونسے حاصل کرسکتے ہین سو اونکا ادا کرنا
دو وجہہ پر ہوتا ہی ایک وجہہ یہہ ہی کہ اون کامون کو ادا
کرے اور ظاہر کرے کہ مین ان کامون کو محض للہ بجالایا ہون
اور حالانکہ اپنے دل مین اللہ تعالی کی رضامندی کے سوا
دوسری چیز کے حاصل کرنے کی نیت کیا ہو تو اوس کام کا
کرنیوالا بارگاہ الہی سے البتہ راندہ ہوا ہی اور آگ مین
داخل کرنے کے قابل ہی اور حدیث شریف مین ایسے ہی
شخص کے حال کا بیان فرمایا ہی اور دوسری وجہہ یہہ ہی
کہ اونہین کامونکو بجالاوے اور اپنے دل کی نیت کے موافق
کہ غیر خدا کی طلب کے واسطے اون کامون کو بجالایا ہی
ظاہر کرے تو یہہ شخص اگرچہ بارگاہ الہی مین حقیر ہی لیکن

استدر نہین کہ اوسکے حق مین آگ کے اندر داخل کرنیکا
حکم صادر ہو اور بھی جانا چاہئے کہ یہی کاروبار دنیا کے ہین
کہ صحیح نیت کے سبب سے عمدہ عبادت ہو جاتے ہین
مثلاً نیند ہی کہ اوس مین سراسر غفلت اور پردہ مستور
ہوتا ہی سو ہی نیند صحیح ارادہ اور درست نیت کے سبب
سے اہل ریا کی عبادتون سے بہتر ہو جاتی ہی جو شخص کہ
خالص اللہ کے واسطے بندگی کرتا ہی اوسکی حواس
جاگنے کے سبب سے جو وقت پریشان ہوے اور
مناجات کی لذت اور عبادت کی کیفیت مین خلل
پڑجاوے اور وہ مخلص بے ریا اوس لذت اور
کیفیت کے حاصل ہونے کو سونے مین موقوف سمجھکر
اسی ارادہ اور نیت پر سورہے تو اوسکا سورہنا سیکڑون
ریاکار اور غافل کے نماز سے بہتر ہوگا بلکہ اوس مخلص کے
سونے کو اوس ریاکار کے نماز سے کچھ نسبت ہی نہین ہی
کہ اوسکی نماز کو بہتر کہا جاے بلکہ نماز اوسکی موجب دوری
اور نارضامندی حق کی ہی اور ملکوت سے اوسپر
نفرین برستی ہی اور اوس سونے والے پر صدہا رحمت

الہی اور رضامندی اور خوشنودی حق کی پہنچتی ہی
دونون مرتبون کے درمیان بہت تفاوت ہی اور
جب تفاوت دنیا کی غرضون مین معلوم ہوا تب اسیطرح
سے اخرت کی غرضون کو بھی سمجھا چاہئے ہر چند اخرت کی
عرض سب ہی بہتر ہی لیکن اونمین بھی مرتبے اور درجے کا
تفاوت بیشمار ہی اہل جنت کے مرتبے اور درجے
کے تفاوت سے اخرت کی غرضون کے تفاوت کو معلوم
کرنا چاہے مثلاً کوئی جنت کے اوپر کے بالاخانہ مین رہینگے کوئی
نیچے کے محل مین کسیکو اللہ تعالی کی دیدار ہر روز نصیب
ہوگی کسیکو جمعہ کے روز اور کسیکو عید کے دن اسی
تفاوت سے اہل جنت کی نیت کا تفاوت معلوم ہوتا
ہی جسکی جسقدر نیت صاف اور خالص ہوگی اوسکو
اُسیقدر درجہ اور مرتبہ ملیگا دیکھو یہی خصال فطرت
یعنے خصلتین اسلام کی ہین کہ اللہ تعالی نے اونہین خصلتون
کے بجالانے کو حکم فرماکے ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علی
نبینا وعلیہ کو ازمایا جب اون خصلتون کو حضرت ابراہیم
بجالائے اور ازمایش مین پورے تھہرے تب اللہ تعالی

نے اونکو امامت کبری کے مرتبے مین پہنچایا فطرت اسلام
کی یہہ ہین مسواک کرنا اور مضمضہ اور استنشاق
اور فرق یعنے سر کے بال کاچیرنا جسے مانگ اور سیتی
بولتے ہین اور مونچھہ کو کم کرنا اور استنجی اور
پاکی لینا اور ختنہ کرنا اور بغل کے بالون کو اُکھاڑنا
اور ناخن ترشوانا دیکھو یہی کام تو سب مسلمان کرتے ہین
پھر سبکو درجہ امامت کبری کا کیون نہین ملتا اخر نیت کے
تفاوت کا باعث ہی اور یہی نماز اور روزہ اور تلاوت
اور ذکر کرنا اور جہاد اور حج ہی کہ اسکے ادا کرنے مین
صدیق اکبر اور فاروق اور مثل انکے اور صحابے کے مراتب
مین بسبب تفاوت نیت اور قصد کے فرق ہوا تو بس
سب سے بہتر نیت اور غرض اوس سبحانہ کے نام پاک
کی محبت اور تعظیم مین اوسکی رضا جوئی ہی اوس نام
پاک سے اوسکی رضا اور خوشنودی کے سوا کچھ نچاہے
اور دنیا اور اخرت کے مطلب کو اپنی اجرت بنانے
بلکہ پرلے درجہ کا انعام جلیل القدر کہ جسکے برابر کوئی
نعمت دنیا اور اخرت کی نہین ہو سکتی یہی ہی کہ توفیق

اور قوت اوسکے نام پاک کے ذکر کا پایا اسی انعام کو کہ صرف
اوس سبحانہ کی توفیق اور قوت سے ہی خوب شرح
اور بسط کے ساتھہ سمجھہ کے اور دل مین جگہہ دے کے
تہ دل سے خوش اور اوس سبحانہ تعالی کے احسان کا
ممنون ہووے اور شرح و بسط اوس انعام کی یہہ ہی
کہ ذکر شروع کرے اور اوسکے اسباب کو ملاحظہ کرے
کہ یہہ سب اللہ تعالی کیطرف سے ہی تمام جوارح اور اعضا
اور حواس ظاہری اور باطنی ہر ایک کو ذکر کی توفیق کہ وہ
خاص لوگون پر انعام خاص ہی وہ بھی اوسکی طرف سے ہی
کیونکہ بہت شخص کہ اونکے سب اعضا اور قوا اور دل
اور زبان اور فہم اور دانش درست ہین اور ہزارون
تقریرین اور فکرین دنیا کے کاروبار کی اونکی زبان اور دل
پر گذرتی ہین اور جس وقت ارادہ زبان کے ذکر یا دلکے
فکر کا کرکے اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اوسوقت
اونکی زبان مین ایک ایسا بوجہ اور دل مین ایک ایسا
وہم ظاہر ہوتا ہی کہ ہرگز ذکر اور فکر نہین ہوسکتا ہی حاصل
کلام کا یہہ ہی کہ صرف جاری ہونا اللہ کے نام کا انسان

کی زبان پر بہت بڑی نعمت ہی اسی انعام کو تمام
نعمتون سے بہتر جان کے اپنے ذکر کی مزدوری مین دوسرے
ثواب کے طلب کرنے سے چشم پوشی کرے پس
اس وضع کی تعظیم اور محبت اللہ تعالی کے نام کی اصل
اور بنیاد سارے کمالات کی ہی ۲ افادہ عبادتون
کے مخالات مین سے عمدہ مخل شریعت کے احکام اور
عبادات کا اہتمام نکرنا ہی اور اسی اہتمام نکرنے کی
اصل بنیاد یہی ہی کہ حق تعالی کی رضاجوئی کی راہ اون
لوگون کے ہاتھہ سے گم ہوجاتی ہی اسکی دو صورت
ہین ایک صورت یہہ ہی کہ حق تعالی کی رضاجوئی کا خیال
دل مین نہین گذرتا ہی بلکہ انکی نظر کے سامنے اپنا کمال
جو فی الحقیقت نقصان ہی رہتا ہی دوسری صورت
یہہ ہی کہ اوس سبحانہ کی رضاجوئی کا قصد ہوتا ہی لیکن
رضاجوئی کی راہ پہنچاننے مین اوسسے خطا واقع ہوتی ہی
اون کے خیال ناقص مین جو کچھ کہ اللہ تعالی کی رضا کا موجب
معلوم ہوتا ہی اوسیکو اللہ تعالی کی رضا کا وسیلہ بنالیتے ہین
یعنے بعضے لوگ چونکے خلاف شرع کام کو اپنی عقل

ناقص کے موافق اللہ تعالیٰ کی رضا کا وسیلہ ٹھہرا لیتے ہیں
مثلاً بعضے وسواسی وضو سے آکے غسل
کرنیکو موجب رضا کا سمجھتے ہیں اسمیں نماز میں خلل ہوتا ہی
یا بعضے اپنے وہم کی بنائی قیدونکے ساتھ اپنے خانقاہ یا دائرے
میں بیٹھے رہنے کو موجب رضا کا سمجھتے ہیں اسمیں جمعہ اور
عیدین اور جنازونمیں حاضر ہونے میں خلل ہوتا ہی و
علی ہذا القیاس انتہی اور حقیقت یہہ ہی کہ اپنے تئیں
اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی راہ سے محض بھولا ہوا معلوم
کرکے اندھے کے مانند یا بصیر اخذ بیدی کو ہمیشہ اپنی زبان
حال کا وردکرے یعنے زبان حال سے ہمیشہ پکارا کرے
کہ ای آنکہ والے مجھہ اندھے کا ہاتھہ پکڑ اور حضرت
حق کے کلام ازلی کو جو نبیوں میں سے اپنے کامل نبی کے حق میں
فرمایا * وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَهَدٰی * اور پایا تجھکو بھٹکتا پھر راہ
سے بجھائی اور حدیث قدس کو کہ زبان صادق البیان سے
سرور عالم کے کہ * کُلُّکُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَیْتُهٗ * یعنے تم
سب راہ بھولے ہو مگر جسکو میں نے راہ سجھائی خوب
سمجھکے حق تعالیٰ کی رضاکی راہ کو حق تعالیٰ کے خبردار کرنے

موقوف اور منحصر جانے اور شرع شریف کو جو بڑی مضبوط رسی اور بڑا مضبوط ہاتھہ کا سہارا ہی اپنی اندھے کی لاٹھی سمجھکے اوسکے خلاف طریق کو اپنی بھلائی کا موجب کبھی نجانے اگرچہ اوسکو شرع شریف کی مخالف راہ چلنے مین کسی کمال کا شبہہ ہو مثل کشف اور کرامت اور خرق عادت اور انوار اور تجلیات کے ظاہر ہونے اور ارواح اور آسمان کے لوگون کی مصاحبت کے ٭ ن ٭ سالک نامقبول مین اس محل کے موجود ہونے کی نشانی یہہ ہی کہ جیسا اہتمام اور اوشائخ یعنے مشائخونکے وظیفہ مین کرتے ہین اوسکا دسوان حصہ اہتمام فرض کے ادا کرنے مین نہین کرتے بلکہ جو وقت شیطان یعنی اس جماعت پر غلبہ پاتا ہی اس آیت کے مضمون کے موافق جو نوین پارے سورہ اعراف مین ہی ٭ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ٭ اور جو شیطان کے بھائی ہین وہی شیطان اونکو کھینچتے ہین غلطی مین پھرنے سے کمی نہین کرتے اون لوگونکو راہ حق سے بہت دور لیجاتا ہی تب نماز کو مثل بیگار سر کار حاکم وقت کے جانتے ہین اور اسقدر وقت

جو نماز اور وضو مین گذرتا ہی بیفائدہ معلوم کرتے ہین اور
اپنا کار آمدنی نہین جانتے ہین معاذ اللہ من ذلک اور یہہ حال
اون لوگونکا ہی جن پر اسلام کا نام پکارا جاتا ہی
اور جو لوگ کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہین استمام
مین اونکے حال کی گفتگو نہین ہی * دوسری ہدایت *
مخلات عبادات یعنے عبادتونمین خلل ڈالنے والی چیزونکی
تفصیل کے ساتھہ اور اونکی علاجون کے ذکر مین اور اسمین
تین افادے ہین * افادہ * مخل نماز کا نفس اور شیطان
دونو ہوتا ہی نفس اُس طور سے کہ کسالت یعنے ڈھیلی
اور راحت کرتا ہی اور اپنا آرام چاہتا ہی اور ارکان
کے ادا کرنے مین جلدی کرتا ہی تاکہ جلد تر فارغ ہو کے
سو رہے یا آرام کرے اور اپنی خواہش کی چیزون مین
مشغول ہوے اور نماز پڑھنے مین قیام اور رکوع اور
سجود اور قعود بطور سنون کے ادا نہین کرتا بلکہ مثل دبلے
پتلے کمزورون کے اور فالج والونکے اوسکے اعضا مین ایک
راحت اور سستی اور ڈھیلای پیدا ہوتی ہی اور نماز
کے ارکان کی پروا نرکھنے کے سبب سے جسطرح اتفاق

موقوف اور منحصر جانے اور شرع شریف کو جو بڑی مضبوط رسی اور بڑا مضبوط ہاتھہ کا سہارا ہی اپنی اندھے کی لاٹھی سمجھکے اوسکے خلاف طریق کو اپنی بھلائی کا موجب کبھی نجانے اگرچہ اوسکو شرع شریف کی مخالف راہ چلنے مین کسی کمال کا شبہہ ہو مثل کشف اور کرامت اور خرق عادت اور انوار اور تجلیات کے ظاہر ہونے اور ارواح اور آسمان کے لوگون کی مصاحبت کے ٭ن٭ سالک نامقبول مین اس محل کے موجود ہونے کی نشانی یہہ ہی کہ جیسا اہتمام اور اوشائخ یعنے مشائخونکے وظیفہ مین کرتے ہین اوسکا دسوان حصہ اہتمام فرض کے ادا کرنے مین نہین کرتے بلکہ جو وقت شیطان یعنی اس جماعت پر غلبہ پاتا ہی اس آیت کے مضمون کے موافق جو نوین پارے سورہ اعراف مین ہی ٭ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ ٭ اور جو شیطان کے بھائی ہین وہی شیطان اونکو کھینچتے ہین غلطی مین پھر دے کمی نہین کرتے اون لوگونکو راہ حق سے بہت دور لیجاتا ہی تب نماز کو مثل بیگار سر کار حاکم وقت کے جانتے ہین اور اسقدر وقت

جو نماز اور وضو مین گذرتا ہی بیفائدہ معلوم کرتے ہین اور
اپنا کار آمدنی نہین جانتے ہین معاذ اللہ من ذلک اور یہہ حال
اون لوگونکا ہی جن پر اسلام کا نام پکارا جاتا ہی
اور جو لوگ کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہین اسمقام
مین اونکے حال کی گفتگو نہین ہی * دوسری ہدایت *
مخلات عبادات یعنے عبادتونمین خلل ڈالنے والی چیزونکی
تفصیل کے ساتھہ اور اونکی علاجون کے ذکر مین اور اسمین
تین افادے ہین * افادہ * مخل نماز کا نفس اور شیطان
دونو ہوتا ہی نفس اُس طور سے کہ کسالت یعنے ڈھیل
اور راحت کرتا ہی اور اپنا آرام چاہتا ہی اور ارکان
کے ادا کرنے مین جلدی کرتا ہی تاکہ جلد تر فارغ ہو کے
سو رہے یا آرام کرے اور اپنی خواہش کی چیزون مین
مشغول ہوے اور نماز پڑھنے مین قیام اور رکوع اور
سجود اور قعود بطور مسنون کے ادا نہین کرتا بلکہ مثل دبلے
پتلے کمزورون کے اور فالج والونکے اوسکے اعضا مین ایک
راحت اور سستی اور ڈھیلای پیدا ہوتی ہی اور نماز
کے ارکان کی پروا نرکھنے کے سبب سے جسطرح اتفاق

پر جاوے اوسیطرح سے یا جس وضع سے بدن کو ارام
ملتا ہی اوس وضع سے اپنے ہاتھہ پانون اور غیرہ
اعضا کو رکھتا ہی اور اسیطرح تپ والونکی طرح
حواس باطنہ کی پراگندگی اور وہم اور خیال کی پریشانی
اوسکے حال پر عارض ہو کے نماز کے طرف متوجہ ہونے
مین قوائے ظاہرہ اور اعضاے باطنہ کو خلل عظیم مین ڈالتی
ہی نفس تو اس طور پر منحل ہوتا ہی اور لیکن شیطان
سو وسوسہ ڈالتا ہی اور بدترین وسوسہ شیطانی یہہ ہی
کہ نماز کی شان کو ہلکی معلوم کرنا اور نماز کی پروا نرکھنا اور
نماز کو چند ان بکار آمد نہ جاننا اور یہہ وسوسہ بہت جلد
کفر تک پہچا دیتا ہی کیونکہ اس صورت مین نماز کی فرضیت کا
انکار کرنا اور حقیر جاننا لازم آتا ہی اور آدمی کافر ہو جاتا ہی
اور اوناوسوسہ شیطان کا یہہ ہی کہ رب العزت کے
حضور مین کھڑے ہو کے اوسکو حاضر سمجھہ کے عرض کرنے
اور کلام کرنے اور کلام سننے اور مناجات کی لذت پانے سے
غافل کرے اسطریق سے کہ رکعات یا تسبیحات کو نماز کے بخوبی
یاد رکھنا چاہئے سہواً کوئی سہو یا غلطی واقع ہو یا حافظ قران

کو قران کی متشابہات مین ڈالنا ہی کہ اوسکو خیال مین رکھے
غلطی سے بچنے کے لئے باوجودیکہ اوسی نمازی نے ایکبار یا دوبار
یا سو بار آزمایا ہی کہ حضوری کے باقی رہنے مین بھی نہ رکعات
اور تسبیحات کے گنتی مین کچھ خلل پڑتا ہی اور نہ قرآن
پڑھنے مین متشابہہ لگتا ہی یہہ مکر شیطان کا ہی اور اوسکی
غرض رکعات اور تسبیحات اور متشابہات کا یاد دلانا
نہین ہی بلکہ اوسکی غرض یہہ کہ نمازی کو اعلی مرتبہ سے
ادنی مرتبے مین اُتارے تاکہ ایسا کرنے کرتے مقصود اصلی
مین پہنچاوے اور مقصود اصلی اس رجیم کا وہی انکار
اور کفر ہی اگر اللہ تعالی کے فضل سے اوسکا یہہ مقصد
حاصل نہ ہوا تو لاچار ہوکے موافق مضمون اس مثال کے
* اِذَا فَاتَكِ اللَّحْمُ فَاشْرَبِ الْمَرَقَةَ * یعنے جب تجھکو
گوشت نہ ملے تو شوربا ہی پی لے آہستہ آہستہ گاؤخر کے
خیال مین پہنچاتا ہی تاکہ نمازی کی یہہ صورت ہوجاتی ہی
کہ ہر زبان تسبیح و ورد دل گاؤخر * جو کچھ کہ حق تعالی کی حضوری
کے سوا ہی سب گاؤخر کی تمثیل مین داخل ہی گاؤ ہو یا
خر ہاتھی ہو یا اُونٹ اب طالب علم لوگ یہہ نجانین کہ ہمارا

غور کرنا صیغہ اور ترکیب مین اسمین داخل نہین ہی
ہیہات ہیہات ایسا نہین ہی جو وے خیال کرتے ہین بلکہ
یہہ مضمون گاؤ خر کے خیال سے زیادہ نماز کا منحل ہی اور
عالم فقہہ دان لوگ یہہ معلوم نہ کرین کہ عربی کے قاعدہ
بموجب قرآن شریف سے مسئلہ نکالنے کا غور کرنا نماز
کو کامل کرتا ہی بلکہ نماز کو ناقص کرتا ہی اور مکاشفہ والے
لوگ یہہ معلوم نہ کرین کہ نماز مین اپنی ہمتون اور قصدون
کو متوجہ کرنا مرشد کے برزخ یعنے صورت کا خیال کرکے یا
ارواح اور فرشتون کی ملاقات کی تلاش نماز کے اندر
کرنا بھی نماز ہی کا حاصل کرنا ہی کیونکہ نماز مومنون کی معراج
ہی سو ایسا ہرگز نہین ہی یہہ متوجہ کرنا ہمتون کا ایک شاخ
ہی شرک کی گو کہ شرک خفی بلکہ اخفی یعنی بڑی چھپی
ہوئی ہو اور کوئی یہہ بھی نجانے کہ نماز مین عجیب اور غریب
مسئلون کا ظاہر ہو جانا اور ارواح اور فرشتون کا ظاہر
ہونا نماز مین برا ہی بلکہ ہمت اور قصد کا متوجہ کرنا اس کام
مین اور اس مدعا کو نیت مین ملانا مخصون کے خلوص کا مخالف
ہی اور لیکن ظاہر ہو جانا مذکور چیزون کا سو ذاخرہ خاصتون کی

قسم سے ہی دریاے حضور مین حق تعالی کے جو مخلصین
کہ دہ ولے رہتے ہین زیادتی عنایت کے سبب سے اونکو
اون خلعتون سے سرفراز کرتے ہین تو ان چیزون کا
کھلجانا انکے حق مین ایک کمال ہی کہ اوسنے عالم مثال
مین صورت پکڑا ہی * ف * خواب یا نفی کی حالت
مین جو ارواح ملاقات اور سیر کرتی ہین سو عالم مثال ہی
انتہی اور نماز انکی ایسی عبادت ہی کہ اوسکا پھل دیکھنے
مین آتا ہی ہان مصلی باکمال سے عین نماز کے اندر جو دعائین
حاجات کی صادر ہوتی ہین سو نماز کا کمال ہی اگرچہ وہ حاجت
معاش کی قلیل ہی ہو سبب اسکا یہہ ہی کہ وہ مصلی
باکمال جانتا ہی اور اعتقاد کامل رکھتا ہی کہ حاجت
روائی صمد مطلق ہی کے ذات مین منحصر ہی اور نفس کے
ساتھہ حاجتون مین مشورت کرنا برے وسوسے کے قسم
سے نقصان نماز کا ہی اور جو حضرت عمر رض عنہہ سے منقول
ہی کہ لشکر کے سامان کی تدبیر نماز کے اندر فرماتے تھے
سو اس قصہ پر مغرور ہونا اور اپنی نماز کو تباہ کرنا نچاہئیے * بیت *
کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر *

پاک لوگونکے کام کو اپنے پر قیاس نکرنا چاہئے اگرچہ
لکھنے مین شیر اور سیر کی صورت ایک ہی معلوم ہو
خضر علیہ السلام کو کشتی توڑنے اور بچہ بیگناہ کے
مارنے مین ثواب عظیم تھا اور دوسرون کو گناہ پر آجناب
فاروق کو وہ مرتبہ تھا کہ طیاری لشکر کی نماز کے اندر مخل
نہین ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کی مکملات مین سے گنی جاتی تھی
کیونکہ اوس تدبیر کا الہام بھی خدا کی طرف سے آپ کے
دل مین ہوتا تھا بخلاف اوس شخص کے کہ کسی دنیاوے یا
دینی کام کی تدبیر مین خود متوجہ ہووے جسپر وہ مقام
کھاتا ہی سوجاتا ہی ہان اس آیت کے مضمون کے
موافق یعنی * ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ * اندھیریان ہین
بعض اوسکی بعض پر * زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی
کے ساتھہ مجامعت کا خیال بہتر ہی اور اپنے مرشد کے
طرف یا کسی دوسرے بزرگوار کے طرف گو کہ جناب
رسالت مآب ہی ہون ہمت اور ارادے کو مصروف
کرنا نہایت مرتبے مین برا ہی اپنے گاؤخر کی صورت مین
دیکھنے سے کیونکہ خیال مرشد کا تعظیم اور اجلال کے ساتھہ

ہہ دل مین انسان کے جمتا ہی بخلاف گاؤ خر کے خیال
کے کہ نہ اوسقدر چسپیدگی ہوتی ہی اور نہ تعظیم بلکہ
ذلیل اور حقیر رہتا ہی اور یہہ تعظیم اور بزرگی غیر کی کہ
نماز مین منصود ہوتی ہی شرک کے طرف کھینچتی ہی
حاصل کلام وسوسے کے مرتبون کے تفاوت کا بیان منظور
ہی انسان کو چاہئے کہ خبردار ہوکے کسی مانع اور روک کے
سبب سے حق کی حضوری کے قصد سے روکا نجاے اور
پس پانہوے غرض اس مقام مین علاج اس مخل کی ہی اس
وضع پر کہ ہر کس اور ناکس کی فہم مین آوے سو اگر وسوسہ
برے قسم کا ہو تو خود التجا کے ساتھہ دعا کرے ہر چند ہر چیز
فضل الہی پر موقوف ہی لیکن بعضے چیزون مین اسباب
ظاہری چند ان دخل نہین رکھتا ہی بلکہ اوسکا حاصل ہونا
فضل خدا ہی پر موقوف اور مربوط ہی اور بس اس
وسواس کا دور ہونا بھی اسی قسم سے ہی یعنے فضل
خدا ہی پر منحصر ہی اور اپنے مرشد کی خدمت مین عرض
کرے کیونکہ مرشد اوسکا اوس سے واقف کار زیادہ ہی
شاید کہ کوئی تدبیر ایسی جو مفید تر ہو بتا دیگا اور دعا کریگا

اور اگر اس وسوسہ مذکور کے سوا کوئی دوسرا وسوسہ
نفس یا شیطان کے طرف سے ہو تو علاج اوسکی یہہ ہی
کہ اگر مثلاً وہ وسوسہ ظہر کے فرض مین پیش آیا تو فرض
اور سنت سے فراغت کرنے کے بعد اس کوشش کے
ساتھہ کہ وسوسہ نگذرے تنہائی مین سولہ رکعت پڑھے
اگر چار رکعت مین وسوسہ برابر رہا تھا اور اگر تمام رکعتون مین
خیالات نرہے تھے بلکہ بعضے رکعت کو حضور کے ساتھہ
اور بعضے کو خیالات کے آلودگی کے ساتھہ ادا کیا تھا تب مقابلہ
مین ہر رکعتون کے جس مین وسوسہ گذرا تھا چار رکعت
ٹھہراکر حساب سے اوسکے ادا کرے اور عصر کی نماز کی
تدارک اور علاج مغرب کے بعد کرے اور تدارک
مغرب کی بعد ادا اوسکے اور علیٰ ہذا القیاس اور عشا اور
فجر کی تدارک بعد طلوع آفتاب کے کرے تاکہ نفل
نا شروع نہووے اور جب یہہ کام نفس پر گران اور
دشوار ہی البتہ اوس سے باز آویگا اور اپنے کو باز رکھیگا
اور جب کہ نفس کسی کام مین قابو مین آوے خدا کا شکر
بجالاوے اور بدلے مین اسکے نفس کو راحت اور آرام

پہنچاوے اور اسکی خواہش کے چیز شرع کے بموجب
اوسکو دیوے اور جس نے تہجد کا التزام کیا ہی اگر
اوس سے تہجد کی نماز نفس اور شیطان کے مکر کے سبب سے
قضا ہو جاوے تو صبح کو روزہ رکھے اور اگر روزہ مین کوئی
خلل نفس اور شیطان ڈال دین تو اوس رات کو جس
رات سے روزہ لگا ہوا اور ملا ہوا ہی تمام شب کی
بیداری اختیار کرے اور شیطان جب مایوس اور ناامید
ہوتا ہی تب نفس کو اپنا شریک کرتا ہی تاکہ مدعا اوسکا
برآوے طرف اپنے نفس کی تنبیہہ اور تادیب مین نفس
اور شیطان دونو شرارت سے باز رہتے ہین بلکہ نفس
حکم الہی کا فرمان بردار ہوتا ہی اور شیطان کی حکومت
اور فرمان روائی انسان پر نہین چلتی ❁ ۲ افادہ ❁ اگر زکواۃ
کے ادا کرنے مین نفس تعلل پیش کرے یعنے حیلہ حوالہ
کرے اور اوسکو گران سمجھے اور حکم خدا پر راضی اور
شاکر نہ ہوے تب زکواۃ سے چار گونہ اپنا مال حسبۃ للہ
خرچ کرے تاکہ نفس بار دیگر تعلل نہ پیش کرے اور نفس
کو سمجھا دے کہ جتنا تو آرے گا اوتنا ہی مال صرف کرونگا

* ۳ * فائدہ * حج اور جہاد جس وقت فرض ہوے اور اوسکے ادا کرنے مین نفس کو چست اور چالاک نہ دیکھے تو غور کرے کہ کون سی چیز باعث ہی کہ نفس اوسکے سبب سے حج اور جہاد کے ادا کرنے مین سستی کرتا ہی اوس چیز کو چھوڑ دے مثلا اگر ریاست اور حکومت مانع ہی اور سیکڑون آدمی پر جو حکومت رکھتا ہی وہی سرداری روکتی ہی کہ حج اور جہاد پر چستی اور چالاکی کے ساتھہ عزم نہین کرتا ہی پس وضع اور لباس اور خوراک اور پوشاک اور نشست اور برخاست کو اپنے بطور غربا اور ذلیلون کے کرے ہر چند حج اور جہاد بلکہ جمیع عبادات باوجود جنگ اور مقابلہ نفس کے ادا ہو جاتا ہی لیکن جو رونق اور برکت کہ فرصت اور اطمینان مین حاصل ہوتی ہی وہ برکتین نفس کے کشاکشی مین اصلا ظاہر نہین ہوتین اور جب کہ نفس فرمانبردار ہو اور خوشی سے عبادت مین قدم رکھا تب موجب برکتون کا اور رونق عبادتون کا ہوتا ہی اگر باوجود اور آنے کے کاروبار مین جہاد کے نفس اوسکے حق کو بخوبی ادا نہین کرتا ہی اور اپنی جان بچاتا ہی تو جو کام

کہ مشکل تر ہو جسطرح کسی رئیس کافر کو چھپکر خلوت مین مار نا ہی اوسی مشکل کام کو اپنے اوپر لازم اور ضروری جان کے بجالاوے اور نفس کو سمجھاوے کہ اگر تو نامردی کریگا تو اسی طور سے تجھکو ہلاکت مین ڈالونگا یہان تک کہ باز آوے اور کوشش جہاد کے کار و بار مین اس زمانہ مین امر مہم بلکہ اہم بہت عمدہ کام کرنے کے قابل ہی *

چوتھی فصل طاعتون کے ادا کرنے کی طریق کے بیان مین

اور اس مین ایک تمہید اور پانچ افادہ ہی * تمہید * اخلاق کے آراستہ کرنے سے اصل مقصود اور طاعتون کے ادا کرنے سے غایت مطلوب اصلاح نفس کی ہی تاکہ چین پکڑے اور رذایل یعنے بری خصلتون سے پاک ہو اور رذایل سے پاک ہونا عین متصف ہونا ہی نفس کا فضایل یعنے اچھی خصلتون سے اور نفس کشی جو عوام اہل سلوک مین مشہور ہی سو محض خطا ہی کیونکہ نفس کو مارنا نہ خدا کی طرف سے حکم ہی اور نہ حیات رہتے ہوے ممکن ہی اور جو کچھ ممکن ہی یعنے ہو سکتا ہی اوسکا حکم ہی یعنے نفس کی اصلاح کر کے احکام شرعی کا رام کرے مثل اسکے کہ

انسان جاہل کو عالم بناوے پس مار ماغلط ہی اور جو کچھ
مارنے مین نفس کے محنت اور مشقت اور کھانے اور
پینے کی قلت معمول رکھتے ہین یہہ بھی خطا ہی کیونکہ ان
ریاضتون سے نفس مارا نہین جاتا ہی بلکہ بنیاد انسان
کی مضمحل اور بے طاقت ہوتی ہی اور مشکل عبادتون
کے قابل نہین رہتا ہی اور ایسا بہت ہوتا ہی کہ نفس چستی
اور چالاکی پر رہتا ہی جو اوس مین شکستگی ظاہر ہوے تو
ایک وجہہ سے شکستہ ہوگا اور بہتیری وجھون سے تازہ
ہوگا ٭ افادہ ٭ اسلام کے ارکان کے اصلاح کی بہتر طریق
یہہ ہی کہ اس ارکان کی عظمت اور برائی کو بخوبی سمجھے
جب کہ فایدہ اور عزت اس مین بہت سمجھیگا اوسکے اصلاح
کی تدبیر اور اوسکا اہتمام بہت کریگا پس اسلام کے
ارکان کی عظمت کی حقیقت کو دریافت کرنا خصوصا نماز
کی عظمت کی حقیقت کو بوجھنا نہایت دشوار ہی لیکن
بحکم ٭ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ ٭ کے یعنے جو بالکل سمجھا
نہین جاتا ہی تو وہ بالکل چھوڑا بھی نہین جاتا ہی نماز کی
عظمت کا تھوڑا سا شمہ لکھا جاتا ہی من بعد دوسرے

ارکان کا بھی حال بطور نمونہ کے کہنا چاہے سو پہلے ایک
تمثیل سننا چاہیئے مثلاً ایک بادشاہ ایسا ہی کہ جسکا
ملک نہایت لنبا چوڑا اور رعیتین اور فوج اور سپاہ
ہزاران ہزار بلکہ اوسکے کارخانے بے نہایت اور بیشمار
جگہہ جگہہ اور ملک ملک مین قایم ہین اور ہر کارخانون پر قسم
قسم کے لوگ مقرر ہین اور نوع بنوع کی چیزون کو
ہر ایک کارخانہ مین مداخلت اور علاقہ ہی مثلاً جاسے
لوگ باوجود مراتب کے تفاوت کے اپنے کام مین مشغول
ہین اور بیل گورو بیشمار بہتیرے کامون مین لگے ہوے
فرمان بردار ہین اور علی ہذا القیاس سپاہین ایک کام مین ہین
اور اہل قلم اور منشی دوسرے کام مین اور ہر ایک کو
اوسکے کام کے موافق مزدوری معین ہی اور جاہ اور عزت
مقرر ہی اور ہر ایک بسبب اوسی کام کے بادشاہ کی
جناب مین ایک علاقہ ایسا رکھتا ہی کہ اوس علاقہ کے
دریافت کرنے سے پھولتا ہی اور اپنی سعی اور کام پر
نازان ہوتا ہی اور چونکہ جانتا ہی کہ بادشاہ بے پروا کسی
کا محتاج نہین ہی جو علاقہ کہ اوسکے ساتھہ مجھکو ہی اوسکی

عنایت سے ہی اور میرے عزت اور اعتبار کی پونجی
ہی لیکن کارخانون کے سارے لوگون کو باوجود تفاوت
درجے اور مرتبے کے اور ترقی کرنے بعضون کے اعلی درجے
مین ایک کام اور عہدہ معین ہی کہ اوس سے تجاوز ممکن نہین
اور اسیواسطے اجرت اور عزت مین انہون کے زیادت
اور نقصانکے روسے تفاوت نہین ہی بعد اوسکے ایک چیلہ خاص
کو کہ اوسکو نایب اور خلیفہ بنائے ہین تصور کیا چاہئے کہ اوسکو
سارے کارخانون کے قایم رہنیکا واسطہ ٹھہراکے اوسکی
حضوری کے لئے کئی وقت مقرر کئے ہین تاکہ اوسی وقتون
کے موافق حاضر ہوکے اپنی حاجتون کو عرض کرکے اور حضور
سلطانی کے حکمون کو سنکے کارخانون کے قایم ہونے کا
مصدر ہوے اور چونکہ اوسکے لئے دربارداری کے اوقات
ہمیشہ معین ہین اور دربار مین حاضر ہونے کے لئے اوسی
وقت مقرر مین اوسپر تاکید شدید ہی سارے کارخانہوالے
اوسکے حال کو دیکھتے اور اوسکے مقام کے مشتاق رہتے ہین
اور ہر دربار مین نئی چیز کے ظاہر ہونے کا اور مرتبے کے بلند
ہونے کا احتمال رہتا ہی اور وقتون کے تعین مین اور حضوری

کی تاکید مین ایک عنایت خاص بادشاہ کی طرف سے اوسکے
حال پر سارے کارخانہ والون کی عقل پر ظاہر ہوتی ہی اور
کھلتی ہی اور اسی سبب سے وہ چیلہ خاص سارے
رعیتون اور سپاہیون اور منشیون مین ممتاز اور معزز
رہتا ہی اسیطور سے ساری مخلوقات کو پتھر سے لیکر
فرشتے تک سمجھا چاہئیے کہ احکام الہی مین لگے ہوئے سرگرم
ہین ہر چند فرشتے مقربین کو بڑی بڑی منصبین اور عمدہ عمدہ کام
مقرر ہین لیکن اپنے کام سے تجاوز نہین کرسکتے ہین حضرت
جبرئیل علیہ السلام کو کارخانہ مین حضرت اسرافیل علیہ السلام
کے دخل نہین اور ایسہی حضرت اسرافیل کو جبرئیلی کامون
مین دخل نہین اور علی ہذا القیاس جو حضوری اور منصب کہ
حضرت جبرئیل کو ہی اونکو نہ اوس سے کھتہا ہی اور نہ
بڑھنا لیکن کھتا سو بسبب اُسکے نہین ہی کہ معصوم ہین اور
نہ بڑھنے کے لئے قصہ معراج کا گواہ ہی ٭ بیت ٭ اگر یک سر
موے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم ٭ اگر برابر ایک بال
کے زیادہ اوڑون تو روشنی خدا کی جلا دے میرے پر
کو حضرت آدم صفی اللہ کو اللہ تعالی نے خلافت کے واسطے

پیدا کیا اور بے نہایت کمالون کی استعداد دیا اور بہتیرے
کار خانون کا مظہر کیا اور چڑھنا اور اترنا یعنے مرتبہ بلند پر چڑھنا
اور پستے درجے مین پہنچنا حقیقت انسانی کے لیئے مقرر فرمایا
اور انسان کے فرد اول کو کہ حضرت آدم ہین ایسے وجہ
سے مظہر پورا بنایا کہ سارے افراد مین اس حقیقت کے
جو بھید کہ وہ اوسکا حامل ہی تاثیر کرے اور اسیواسطے
جیسا کہ چیلہ خاص بادشاہی کا سلطنت کے کامون مین سے
جو سارے بادشاہی نوکرون پر بیٹے ہوے ہین ہر کام
کو کر سکتا ہی مثلا جو کام کہ خدمتگارون اور خواصون سے علاقہ
رکھتا ہی مثل جوتہ برداری اور مکھی اور پنکھے اور غیرہ
کے اِس چیلہ خاص سے بھی حاجت کے وقت تنہائی
مین متحقق ہوتے ہین اور ایسا ہی جو کام کہ نقیبون اور
چوبدارون سے علاقہ رکھتا ہی مثل پیغام پہچانے کے
کیلیکو یا بلا لانے کے کیلیکو اوس چیلہ خاص سے بھی حاجت
کے وقت ظاہر ہوتا ہی اور ایسا ہی جو کام کہ منشیون
اور متصدیون سے علاقہ رکھتا ہی جیسا فرمان نویسی اور
حساب نویسی اور جمع اور خرچ کا ضبط کرنا ہی اوسہ

چیلہ سے بھی عند الحاجت طلب کرتے ہین اور عمدہ کام
سب مثل ایلچی گری اور صوبہ داری اور لشکر کی سر داری
کے اور جو کام کہ وزارت سے علاقہ رکھتے ہین اوسکو
بھی اوسی پر قیاس چاہئے کرنے اور اسی طرح جو کام کہ فرشتے
مدبرات امر سے علاقہ رکھتا ہی وہ کام بھی انسان فرد
کامل سے صادر ہوتا ہی مثلا جہاد یا کفارون کو ہلاک کرنے
مین ساتھہ دعا اور ہمت کے جو کام کہ غضب کے
فرشتون سے علاقہ رکھتا ہی اوس چیلہ خاص سے بھی ظاہر
ہوتا ہی اور نفع پہنچانے مین جو کام کہ رحمت کے فرشتون
سے علاقہ رکھتا ہی اوس سے بھی صادر ہوتا ہی اور
تسبیح اور اذکار مین اور بجالانے مین عبادات کے جو
خدمت فرشتے مسبحین سے علاقہ رکھتی ہی اوس سے
بھی ہو سکتی ہی اور سکھلانے اور سیکھنے اور راہ
بتانے اور تلقین کرنے مین جو خدمت اور کام کہ ملایکہ خدام
وحی سے علاقہ رکھتا ہی اوس کے ہاتھہ سے بھی درست
ہوتا ہی اور قایم کرنے مین سلطنت عادلہ اور خلافت
کبری کے اور برپا کرنے مین رسالت اور نبوت اور

امامت باطنہ کی منصبون کے اور اولوالعزمی اور خاتمیت
کے مرتبون کے جو خدمتین کہ ملاء اعلی سے علاقہ رکھتی ہی اوس
چیلہ خاص سے بھی صورت بندھتی ہی اور ساری خدمتون
کو اسی پر قیاس کرنا چاہئیے القصہ حضرت حق جل وعلی نے
اپنے خلیفہ کے دربار داری کے لئے وقتون کو معین فرمایا اور
بطور وارث کے سارے بنی آدم مین اس استعداد اور
لیاقت کو چھپا رکھا اور اوس استعداد کے ظاہر کرنے کو
اوسکے اختیار پر موقوف رکھا اور کمال مہربانی کی راہ سے
رسولون کو بھیجا اور کتابون کو اوتارا اور طرح طرح کی
ہدایت عالمون اور بنی کے نایبون سے کروایا اور اسطرح
کی چیزون سے جو اوس چھپی استعداد کے ظہور کی باعث
ہون مدد فرمایا سو اوقات پنجگانہ نماز کا کہ انسان کے کمال قرب
اور حضوری کا وقت ہی اور اسیو اسطے اس امت پر
فرض ہوا ہی اوقات دربار داری کے ہین اور خلافت
کا شعبہ یعنی شاخ ہر شخص مین موجود ہی جو چاہے اوسکو
ظاہر کرے اور جو چاہے اوسکو برباد دے اور یہہ آیتہ کریمہ
* قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا * بیشک مراد

کو پہنچا جسنے اوسکو سوارا اور تحقیق نا امید ہوا جسنے
اوسکو خاک مین ملایا اسے مضمون کو ادا کرتی ہی * اور
نماز پانچ گانہ کے اوقات جو بندون پر فرض ہوئے وہی گواہی
دیتے ہین کہ انسان کی حقیقت ساری مخلوقات کی
حقیقتون پر شرف اور فوقیت رکھتی ہی اور یہہ گواہ
مقبول الشہادت ہی گواوسکے افراد مین تفاوت اور
نقصان ہوتا ہی بلکہ تنزل کر کے اسفل السافلین مین پہنچتے
ہین اور حقیقت مین اوسی تفوق کا باعث ہی کہ اسفل
السافلین مین گرتا ہی کیونکہ برے برے بلاون اور برے برے
نوع بنوع کے عذابون مین مبتلا ہونا ملاذمان حضور بادشاہی
کے نصیب ہوتا ہی * ع * ہم بیشتر عنایت وہم بیشتر
عنا * بھی زیادہ عنایت اور بھی زیادہ دوکھہ پس مومن
طالب کامل الایمان کو چاہئے کہ نماز کی حقیقت کو یون سمجھے کہ
حضرت رب العزت کہ اوسکی سلطنت اور سارے
اوصاف کی عظمت کو پایان نہین ہی تمام مخلوقات سے
مجھکو قبول کر کے برے تاکید سے پانچ وقت دربار داری
کے واسطے اذن مطلق دے کے بروانگی اور اذن لینے

پر محتاج نرکھا اور دربان اور نقیب کی منت سے
سبکدوش کیا اور درصورت غیر حاضری کے وعید شدید فرمایا
بس اپنے کو اس نعمت عظمی سے کہ سارے جہان کا
رشک افزا ہی محروم کرکے وعید شدید کے مستحق ہو
کس درجے کی جہالت اور نادانی ہی اسیطرح نماز
کی عظمت اور برائی کو سمجھکر نماز کی حرکتون کو کمال آداب
اور خشوع سے کہ لایق قبول درگاہ بادشاہ حقیقی کے ہو
عمل مین لاوے اور اپنے کو ہمیشہ کاروبار مین خدا کے رکھہ
کے نماز کے وقتون کو بلاشبہ وقت دربار اور حضوری کا
معلوم کرے اور تلاوت اور تسبیحون کو اور دعاؤن کو
اپنی مناجات اور بھید کہنا اور کلام کرنا اور حاجتون کو پیش
کرنا سمجھے یہہ نماز کی حقیقت اجمالی ہی اور لیکن حقیقت
نماز کے ارکان کی تفصیلی سو اوسکے سمجھانے کے لئے ایک
تمثیل سے اوسکی تصویر بناکے کھڑی کردیا چاہئے اوسکا
بیان وہ ہی کہ جس وقت چیلہ خاص بادشاہی مناجات کا
ارادہ اور حاجتون کے عرض کرنے کا قصد دل مین اپنے
مصمم کرکے اپنے اقاکے دربار مین حاضر ہوکے کمال خضوع اور

تعظیم سے کھڑا ہوتا ہی اور ماسوی اللہ سے اعراض کرکے
اوسکی ہیبت اور سلطنت کو اپنی انکھون مین چوبھاکے
دیدہ امید مناجات کو اوسکے طرف لگاتا ہی پس لابد
بمجرد اس بات کے وہ بادشاہ عالی جاہ اوسکی مناجات
کے عزم پر مطلع ہوتا ہی اور اوسکی عرض حاجات کے امید
کو دیکھتا ہی عنایت خاصہ حق مین اوسکے مبذول فرماتا ہی
اور دیدہ قبول اور محبت کی انکھ سے اوسکو ملاحظہ فرماتا
ہی اور جس قدر کہ اقوال اور افعال تعظیم کے اوس
جیلہ فرمان بردار سے صادر ہوتے ہین عنایات شاہی اوسکے
حق مین دوبالا ہوتی ہی پس جس وقت کہ وہ بندہ تابعدار
اپنے اقا کی عنایتون کو زیادہ سے زیادہ اپنے طرف دیکھتا
ہی واسطے بجالانے تخت بوسی کے یا اوسکے مانند کے
اون تعظیمون سے جو مناجات کی پروانگی اور عرض حاجات
کی تمہید پر مقدم رہتی ہی جھکتا ہی اور بسبب صادر ہونے
اس تعظیم کے عنایتین بے نہایت بادشاہ کی اوسکے طرف
متوجہ ہوکے مناجات کی اذن اور عرض حاجات کی پروانگی
اوسکے ساتھہ ارزانی رکھتے ہین پھر وہ بندہ منقاد مناجات

کی پروانگی حاصل ہونے کے شکر مین زبان کو اپنے اوس
ثنا اور مدح کے ساتھہ کہ لایق اوسکے مولا کے ہی کھول کر
اور اُس افعال کو کہ اوسکے اقا کی تعظیم کے قابل ہی بجا لاکر
مناجات اور عرض حاجات مین مشغول ہوتا ہی اور
چونکہ یہہ وقت نہایت کمال کا اس بندہ منقاد کے اور غایت
قرب اور نزدیکی کا اوس بادشاہ عالی جاہ کے اور شدت
ظہور کا ہیبت سلطنت کے اور نہایت وضوح کا دبدبے
مملکت کے ہی مناجات کے بعضے مضامین کو سہو ہو جانے
کا گمان اور بعضے حاجتون کے بھول جانے کا متام تھا اس
واسطے اوسکو حکم فرماتے ہین کہ ایک لمحہ مناجات سے
جدا ہو کے عقل اور خیال کو اپنے درست کر کے پھر قرب
کے محل مین داخل ہوئے تا کہ مافات کی تدارک بخوبی
حاصل کرے اور جسوقت اسیطرح قرب کی حالتو نکو
اور اتصال کے مقامون کو اوس بندہ فرمابردار پر چند بار
بسبیل تکرار کے وارد کرتے ہین حسن معاملہ اور قدردانی
کی قانون اور زیادتی قبولیت کی آئین یون تقاضا کرتی
اور چاہتی ہی کہ اوس بندہ کو واسطے اعزاز اور اکرام کے

بیٹھنے کا اذن دیتے ہیں لیکن چونکہ بادشاہی دربار میں بیٹھنا
کمال بے ادبی ہی اسواسطے حکمت سلطنت کی یون
تقاضا کرتی ہی کہ اوس بندہ کو اوس خدمت کے ساتھہ جو
بیٹھنے کے مناسب ہو حکم فرماتے ہیں مثلاً اوسکے طرف پانون
اپنا لمبا کر دیتے ہیں تاکہ پانون چپی کی تقریب سے بیٹھے
ایسا ہی جب مومن پاک شرکون سے مبرا عقیدہ کا تھیک
نیت کا خالص بدعت سے کنارہ کش رذایل سے خالی
فضایل سے بھرا ہوا اپنی جان کو چار پاؤن کی خصلت
اور اندر کی خباثت سے صاف کر کے اور اپنے تن کو
نجاست حقیقی اور حدث حکمی سے پاک کر کے اور تختہ
دل کو اپنے التفات ماسوی اللہ کے نقشون سے مصفا کر کے اور
دل کو اپنے غیر اللہ کے علاقون سے معرا کر کے قالب اور قالب
سے اپنے اللہ کے طرف متوجہ ہو کے کمال محبت اور نہایت
رغبت سے اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ * کے مضمون کو یعنے بیشک متوجہ کیا ہمنے
اپنے مونہہ کو اوس شخص کے طرف جسنے بنایا
آسمانون کو اور زمین کو اپنے تہہ دل مین جما کے تحریمہ باندھتا

ہی بھر دباندھنے کے رحمت خدا کی جوش مین آتی ہی اور
عنایت خاصہ اوسکی طرف متوجہ ہوتی ہی کیونکہ *
اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ یَ
وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ * ایک
اشارہ ہی اسی معاملہ کے طرف یعنی جب نماز پڑھ
کوئی تم مین سے تو چاہئیے کہ نہ تھوکے اپنے سامھنے کیونکہ
اللہ تعالی اوس مصلی کے اور قبلہ کے درمیان مین ہی او
ایک روایت مین سو بیشک رحمت متوجہ ہوتی ہی
اسکی طرف * اور جس قدر اقوال تعظیمی تلاوت قرآن
اور دعائین اوس سے ظاہر ہوتی ہین اوسیقدر عنایت
رحمانی اور فیض یزدانی حق مین مصلی کے مبذول ہوتی ہی
یہان تک کہ رکوع کو جو تمہید ہی نہایت مرتبہ کی تعظیم اور
پرلے درجے کی نزدیکی کی کہ مراد سجود سے ہی بجا
لاتا ہی اور جس وقت اپنی خالص عقل سے ملاحظہ کرتا
ہی کہ ایسے مقام بلند کا کہ مراد سجدہ سے ہی مجھکو اذن
مطلق فرمائے ہین اور کسی طرح کا روک توک نہ رکھے
ہین اس نعمت کبری اور بخشش عظمی کے شکر کے ادا

کرنے مین سیدھا کھڑا ہو کے اور مدح اور ثنا ایسی کہ
لایق اوسکے ہی بجالا کے اپنی پیشانی کو عجز کے خاک پر
گھسکے مناجات اور عرض حاجات مین مشغول ہوتا ہی
اور چونکہ سجود نہایت قرب کا مقام اور جمال کی تجلیات
کے ظاہر ہونے کا اور جلال کے پردون کے ظہور کا محل ہی
اسواسطے بعضے حاجات کے مضمون کے سہو ہونے کا
گمان ہوا اسلئے ایسا حکم ہوا کہ اپنے کو ایک دم اوس
مقام برتر سے نیچے اوترکر پھر اوسی مقام پرترمین واسطے
تدارک اوس چیز کے کہ عرض حاجات مین سے فوت
ہوگئی ہی پھر دہراکر عود کرے اور جب وہ مومن پاک
اس پسندیدہ حالتون مین بار بار متلبس ہوتا ہی کہ ادنا
تکرار دو رکعت مین ثابت ہوتا ہی بیٹھنے کی پروانگی
کی لیاقت پیدا کرتا ہی کیونکہ تکرار یعنے بار بار کرنا ایک
چیز کا دلالت کرتا ہی بڑی زور کی تابعداری پر بخلاف
اوسکے کہ تعظیم کا فعل اوس سے ایک بار صادر ہوے
کیونکہ احتمال ہی کہ وہ فعل تعظیمی اتفاقا اوس سے ظاہر ہوا
ہو لیکن عظمت کی قانون کی محافظت کے لئے نماز کے

قعود یعنے بیٹھنے کو عبادت سے خالی نہ چھوڑ کے واسطے
تشہد یعنے * التحیات * بڑھنے کے کہ بڑی تعظیم کے قول
پر مشتمل ہی حکم فرمایا اور قومہ مین بھی ایک بھید دوسری
رکھے ہین بیان اوسکا وہ ہی کہ ہر رکن نماز کا مشتمل
ہی نئی لذت اور تازی حلاوت پر سو ضرور ہی کہ رکوع
اور سجود کو ایک فعل اجنبی سے الگ کیا چاہئے تاکہ لذت
ہر رکن کی بر اسہ مصلی کے نصیب ہو اور ایسا ہی درمیان
دو سجدہ کے جسے جلسہ بولتے ہین ایک اسرار بہت
باریک ہی اوسکا بیان یون ہی کہ جس وقت ایک ادنی
شخص کوئی بڑے مرتبہ مین یکایک پہنچ جاتا ہی مثلاً ہاتھہ
اوسکا پایہ تخت شاہی مین یا سر پر بندھی ہوئی پگڑی پر
پہنچ جاے تو اوسکے سے لوگون کو البتہ گمان اور خیال
ہوتا ہی کہ یہہ امر اتفاقی ہوگا اور جب وہی کام تکرار کے
ساتھہ بار بار متحقق اور ثابت ہوتا ہی تب خیال باطل
مضمحل اور نیست و نابود ہو جاتا ہی جسوقت اس مشت
خاک کو اعلی درجے کے منصب پر کہ سجدہ مین حاصل ہوتا ہی
نوازتے ہین البتہ دلون مین سارے عالم کے بلکہ دل مین

خود اس مصلی کے بھی اس امر کے اتفاقی ہونیکا گمان
پیدا ہوئے کا مقام ہی پس واسطے دور کرنے اس
ظن اور خیال کے ہر رکعت مین اس مومن پاک کو اس
خلعت فاخرہ کے ساتھ دوبارا نوازتے ہین یہہ اشارہ
نماز کے ارکان کے اسرار کے طرف اجمالی ہی اور
لیکن تفصیل اوسکی سوتنگی مقام کے سبب عقل اور
فطانت والون کے ذکا پر حوالہ کیا گیا جب اس معنی پر آگاہ
ہوکے ہمیشگی کریگا خدا کے فضل سے امید ہی کہ اپنی استعداد
کے موافق سچے الہامون کا مورد ہوگا اور اسی جگہہ سے
حضرت فاروق کے اسرار کو سمجھے گا کہ * اُجَهِّزُ جَيْشِي وَ
اَنَا فِي الصَّلٰوةِ * یعنے مین تیاری کرتا ہون اپنے لشکر کی
حالانکہ نماز کے اندر رہتا ہون دربار مین اپنے سلمانون
کے لشکر کی تدبر کہ موجب زیادتی قوت اور شوکت
دین کا ہو فرماتے تھے اور اسیواسطے جسقدر فتح اور
ترقی اسلام کی اونکے وقت مین ہوئی اور کسی عہد مین
معلوم نہین ہوتی القصہ ایمان کے معنے انسان کے دل مین
بمنزلہ اوس تخم کے ہی کہ زمین کے اندر مخفی کیا گیا ہی

اتنے ہی مین کہ کلمہ شہادت کو بولا اور بندگی اوسکی عالم
الہی مین مشہور ہوئی اور اوسکی عبودیت اور قبولیت
کی مبارکبادی کی اواز زبان حال سے ملاء اعلی کے ظاہر ہوکے
اہل عالم کے کان کو زینت بخشا اور بمجرد نکلنے اور صادر
ہونے کلمہ شہادت کے پانچون وقت دربار مین حاضر
ہونیکا اوسپر حکم ہوا اور بہتیرے احکام طہارت کے جو
دربار کے قصد سے مقدم ہی سکھلایا اور آداب قولی
اور فعلی اور عرضداشت جہری اور سری کو تعلیم فرماکے
سرفراز اور ممتاز کیا * ۳ افادہ * چونکہ خالی ہونیکا بالکل
مال سے حکم نہین ہی کیونکہ مال بموجب مضمون * جَعَلَ اللّٰہُ
لَکُمْ قِیٰمًا * کے یعنے کیا اللہ نے واسطے تمہارے گذران
کی وجہہ اس جہان کے زندگانی کا ستون ہی اور ایسا بہت
ہوتا ہی کہ انسان جسوقت مسلمان ہوتا ہی اوسیوقت
مالدار ہوتا ہی اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ سابق سے مالدار
رہتا ہی اسواسطے زکواۃ کو نماز کا ضمیمہ فرمایا یعنے نماز کے
ساتھہ ہی زکواۃ کا ذکر فرمایا تاکہ مال کہ اکثر موجب غفلت اور
پردہ کا ہوتا ہی اور اوسکی محبت آینہ دل کے زنگ کا

سبب پر تا ہی زکواۃ دینے سے مرد مسلمان کے حق مین
ایک طرح کی حضوری ہمیشگی کی بخشی بیان اوسکا یہہ
ہی کہ جسوقت آدمی نے اسلام لایا اور معلوم کیا کہ
سارے اسلام کے رکنون کے بجا لانے کا مجھہ پر حکم
ہی اور عمدہ ارکان کے بجا لانے کا اہتمام کہ منجملہ اوسکے
زکواۃ بھی ہی دل مین اوسکے قرار پکڑا اوسی وقت مال
کے اجناس کی تلاش مین درپے ہوا کہ کون مال زکواۃ
کے قسم سے ہی اور کون نہین ہی اور جو زکواۃ کے
قسم سے ہی وہ کتنا ہی اور اوتنے مین کتنا زکواۃ لگتا
ہی اور سال کا گذرنا جو شرط زکواۃ کا ہی کون وقت
سے شروع ہی سو یہہ اہتمام جب تک اوسکے دلمین
لگا رہیگا گو عین تدبیر مین افزونی مال ہی کے رہے تمامی اوقات
مین ایک نوع کی حضوری حق کی اوسکے نصیبہ مین رہیگی اور
جب کہ فرضیت کے معنے کو بخوبی سمجھیگا یعنے ایک حکم ہی
احکام الہی سے بنابر حکم کے ادا کرنا اوسکا مجھہ پر لازم
ہی دوسری نیتین ثواب کی یا رفع کرنی حاجت فقیر کی یا
صلہ رحم کی یا شہرت اپنے کرم اور سخاوت کی امر الہی

کے ادا کرنے کی نیت کے مقابلہ مین پز مردہ یا نیست و
نابود ہو جائنگی اور اوس صمد مطلق کی بے پروائی کا معتقد
ہوگا اور جانیگا کہ اتنا مال کہ مجھہ پر ہر سال مین بطور نذرانہ
کے مقرر فرمایا ہی سو اپنے انعام جلیل القدر کی مجھہ پر
برھانے کی حکمت محض کیا ہی اسیواسطے زکواۃ کے
لینے کا حق اصالتہ امام اور خلیفہ کا ہی اور گویا کہ ہاتھہ مین خدا
کے حوالہ کرتا ہی چنانچہ قرآن اور حدیث سے یہی معلوم
ہوتا ہی پس حال مسلمان کا ہر سال زکواۃ ادا کرنے مین
مانند اوس شخص کے ہی کہ بادشاہ عالیجاہ بے پروا کے
حضور سے اوسپر تاکید ایون حکم صادر ہوا ہو کہ اپنی ملک
کی چیزون مین سے اسقدر ہر سال بطور عید یا جشن کی
نذر کے حضور مین ہمارے لاتے رہے کہ مین دست عنایت سے
اپنے اسکو قبول کر کے بہت سی عنایات اور تفضلات
کرونگا سو دوسرے کارخانون کے لوگ جنکو عید اور جشن
کی نذر گذرانے کا حکم نہین ہی بلکہ نہین گذرانے سکتے ہین
اوس شخص کی منصب اور کمال عزت اور محبت کو
کہ بارگاہ شاہی مین حاصل ہی حسرت سے دیکھتے ہین

اور وہ شخص ہمیشہ ترقی مین رہتا ہی اور اوسکو عین
مان کے اشتغال مین غفلت رو نہین دیتی ہی * فایدہ *
جیسا کہ سلاطین صاحب اقتدار جوان مردی کے شعار نذر
اور نیاز کے مالون کو خاص خرچ مین اپنی ذات کے صرف
نہین کرتے ہین بلکہ اخراجات مین سارے عزیزون کے مثل
شاہزادون اور امیرون کے بھی جایز نہین رکھتے بلکہ اونکے
نزدیک ایسے مالون کے مصارف یعنے خرچنے کی جگہہ
صاحب حاجات اور انعامات یعنے محتاج اور پونئے ہین اور
بس اسیواسطے خداوند تعالی نے زکواۃ کے مال کو پیغمبر
خدا صلعم پر کہ خرچ اوسس جناب کا حقیقت مین خرچ ذاتے
خداوند تعالی کا ہی اور سارے بنی ہاشم پر جو انجناب کے
عزیزونمین سے ہین حرام فرمایا اور محتاجون کو اوس مال کا مصارف
ٹھہرایا سو جن لوگون پر زکواۃ کو حرام کیا اون کو عزت اور
افتخار ایسی حاصل ہوئی کہ اوسکا شکر کسی زبان سے ادا
نہین کرسکتے اگر فقط بمقابلہ مین اسی نعمت کے نوع بنوع
کی عبادتین اور ہزارون قسم کی طاعتین بجالاوین تو انکو
سزاوار ہی اور اس نعمت عظمی کے مقابلہ مین ناشکری

کرنے کے سبب سے اور نافرمانی کرنے کے باعث سے
کس پایہ کو پہنچتا ہی ٭ ۳ افادہ ٭ ماہ رمضان کے روزہ
کے فرض ہونے مین ایک طرح کی توجہہ اور التفات مرد
مومن کو حکم الہی کے طرف تمام سال رہتی ہی اور انتظاری
کھینچتا ہی اور مستعد رہتا ہی کہ جب رمضان کا مہینہ پہنچیگا
ایسا اور ویسا یعنے روزہ اور نماز تراویح اور قرآن
ادا کرونگا اور انتظاری کھینچنے اور مستعد رہنے اور
خلوص نیت مین لوگ مختلف الحال رہتے ہین اور اوسی
اختلاف کے موافق اون کی مقبولیت کے درجون مین
بھی اختلاف ہوتا ہی اور تمام سال کی انتظار کی جہت
سے ایک مشابہت زکواۃ کے ساتھہ رکھتا ہی جیسا
کہ سابق زکواۃ مین لکھا گیا اور ہرچند روزہ ہر امت پر معین
تھا لیکن خدا کی عنایات بے غایات کی جہت سے جو اس
امت مرحومہ پر فایض ہی رمضان کے مہینے کی تخصیص
ہوئی اور کم زوری اور کم عمری اور کم ہمتی اور
اعمال شاقہ کی ہمیشگی کی بے توفیقی پر نظر کرکے رمضان
کا مہینہ اور شب قدر کی رات مقرر ہوئی تاکہ بدون کرنے

وشوار عملون کے اور مشکل کامون کے ماہ رمضان اور
سب قدر کی برکتون کے واسطہ سے مثل اگلون کے بلکہ
اونسے بڑھ چڑھکر اعلی درجہ مین پہنچے اور فایز ہووے اور
ہر سال مین ایک بار لات جوتی نفس پر ایسی پڑتی ہی
کہ اثر اوسکا تمام سال رہتا ہی اور اوسکی شہوت
اور غضب اور حرص کی اصلاح بخوبی ہو جاتی ہی گو ہر انسان
کو اوس پر آگاہی نہووے * ۴ افادہ * لیکن حج سو بمنزلہ
اوسکے ہی کہ کوئی بادشاہ ایک مقام کو معین کرے اور
اوسکو اپنی عنایات بے غایات کا محل ٹھہراوے اور
جسکو اوس مکان مین طلب کرے اوسکو بہت نوازے
اور اوسکے ہم جنسون مین اوسکو معظم اور معزز کرے یہان
تک کہ اگر کوئی بغیر بلاے بھی اوس مکان مین جاوے اوسکو
بھی اون عنایتون کے ساتھہ کہ جسکی لیاقت رکھتا ہی
نوازے کہ کسی وجہہ سے ایک عزت اور عظمت
اوسکو بھی اپنے ہم جنسون مین حاصل ہوے اور اعزاز
اور عنایات سے خالی نرکھے القصہ اوس مکان کو خان یغما
کیا ہو پھر جو بلانے سے حاضر ہوا ہووے اوسکو بھی برطبق

اوسکے معزز کرے اور نعمت دے اور جو بے بولائے
آیا ہو اوسکو بھی حسب حال اوسکے کسی وجہہ کی
عزت اور نعمت سے نوازے ایسا ہی بادشاہ علی الا
طلاق گھر کعبہ اور حرم کو ساری زمین سے ممتاز کر کے
اپنے فیض کا محل قرار دیا ہی اور ہر کس اور ناکس
کے لئے بطور خان یغمان کے کر رکھا ہی سو جو شخص بمو
جب طلب کے وہان جاتا ہی سو بنی آدم ہین پس خدا کی
انواع قسم کی نعمتون کے ساتھہ نوازا جاتا ہی منجملہ
اوسکے مغفرت عام کہ تمام گناہون کو اوسکے بخش دیتا ہی اور
باعتبار دور ہونے گناہون کے ایسا ہو جاتا ہی جیسا ماکے
پیٹ سے لڑکا پیدا ہوتا ہی کہ کوئی گناہ اوس پر نہین ہی
اور آیندہ کے لئے بھی خدا کی عنایت اور کفالت مین رہتا
ہی اور جو بے بلائے وہان جاتا ہی سو حیوانات اور
نباتات ہین سو یہہ لوگ بھی حرم کی حرمت کے ساتھہ
معزز ہو کے اپنے سے لوگون مین سرفرازی اور ممتازی حاصل
کرتے ہین سو مومن پاک کو مناسب ہی کہ اوس امر عظیم
کو یعنے پروردگار کے طلب کرنیکو ایسے مقام مین اسطرح

کے عاجز کو محض عزت اور اکرام کے لئے تصور کر کے حج
کی عظمت اپنے دل مین جماوے اور مضبوط کرے *
* ۵ افادہ * جانا چاہئے کہ جہاد بہت منافع اور فایدہ کا کام
ہی کہ اوسکی منفعت کتنی وجہون سے سارے خلایق
کو پہنچتی ہی جیسا مینہہ کہ منفعت اوسکی درخت اور حیوان
اور انسان کو گھیر رکھی ہی اس امر عظیم کی منفعت
دو قسم ہی ایک تو منفعت عام ہی کہ سارے تابعدار
مسلمانون اور سرکش کافرون اور فاسقون اور منا
فقون کو بلکہ جن اور انسان اور درخت اور حیوان کو
اوس منفعت مین شریک رکھتے ہین اور دوسری منفعت
مخصوصہ ہی ایک جماعت خاص پر یعنے بعضے شخص کو ایک
منفعت حاصل ہوتی ہی اور بعضے دوسرے کو دوسری
منفعت ہوتی ہی لیکن منفعت عام شوبیان اوسکا یہہ ہی
کہ جیسا کہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ حکام کی عدالت اور معاملے
والون کی دیانت اور مال والون کی سخاوت اور
جمہور خلایق کی نیک نیتی کے سبب سے آسمانی برکتین
جیسا مینہہ کا بروقت برسنا اور کھاس دانے کا کثرت

سے اوگنا اور حال اور روزگار مین کشایش ہونا اور
بلاؤن اور آفتون کا دفع ہونا اور مالون کا بڑھنا اور ہنر
مندون اور کاملون کا ظہور کرنا ہی زیادہ سے زیادہ متحقق
ہوتی ہین ویسا ہی اتنا بلکہ سوا اتنا زیادہ اوس سے دین حق
کی شوکت اور دیندار بادشاہون کے عروج اور ملکون
مین ان کی حکومت کے ظاہر ہونے اور لشکر ملت حقہ کی
قوت اور احکام شرع کے پھیلنے کے سبب سے ظاہر ہوتی
ہی چنانچہ آسمانی برکتونکے اترنے مین ہندوستان کے حال کو
روم اور توران کے حال کے ساتھہ تولا چاہئے بلکہ ہندوستان
ہی کے حال کو اس جزو زمان مین کہ سنہ بارہ سے تین تیس
سال ہی اور اکثر اسکا دارالحرب ہوگیا ہی اسی
حال کو دو تین سو برس کے آگے کے حال کے ساتھہ وزن
کیا چاہئے یعنے غور اور تامل کیا چاہئے کہ اب کتنی برکتین اترتی
ہین اور اولیاے عظام اور علماے کبار باعمل ظاہر ہوتے
ہین اور آگے اسکے کتنین برکتین اوترتی تھین اور ایسے
بزرگوار کتنے ظاہر ہوتے تھے اور لیکن منافع خاص سو حاصل
ہونا اوسکا شہیدون اور غازیون اور اقتدار والے

بادشاہون اور کارزار کے جوان مردون کی نسبت
کر کے ظاہر ہی بیان کا محتاج نہین اور لیکن نسبت کر کے
اون لوگون کے جنکے باطن صاف ہین سو حاصل ہونا بڑی
ترقیونکا تھوڑے وقتون مین اور پہنچنا ولایت اور وجاہت
کے مرتبون پر تھوڑی محنتون مین ہی اور بہ نسبت علما کے
سو علوم حقہ یعنے قرآن حدیث تفسیر فقہہ کا پھیلانا اور تعلیم
کرنے والے اور سیکھنیوالے کی کثرت اور احتساب اور
قضا اور اجتہاد اور افتا کے مرتبون پر علما کا پہنچنا اور امامت
باطنہ کے منصب پر قایم ہونا یعنے دعوت عام ظاہرہ ملت
حقہ کی طرف اور انبیا کی نیابت کا حاصل ہونا بسبب
پھیلانے حق عقیدون کے اور احکام مرضیہ کے اور ظاہر ہونے
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے یعنے اچھی کام کا
حکم کرنا اور برے کام سے باز رکھنا ہی اور لیکن بہ نسبت
عوام صلحا کے سوان کی رغبت کا زیادہ ہونا صلاح اور
تقوی مین ہی بسبب عزت اہل صلاح کے اور اہانت
فاسقون کے اور بسبب مشہور ہونے نیک کام شرعی
کے اور گم جانے برے کام اور خلاف شرعی کام کے

اور بھی دوچند ہونا اجر کا اِن کی طاعتون کے ہی سامان
بادشاہون کی تابعداری کے سبب سے اور حرمت
والے عالمون اور عظمت والے اولیاون کی تعظیم اور
اکرام کی جہت سے اور مسلمانون کی بڑی جماعتون
مین داخل ہونے کے سبب سے لیکن نفع عوام مومنون کو
سو پیدا ہونا صحیح نیت کا معاملون مین اور رغبت پیدا
ہونا انکے دلون مین عبادتون کا دین حق کے پھیلنے کے سبب
سے اور جواد مطلق کے الطاف کے باعث سے اور
رسوم شرعی کے مان لینے کی جہت سے سبب شہرت
کے اگرچہ تقلید ہی کی راہ سے ہو اور رفاہیت معاش
کی بھی ہوتی ہی بسبب اوترنے برکات آسمانی کے
اور عدالت سلاطینون کے اور بخشش سخیون کے اور
بند وبست انکے دنیا اور آخرت کے کامون کے قانون شرعی پر
چلنے کے سبب سے اور لیکن نفع فاسقون اور فاجرون کو
سو حاصل ہونا توبہ کا ہی یعنے اونکے دلون مین فسق اور
فجور سے نفرت پیدا ہوتی ہی حق کے نور کی تاثیر سے اور
برے فعلون کی برائی سے جو سازی خلایق کے عقل مین

جم جاتی ہی مذہب حق کے مشہور ہونے کے سبب
سے اور بری باتون اور بدعتون کے اظہار سے بھی ہاتھہ
کھینچ لیتے ہین حد اور تعزیر کے قایم ہونے کے خوف سے یا بھائی
بندون کے طعن اور لعن کے عار لاحق ہونے کے ڈر سے
سبب مشہور ہونے برائی منکرات اور بدعات کے
لیکن نفع منافقون کو سو دین حق پر ظاہر ہین قایم ہونا ہی اور
کھلے کافرون کی جماعت مین داخل نہونا اونکا ہی قتل سے
ڈر کر یا ایمان والون کی عزت اور بے ایمانون کی ذلت کو
دیکھہ کر اور یہہ بھی امید ہی کہ ملت حقہ کا نور تہ دل مین
منافقون کے تاثیر کرے مذہب حق کے مشہور ہونے اور
برکات سماوی کے اترنے اور اہل اسلام کی شوکت
دیکھنے اور اولیا اور علما کے ساتھہ خلط اور ملط ہونے اور
ان بزرگوارون کے پند اور وعظ کا منافقون کے دل مین
عکس پڑنے کے سبب سے اور لیکن نفع ذمی کافر کو سو
معیشت کی رفاہیت یعنے من مانتی گذران ہی سبب
نازل ہونے آسمانی برکات کے اور کھلی نے حال اور
روزگار کے اور عدالت باشاہون کے اور اطمینان

حاصل ہونیکے چور اور راہزن سے اور اسلام کی طرف
رغبت پیدا ہونے کی امید ہی اہل حق کے ساتھ رل مل
کر رہنے کے سبب اور شریعت والون کے دنیا اور
آخرت کے کامون کی بندوبست کو دیکھنے کے سبب
سے لیکن نفع کافر حربی کو سو حق مین اون کافرون کے کہ جہاد
مین مسلمانونکے ہاتھ سے مارے گئے باوجود اسکے کہ یہہ
لوگ بہت کم ہوتے ہین کیونکہ اکثر لڑائیون مین جو لوگ
مارے جاتے ہین بہ نسبت بھاگنے والون کے بہت کم
ہوتے ہین خصوصا جب شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہی
القصہ حق مین انکے مارا جانا عذاب کی تخفیف کا باعث ہی
کیونکہ اگر مارے نجاتے البتہ اپنے کفر پر کوئی مدت تک باقی
رہتے پس ضرور کفر انکا بڑھ جاتا اور جتنا کفر بڑھتا پھر
اوسمین عذاب بھی بڑھتا اور لیکن حق مین اِنکے لڑکے
بچون کے سو اِنکو بسبب تو بندی غلام ہونے کے اہل
حق کے ساتھ رل ملکر رہنا ہاتھ لگتا ہی البتہ گمان قوی ہی
کہ اہل حق کی صحبت کا نفع اونکے حق مین حاصل ہووے یہہ
جو مذکور ہوا جہاد کے منافع کا ایک مکرا ہی لیکن تفصیلی

کے ساتھ جہاد کی منفعت کو لکھنا سو احاطہ کرنا اوسکا
اس مقام مین نہین ہو سکتا ہی القصہ ایمان والون پر جہاد کا
واجب ہونا اور قیامت تک جہاد کو قائم رکھنے کا حکم ہونا
شریعت کے کارخانے مین مثل برسنے مینہ کے اور جاری کرنے
نہرون کے ہی لیکن برباد ہو جانا چند شخصون کا جو برے
استعداد کے ہین جیسا مسلمانون مین سے بعضے ایسے ہین
کہ جہاد سے روکتے ہین اور بسبب بدی باطن کے آور
حسد کے اور کافرون کی محبت کے غازیون اور مجاہدون
کی مخالفت کی راہ چلتے ہین اور اپنے کو ہمیشگی کی ہلاکت
مین ڈالتے ہین اور برے خبیث منافقون کے زمرے مین
داخل ہوتے ہین سو جہاد کے عام منافع مین خلل انداز نہین
ہو سکتا ہی کیونکہ یہی مینہ ہی کہ نفع عام اوسکا ساری
خلائق کے حق مین ظاہر ہی گو کہ بعضے شخص عمارتون کے
گر پڑنے کے سبب سے یا دیون کے طغیان کے سبب سے
برباد ہوتے ہین *

خاتمہ فائدہ مستفرقہ مین * اور اوسمین پانچ افادہ ہی
افادہ * جاننا چاہئے کہ سنار آگ کا بغیر باجے کے اوپر

اختلاط لوندیون کا بدون شہوت کے اگرچہ شرع مین ممنوع
نہین ہی لیکن اسطرح کے کامون کو حق مین راہ حق کے سالکونکے
حصول صار راہ نبوت کے طالبونکے خلل سے بھی خالی نہ سمجھنا
چاہئے اوسکا بیان یہہ ہی کہ اسطرح کے کام جو ہین سو مبتدیونکے
حق مین بھی برا ہی اور منتہیون کے حق مین بھی لیکن حق مین
مبتدیونکے سو تفصیل اوسکی یہہ ہی کہ سارے روحانی
طبیبون نے اتفاق کیا ہی اسبات پر کہ راہ حق کے سالکونکو
حقوق نفس کو وفا کرنا ضرور ہی اور حفظ حظوظ نفس کی اتباع
مضر پرہیز کرنا اوس سے پر ضرور ہی خصوصا جو حظوظ کہ
لذت اوسکی صاحب نفس مین حاصل ہو اور حلاوت اوسکی
تہ دل مین مستحکم ہو کر داخل ہو اور نفس اوسکے تلاش مین
حیران و پریشان ہو اور پر ظاہر ہی کہ اسطرح کے کام حقوق نفس کے
قسم سے نہین ہی کیونکہ اوسکے چھوٹنے کے سبب سے
کبھی ضعف اور ناتوانی بدن مین ظاہر نہین ہوتی ہی جیسا
کھانے پینے کے چھوڑنے سے اور ایسا ہی اوسکے
چھوڑنے کے سبب سے پریشانی حواس مین اور
پراگندگی عقل مین اور بی جیسی طبیعت مین کبھی پیدا نہین

ہوتی ہی جیسا بید اور استراحت چھوڑنے سے اور
ایسا ہی اوسکے چھوڑنے کے سبب سے ممنوعات
شرعی مین پڑجانے کا مظنہ خیال مین نہین آتا ہی جیسا جماع
کے چھوڑنے سے القصہ اس طرح کے کامون کو کوئی عاقل
حقوق نفس کی قسم سے نہین سمجھتا ہی سو اس طرح کا کام
نہین ہی مگر حظوظ نفس سے بلکہ اوس قسم کے حظوظ
سے ہی کہ طالب کو اوس سے بچنا بہت ضرور ہی
کیونکہ آواز خوش اور صورت دلکش اوسی قسم سے
ہی کہ لذت اوسکی تہ دل مین گھستی ہی اور اثر اوسکی
مدتون نفس کے دامن مین برقرار رہتی ہی اور نفس کو
اوسکی طلب مین حیرانی اور پریشانی ہوتی ہی علاوہ اسپر
یہہ ہی کہ اس طرح کے کام اوس مباحات کی جنس سے
ہین کہ بعض وجہ سے حرام کامون کے ساتھہ ملے ہوئے ہین اور
بعضے وقتون مین بعضے شخصون کو گناہون کی طرف کشان کشان
لیجاتے ہین مثلاً زور سے علاقہ پکڑنا دل کا راگ سنے
پر باجا سنے کی طرف منجر ہوتا ہی اور کثرت سے اختلاط
کرنا لونڈون کے ساتھہ تنہائی مین شہوت کے پیدا ہونے

کی طرف کھینچتا ہی چنانچہ تجربہ والون اور عقل والونپر
پوشیدہ نہین ہی اور پرہیز کرنا اس طرح کے کامون سے
متقی اور صالح لوگون کی نشانی ہی چنانچہ بہتیری حدیثون مین
مصرح آیا ہی اور کوئی شخص اپنے تقوی اور صلاح پر
اعتماد کرکے ایسے کامون کو کرنے نہین سکتا ہی کیونکہ کلام
ہدایت التیام * اِنَّ الشَّیْطَانَ تَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ *
یعنے شیطان بہتا ہی انسان کی رگون مین * ایسے گمانون
کے دور کرنیکے لئے کافی اور شافی ہی اور لیکن منتہی لوگون کو جو
مضرت ہی سوراگ سننے کی عادت کرنے مین دوسری
مضرت ہوتی ہی اور دل لگانا لوندون کے ساتھہ
دوسری مضرت پہنچاتی ہی لیکن مضرت راگ سننے
کی عادت کرنے مین سو تفصیل اوسکی ایک مقدمہ کی
تمہید پر موقوف ہی بیان اوسکا یہہ ہی کہ ہر انسان
سلیم القلب باطن مین اپنے دریافت کرتا ہی کہ کیفیت
غصے کی ایک چیز دوسری ہی اور ملکہ شجاعت کا کچھہ
اور ہی اگرچہ آثار اور احکام اون دونو کے ایک ہی
طور کے ہوتے ہین مثلاً مارنا اور قتل کرنا غصے کے عارض

ہونے سے بھی ظاہر ہوتا ہی اور شجاعت کے سبب
سے بھی صادر ہوتا ہی لیکن غصہ جو ہی سو عارضہ کے قسم
سے ہی جلدی جاتا رہتا ہی اور جو فعل کہ غصے کے سبب
سے صادر ہوتا ہی سو بے انتظام ہوتا ہی اور شجاعت
جو ہی وہ ملکہ کی قسم سے ہی سو پایدار ہی اور جو فعل کہ
شجاعت کے سبب سے صادر ہوتا ہی سو انتظام
اور استحکام کے ساتھہ ہی یعنے بند و بست کے ساتھہ پایدار
ہی اور غصہ بری کیفیت ہی اور شجاعت بھلی خصلت
ہی سو نمودار ہوتا غصہ کا اور صادر ہونا اوسکے اثار کا اگرچہ
شجاعت کے آثار کے ظاہر ہونے کو خلل نہین کرتا بلکہ
تائید کرتا ہی لیکن غلبہ کرنا اوس کیفیت کا نفس پر اور تابعداری
کرنا اوسکے مقتضا کا اس طور پر کہ جو کچھ غصہ چاہے وہی عمل
مین لاوے خواہ عقل اور عرف کے موافق ہو خواہ نہو
شجاعت کے ملکہ کو بے رونق کرتا ہی اور جس طرح
شجاع بھاری بھرکھم باوقار رہتا ہی اوسی طرح غصہ ور
ہا کا بے وقار ہوتا ہی جب یہہ مقدمہ ذہن نشین ہوا تو
اصل مقصود مین کمال غور اور تامل سے نظر کیا چاہئے کہ

برانگیختگی اور جوش کہ آواز خوش کے سنے سے
انسان کے باطن مین ظاہر ہوتا ہی گو حقیقت مین خدا کے
امور قدسیہ یعنے پاک کامون سے نہین ہی کیونکہ یہی حال
فاسق اور فاجر اور بدعتی اور کافر بلکہ سارے حیوانات
کے نفس پر وارد ہوتا ہی لیکن عبادت اور طاعت کی
روشنی کے ساتھ ملنے اور اسمان اور زمین کے خالق کی
محبت کے ساتھ بھرنے کے سبب سے ایک گونہ تائید
سالک کی ظاہر مین کرتا ہی اور بالعرض اچھی حالتون مین
گنا جاتا ہی لیکن حب ایمانی کے اثار اور مقامات کے مقابلہ
مین مانند اوس غصہ کی کیفیت کے ہی مقابلہ مین شبیہ
کے اور جیسا سونے روپے کے ٹکرے کے نیچے جسوقت
آگ جلاتے ہین اور آگ کی تیزی کے سبب سے اوس سونے
روپے کے ٹکرے مین تغلغل اور جوش پیدا ہوتا ہی یہان تک
کہ مثل پانی کے ہوکے بہین اور کف اوسکا ظاہر ہوتا ہی
اور خلاصہ اوسکا تہہ مین بیٹھتا ہی سو پسندیدہ چیز حقیقت
مین وہی ہی کہ تہہ مین بیٹھی ہی اور یہہ کف جو ظاہر ہوا ہی
کچھ کار آمدنی نہین ہی ❁ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ * یعنے بہر صورت
پھین سو خشک ہو جاتا ہی اور لیکن جو نفع دیتا ہی لوگون
کو سو بیٹھہ جاتا ہی زمین مین ایسا ہی راگ کے سننے کے
سبب سے جو تغلغل اور جوش کہ ظاہر ہو کے سارے
باطن کو سننے والے کے گھیر لیتا ہی وہ ایک چیز مرغوبات
نفسانی اور احکام بہیمی سے ہی کہ انوار قدسی کے ساتھہ
ملکر سر بفلک کھینچا ہی اور آثار حب ایمانی کا تہہ مین اوسکے
چھپ رہا ہی اور یہہ ہیجان اور جوش اصلا امر معتد بہہ
اور کار آمدنی نہین ہی ہان مثل ایک طلسم کے ہی
کہ عالم ملکوت کے تماشا دیکھنے والون کی نظر مین
ظاہر ہوا ہی سو ایسے کامون کی تابعداری کرنا اور اوسکے
حاصل کرنے کے اسباب پر خوگر ہونا اور عادت کرنا حب
ایمانی کے مقامات کی رونق کو زایل کرتا اور کھو دیتا ہی
کیونکہ کام حب ایمانی والے کا سر اسر اطمینان اور تسکین
اور وقار ہی اور کام وجد والونکا سر اسر اضطراب
اور بیچینی اور پیچ و تاب ہی لیکن لوندون سے دل لگانا سو
بیان اوسکا یہہ ہی کہ اگرچہ حظ نفس کو اوٹھانا انکے حق مین

خبر رہین پہنچاتی ہی لیکن گرجانا ایک چیز کا تہہ دل مین انکی
نسبت کر زہر قاتل ہی اور لوندون کے ساتھہ دل لگی
جو ہی سو اسی قسم کی ہوتی ہی آخر کو سم قاتل ہی ہو جاتی
ہی چنانچہ جو لوگ سلیم الوجدان ہین اونپر پوشیدہ نہین
ہی اور اسی مذکور کامون کے سبب سے انبیا اور صحابہ
جو راہ حق کے سالکون کی جڑ ہین مانند اس امور کے کچھ منقول
نہین ہی بلکہ جو کچھ کلام ہدایت التیام سے ان بزرگوارون
کے اہل فطانت کے ذکا پر ظاہر ہوتا ہی سو ایک نوع کا
پرہیز اور اجتناب ہی اس امور سے اور کراہیت پر
ان کامون کے خبر دیتا ہی چنانچہ حدیث کے واقف کارون پر
پوشیدہ نہین ہی اور لیکن کھولکر نہ بولنا اوس جناب کا
ان کامونکی حرمت کو سو اوسمین ایک چھپی حکمت ہی
بیان اوسکا یہہ ہی کہ یہہ امور مذکور بالفعل کسی مفسدہ
شرعی پر مشتمل نہین ہی باوجودیکہ بسبب کمال رغبت
نفس کے ان چیزون کے طرف اور بہت مشہور ہو جانے
ان کامون کے گروہ خلق اللہ مین اوس سے بچنا ساری
خلایق سے دشوار معلوم ہوتا تھا سو اگر صریح منع ان کامون

سے شرع مین قطع نظر اوسکی مضرت اور فساد کے
ظاہر ہونے سے آتا تو بمجرد اس کام کے کرتے ہی ایک گناہ
شرعی کا کرنا لازم ہوتا اور اکثر امت مرحومہ اس گناہ کی
شقاوت مین گرفتار ہوتے اسواسطے ایسے کامون کی
کراہیت کے اشعار پر اکتفا کیا گیا سو طالب حق کو مناسب
ہی کہ ایسے کامونکی عادت نکرے اور تہہ دل مین اپنے جگہہ
نہ دے اور اوسکی تلاش مین حیران اور پریشان نہووے
اور تہہ دل سے اوسکی طرف التفات نکرے ہان اگر
اتفاقا ایسے کام پیش اوین تو اون کامون کے انکار کا اظہار
ضرور نہین ہی اور اوسکے کرنیوالے کے حال پر تعرض جایز
نہین ہی تادین مین سخت گیری اور حلال کو حرام سارے
جاننا لازم نہ آوے اور اگر اپنے مخصوصون پر بلکہ راہ حق کے سارے
طالبون پر جنہون نے حضرت حق کی رضاجوئی مین کمر ہمت
کی چست باندھے ہین اس امر کی کراہیت کو اظہار کرے
اور منع کرے تو بہت اچھا اور اولی ہی اور لیکن جو
لوگ کہ ایسے کامون کو قرب الہی کا وسیلہ جانکر عبادات
شرعیہ مین داخل کرتے ہین سو وے بالاشبہے بدعتی ہین

٭ ۲ افادہ ٭ اس کتاب مین تحلیہ اور تخلیہ مین سے پہلے رذایل سے پاک ہونا اور فضایل سے آراستہ ہونا جو کچھ لکھا گیا دو وجہہ سے ثابت ہوتا ہی وجہہ اول اصحاب الیمین کا طریقہ ہی اوسکا بیان یہہ ہی کہ مرد مسلمان اپنے قول اور فعل کو شرع کی ترازو مین تول کر تحلیہ اور تخلیہ مین سے بقدر ضرورت کے ہاتھہ مین لاکر امید وار اجر جزیل کا اپنی سعی جمیل پر رہے اور حظوظ نفسانی اور لذات جسمانی مین سے جو چیزین مباح اور جایز ہین اوس سے بہرہ اوٹھاوے اور فایدہ لیوے مثلا مال اور متاع کے جمع کرنے مین سعی زیادہ سے زیادہ بجالاوے اور کوشش بڑھہ چڑھہ کر کرے بشرطیکہ نفقات واجبہ کے ادا کرنے مین تساہل اور سستی روا نہ رکھے جیسا زکواۃ اور صدقہ فطر کا دینا اور اپنے اقارب کو نفقہ کا پہنچانا اور علی ہذا القیاس سو سعی اس شخص کی مشکور ہوگی اور بقدر اعمال اپنے ماجور ہوگا اور ثواب پاوے گا جنت کے درجون پر اپنی طاعت اور عبادت کے موافق پہنچے گا وجہ دوسری اوسکا بیان یون ہی کہ یہہ لوگ تحلیہ اور تخلیہ مین سے قدر ضرورت پر

اکتفا نہین کرتے بلکہ علو ہمتی سے عزایم کو اخذ کرتے ہین
اور ماسوی اللہ کے علاقے کو قطع کرتے ہین یہان تک کہ مال
اور عیال اور ہاتھہ اور پانون اور دوسرے اعضا اور
اعمال اور مساعی سے اپنے بھی علاقہ توڑ ڈالتے ہین اور
سبکو از ان منعم حقیقی اور مولاے تحقیقی کا اپنے سمجھتے ہین
مثلاً اپنے ہاتھہ کو اپنا ہاتھہ نہین جانتے اور اپنے سر کو اپنا سر
نہین سمجھتے اور تمامی حشمت اور شوکت اور مال اور منال
اور سارے اسباب دنیاوی کو از ان حضرت حق
جلشانہ کا سمجھہ کر ہرگز اعتماد اوس پر نہین کرتے اور اوسکے
خرچنے مین خدا کی مرضیات مین دریغ اور قصور نہین کرتے
ہین اور وسوسہ اسبات کا کہ میری زندگی کیونکر کٹیگی
اور گذران کسطرح ہوگی ہرگز خیال مین انکے نہین گذرتا ہی
مثلاً اگر اونکو احتیاج کھانے کی شدت سے ہو اور اوسکا
صرف کرنا اپنے مولا کی مرضیات مین سے سمجھین تو اوسکے
صرف کرنے اور خرچنے مین کچھ صرفہ نکرین یہان تک کہ
مشقت اور کوشش اپنے مولا کی رضا مندی حاصل کرنے
مین بجالاتے ہین اوسکو بھی از ان اپنا ہرگز تصور نہین کرتے

ہین مثلاً اگر ان کے سارے اعمال کو خداوند تعالی کسی
کافر سرکش کو عطا فرماوے یا بالاسبب حبط کرڈالے
ہرگز گلہ اور شکایت ان کے وہم اور خیال مین نہین گذریگا
کہ یہہ اعمال ہمارا ملک برباد گیا اور ایک چیز از ان ہماری
تھی کہ ہاتھہ سے ہمارے گئی بلکہ جانتے ہین کہ مالک
حقیقی نے اپنے ملک خاص مین تصرف کیا ہی مجھکو
اوس امور مین کسی طرح کا علاقہ نہین ہی بلکہ
اوس اعمال کا صادر ہونا میرے ہاتھہ سے مانند
اوس چیز کے ہی کہ اوس چیز کو اوسکے مالک نے ایک
صندوق مین کہ محض مملوک اوسکی ہی رکھا ہو سو اوس
صندوق کو اوس چیز سے اصلا علاقہ نہین ہی مثلاً اگر مالک
اوسکا صندوق کی ساری چیز کو برباد کرے تو صندوق کو
ہرگز محل اعتراض کا نہین بلکہ بعضے ان بزرگون کو ایسا مقام عطا
فرماتے ہین کہ جو شخص اوس مقام مین پہنچے اوسکے لوازمہ
سے یہہ ہی کہ دل سے اوس مقام والے کے رحمت ربانی
اور ساری خلایق کی خیرخواہی فوارہ صفت جوش مارتی ہی
یہان تک کہ اگر یہہ لوگ اوس پر مطلع ہون کہ ان کے

اعمال کو بعضے گناہ گارون کو عطا فرماے ہین اور ہمارے ہی
اعمال کے سبب سے کار و بار انکا درست ہوا اور
حال بد مال انکا بھلا ہوا البتہ اون بزرگون کو بسبب نجات
حاصل ہونے عاصیون کے مہلکہ سے انہین بزرگون کے اعمال
کے سبب سے بڑی مسرت اور فرحت حاصل ہوتی ہی
اسواسطے کہ ایک بندہ خدا کے بندون مین سے ہمارے اعمال
کے سبب سے مہلکہ سے نجات پایا اور ہلاکت سے بچا چنانچہ
شیخ سعدی شیرازی نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی
قدس اللہ سرہ العزیز کے حال کو نقل کیا کہ وہ بزرگ ایک
رات مناجات مین اسی بیت کے مضمون کو ادا فرمایا *
چہ بودی کہ دوزخ زمن پرشدے * مکر دیگران را رہای شدی
یعنے کیا ہوتا جو دوزخ مجھی سے پر ہو جاتا مگر دوسرون کو رہائی
ہوتی القصہ جب یہہ نبری یعنے بیزار ہونا بعضے امور دنیا اور
عقبی سے اوسکے دل کے اندر جگہہ پکڑتا ہی اور اوسکی
طبیعت مین مستحکم ہوتا ہی اور فناے ارادے کا بالکل
دست دیتا ہی تب عنایت غیبی اوسکو چنکر مانند چیلہ خاص
کے کہ بادشاہ لوگ بعضے فرمان بردار کو ساری رعیتون سے

چھانٹ کر چیلہ خاص کر کے ملقب فرماتے ہین برگزیدہ کرتی ہی
پس جیسا چیلہ خاص اپنے مولا کے مال اور متاع کے تصرف کرنے
مین ماذون مطلق ہوتا ہی اور اوسکی ساری سلطنت کو
اپنے طرف نسبت کرتا ہی یعنے اوسکو پروانگی ملتی ہی
مثلا ہندوستان کے پادشاہ کے چیلہ خاص کو پہنچتا ہی کہ یون کہے کہ
ہماری سلطنت کابل سے لیکر شور دریا کے کنارے تک
ہی اسیطرح یہہ منصب والے عالم مثال اور شہادت
کے تصرف مین ماذون مطلق ہوتے ہین یعنے انکو تصرف
کی پروانگی ملتی ہی ان بزرگوار کبار اولوالایدی والابصار
کو پہنچتا ہی کہ ساری کاینات کو اپنی طرف نسبت کرین
مثلا اون کو پہنچتا ہی کہ یو بولین کہ عرش سے لے فرش تک
سلطنت ہماری ہی اور معنے اس کلام کا یہہ ہی کہ عرش سے
لے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہی اور مجھکو
ساری چیزون کے ساتھہ نسبت متساوی ہی کسی چیز
کے ساتھہ خصوصیت نہین ہی تاکہ وہ چیز ہماری طرف
منسوب ہو اور دوسری چیز ہماری طرف منسوب نہو
واللہ اعلم بالصواب *

بسر اباب راہ ولایت کے سلوک کی طریق کے

بیان مین * اور اوسمین چار فصل اور ایک تکملہ ہی

پہلی فصل طریقہ قادریہ کے شغلون کے بیان مین

اور اوسمین ایک تمہید اور دو ہدایت ہی * تمہید *

خلاصہ طریقہ قادریہ کے شغلون کا تھوڑی سی تغیر اور

تبدیل کے ساتھ جس مین سلوک کی سہولت اور جلد

مطلب یابی کی صورت ہو اور منتہی ہونے کی نشانی ابتدا

ہی مین ظاہر ہو لکھا گیا اور چونکہ سارے اشغال ذکر اور فکر مین

منحصر ہین اسواسطے یہہ فصل دو ہدایت پر منقسم ہوئی

* پہلی ہدایت بیان مین ذکر کی طریقون کے *

اور اوسمین چار افادہ ہی * افادہ * پہلے ایک ضربی

ذکر کرنا چاہئے اور طریق اوسکی وہ ہی کہ بطور نماز کے

دو زانو بیٹھکر لفظ مبارک اللہ کو سینہ کے درمیان سے

بزور چلا کر نکالے اور اپنے مو منہہ کے سامنے ضرب کرے

اور جب یہہ لفظ نکلے تو یون خیال کرے کہ ایک نور اس

لفظ مبارک کے ہمراہ مونہہ سے اوسکے نکلا اور جب کہ

ضرب تمام ہوے ایک آواز دراز بطور آواز گھریال

کے خیال مین گونجتی رہیگی اور بیان اوسکا یہہ ہی کہ جب
انسان زور سے چلاکر آواز نکالنے کا قصد کرتا ہی تو آگے
اوس سنے کہ آواز مسموع یعنے جو آواز کہ سنی جاے ظاہر
ہوے ایک جنبش یعنے حرکت پیدا ہوتی ہی اور اوس
جنبش کو آواز خیالی کہہ سکتے ہین اور جب آواز جہرا اور
شدت کے ساتھہ تمام ہوتی ہی اور بعد تمام ہونے اوسکے
اور اوس سے پہلے کہ دم اپنے تھکانے پر آوے اور دہن
اور لب اور زبان کی شکل اور صورت پہلی حالت
پر آجاوے تب امتداد صوتی یعنے درازی آواز کی خیال
مین رہتی ہی یعنے گونجتی ہی مگر کان کو ادراک سے اوسکے
نصیب نہین ہی یعنے اوسکو کان سن نہین سکتا ہی ہان
آواز کرنے والا جانتا ہی سو اسی آواز پچھلی خیالی کو زیادہ تر
کھینچے اور ہمراہ کھینچے اوس آواز کے نور خیالی کو لنبا اور
چوڑا زیادہ مثل چادر نورانی کے کرکے اپنے مونہہ کے
سامنے سے سر پر لاکے سارے بدن کو سر سے پانون تک
احاطہ کرے پھر اوس آواز خیالی سے بھی سکوت اور خاموشی
اختیار کرکے ایسا معلوم کرے کہ وہ نورانی چادر بان مین اوسکے

گھس کر ہر طرف سے آ کے سینہ کے بیچ مین مجتمع ہوئی اور بعد
چند بار کے بسبب تکرار کے یعنے بار بار ذکر کرنے کے وہ نور
تو بتو ہو کے بجاے تمام جسم کے وہی نور فراہم کرتا ہی
اور اس خاموشی مین اپنے لحاظ کو ذات بحت یعنے خدا کی
ذات کی طرف متوجہہ کرے اور بعد جمنے اوس لحاظ کے
اور مجتمع ہونے نور کے سینہ کے اندر پھر اوسی طور
سے ذکر کرے اور کثرت سے ہمیشہ برابر ذکر کرتا رہے
یہان تک کہ قابو مین آ جاے ٭ ۲ افادہ ٭ بعد مضبوط ہونے
اور قابو مین اجانے ذکر ایک ضربی کے طریق مذکور کے ساتھہ
ذکر دو ضربی کو شروع کرے اونکی طریق یہہ ہی کہ دوزانو
مثل بیٹھک نماز کے بیٹھے اور لفظ مبارک اللہ کو سینہ کے
درمیان سے نکال کر زور سے جلا کر داہنے زانو مین غرب
کرے پھر امتداد صوت متخیل یعنے درازی آواز خیالی کو
آہستگی کے ساتھہ داہنے شانہ تک کھینچ کر سینہ کے بیچ
مین جسے دھکد ھکی بولتے ہین پہنچاوے اور ایسا
خیال کرے کہ نور ہمراہ اس لفظ کے نکل کر بجاے
زانو اور پہلو اور شانہ اور داہنے ہاتھہ کے تمام وہ نور ہوگیا

یعنے یہہ سب اعضا باطل ہوکے بجاے اوسکے یہی نور بیٹھا
ہی پھر تھوڑا سا خاموش رہے اور اوس سکوت مین
اس نور کے بیٹھنے کو بجاے اعضاے مذکور کے ملاحظہ کرے
تاکہ ذہن مین اوسکے اوسی نور کی صورت بجاے اوس
اعضا کے خوب بیٹھے بعد اوسکے اسی لفظ کو اوس نور کے
ساتھہ سینہ کے اندر سے داہنے شانہ تک کھینچکر زور سے
چلا کر دل پر ضرب کرے اور ایسا خیال کرے کہ وہی نور جو
داہنے طرف محیط ہوا تھا سو غرب کے ساتھہ قلب مین گھس
گیا ہی پھر تھوڑا سا چپ رہے اور اُس چپ رہنے مین
ایسا ملاحظہ کرے کہ وہی نور جو قلب مین گھس گیا تھا سو
اِس شخص کے تمام بدن کے اندر پھیل گیا اسیطرح سے
اس ذکر کو کثرت کے ساتھہ ہمیشہ کیا کرے یہان تک کہ
قابو مین اوے * فادہ * دو ضربی ذکر کے خوب قابو مین
آنے کے بعد سہ ضربی ذکر کرے سہ ضربی ذکر کا
طریق یہہ ہی کہ چار زانو بیٹھے اور بطریق مذکور کے
ایک ضرب داہنے زانو مین مارے اور دوسرا ضرب
بائین بازو مین اوسی طریق سے مارے اور تیسرا ضرب

قلب مین اوسی طریق سے مارے اور بطریق مذکور کے
داہنے بائین عضو کا مسنا اور اونکے بجاے نور کا بیٹھنا اور
قلب مین نور کا گھسنا اور تمام بدن کے اندر پھیلیں جانا ملاحظہ سے
* فایدہ * سہ ضربی ذکر کے قابو مین آنے کے بعد چار ضربی
ذکر کرے اوسکی طریق یہہ ہی کہ چار زانو بیٹھہ کے
بطریق مذکور کے ایک ضرب داہنے زانو مین مارے اور
دوسرا ضرب بائین زانو مین اور تیسرا ضرب قلب مین
اور چوتھا ضرب اپنے سامنے کی طرف مارے تینون
ضرب مین بطریق مذکور کے نور کا ملاحظہ کرے اور چوتھے مین
اس وضع سے ملاحظہ کرے کہ اوس لفظ مبارک کے ساتھہ
جو نور نکلا سو اس شخص کے نیچے سے احاطہ کرتا ہی
یہان تک کہ اس شخص کے تمام بدن کو گھیر لیا ہی اور یہہ
شخص تمام اوس نور مین غرق ہو گیا بلکہ اس شخص کے بدن
کے بجاے اوسی نور نے قرار پکڑا * فایدہ * اس طریق
مذکور کے ساتھہ اس ذکر کی غایت اور انتہا یہہ ہی کہ اسم
ذات کے ذکر کا اثر تمام بدن پر اجمالا اور زانو اور پہلو اور
شانہ اور ہاتھہ پر تفصیلا احاطہ کرے اور بشریت کی تاریکی تمام

بدن سے عموما اور اعضاے مذکورہ سے خصوصا دل جاوے اور تمہید
فناے جسمانی کی ہووے یعنے جسم کے فنا ہونیکا نقشہ بندھے اور ذکر
فکر کے ساتھہ مل جاوے اور ذکر سے مراقبہ کی طرف جانا
یعنے جس نام پاک کا ذکر کرتا ہی اوسکے مفہوم کی
طرف اپنے لحاظ کو متوجہ کرنا اور عقل کی آنکھہ سے اوس
ذات کی طرف ٹکی لگانا آسان ہو حاصل کلام جب ایک
ضربی سے لیکے چار ضربی تک چار ذکرون کے آثار ظاہر ہون
تب فکر مین مشغول ہونا چاہئے فکر کہتے ہین مراقبہ کو

دوسری ہدایت بیان مین اقسام فکر کے

اور اوس مین سات افادہ ہی

* افادہ * مراقبہ پہلا مراقبہ وحدانیت کا ہی اور اوسکی
طریق یہہ ہی کہ وحدانیت حق تبارک و تعالی کو جو لاشریک لہ
کے مضمون سے صاف ظاہر ہی ہر جگہہ لحاظ کرے کہ
ہر وقت مین اور ہر مکان مین وہی ایک ذات پاک یگانہ
اور اکیلا موجود ہی اور اس لحاظ کرنے مین تین صورت
خیال مین گذرتی ہی پہلی صورت یہہ کہ ہر چیز کو نفی کرکے اوسکی
جگہہ پر حق تعالی کا وجود سمجھے دوسری صورت یہہ کہ حق تعالی

کے وجود کو ان چیزون کا عین خیال کرے سو اس مراقبہ مین یہہ
دونون صورت مراد نہین ہی بلکہ ان دونون صورت
سے پرہیز کرنا اور بچنا لازم ہی اور تیسری صورت جو
اس مراقبہ مین مراد ہی سو یہہ ہی کہ اوس سبحانہ کے وجود
کو یگانہ اور اکیلا سارے اشیا کا غیر ہر جگہہ مین تصور کرے
نہ تو اون چیزون کو نفی اور نیست کرے اور نہ اون
چیزون کو عین حق جانے کہ یہہ چیزین عین اللہ ہین اسکی مثال
یہہ ہی کہ ہر شخص جانتا ہی کہ فارسی مین ہست کی لفظ
کے ساتھہ اور ہندی مین ہی کے لفظ کے ساتھہ جس
معنے کو بیان کرتے ہین سو وہ معنے ہر جگہہ پر موجود ہی اور وہ
معنے کسی چیز کا عین نہین ہی بلکہ ہر چیز کا غیر ہی باوجودیکہ
کوئی چیز اوس معنے سے خالی نہین ہی بلکہ جو چیز موجود ہی
اوسکے ساتھہ وہ معنے موجود ہین ٭ ۴ افادہ ٭ وحدانیت کے
مراقبہ کے خوب مضبوط ہونیکے بعد مراقبہ صمدیت کا کرے
صمدیت کے مراقبہ کا دو مرتبہ ہی ابتدا اور انتہا سو ابتدا
سے یہہ مراد ہی کہ ہر چیز کی احتیاج کو اوس سبحانہ تعالی کی
طرف اجمالا خیال کرنا کہ سب اوسی کے محتاج ہین اور

وہ سب چیز سے بے پروا ہی پھر جب یہہ مراقبہ خوب
مضبوط ہو تب اوسکے انتہا کے حاصل ہونے کی طلب
کرے اور انتہا سے یہہ مراد ہی کہ نہایت محبت اور
الفت اور نہایت تضرع اور عاجزی کے ساتھہ دنیا اور
آخرت کے کام مین تفصیل کے ساتھہ اپنی احتیاج کو اوس
سبحانہ تعالی کی طرف خیال کرے یعنے ایسا خیال کرے کہ
ہر چیز مین مجھکو اوسی کی طرف احتیاج ہی اور کوئی کام
بدون اوسکی عنایت کے سرانجام نہین ہو سکتا عمدہ
کام ہو یا سہل دنیا کا ہو یا آخرت کا اور اس مراقبہ مین اوسکو
ایسی الفت اور محبت اور اللہ سے ایک ایسا علاقہ پیدا
ہوا ہو کہ اوسکی مرضی مین اپنے جان اور مال اور اپنی
عزت اور آبرو کا فدا کرنا بلکہ اوسکے نام پر فدا کرنا اوس
شخص پر سہل اور اسان معلوم ہو بلکہ اوس فدا کرنے
کو اپنی بزرگی اور اعتبار اور اپنی عزت اور مرتبہ کی زیادتی
کا سبب معلوم کرے اور یہہ مضمون اوسکے اعتقاد مین
جیسا کہ چاہئے مضبوط ہووے اور قرار پکڑے اوسکی
مثال یہہ ہی کہ ایک شخص ایک بادشاہ کیطرف سے

انعامین اور جاگیرین موروثی ہمیشہ کے واسطے سلسلہ بعد
نسل دادے باپ کے وقت سے پاتا آیا ہی اور اوسکا
تمام کاروبار اور اوسکی گذران اور عزت اور اعتبار کا اوسی
بادشاہ کے وسیلہ سے ہوتا چلا آیا ہی سو اوس شخص
کو اوسی بادشاہ کی طرف سے اگر کوئی کام کرنے کا حکم ہوگا
تو وہ شخص بے شبہہ اس کام کے سرانجام دینے کیواسطے
اپنی جان فدا کرنے مین بھی دریغ نکرے گا بلکہ اوسمین اپنا
فخر جانے گا اور اس مراقبہ سے یعنے ❊ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ ❊ کے یعنی تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اور تجھی سے
مدد چاہتے بخوبی ثابت اور تحقیق ہو جاتے ہین اور اس مراقبہ کا
پھل یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی توحید کھل جاویگی کہ باوجود بہت
ہونے فعلون اور فاعلون کے اس مراقبہ والے کو ایک
ہی فاعل اور ایک ہی موثر یعنے اثر ظاہر کرنے والا کہ وہ فاعل
اور موثر حقیقی کی ذات پاک ہی ہر فعل اور جنبش اور
ہر سکون مین ظاہر ہوتی ہی ❊ ف ❊ یہہ بھی ایک قسم کا
مشاہدہ ہی اور مشاہدہ انتہا مین ہوتا ہی سو اس طریقہ
کے ساتھہ سلوک کرنے مین مشاہدہ کا اثر ابتدا مین معلوم

ہوتا ہی اور ابھی انتہا باقی ہی پس اسیطرح اسی
مراقبہ کو انوار کے طی کرنے مین برابر کرتا رہی اب مراقبہ
کے لفظی معنے بھی سنو مراقبہ معنی دونون طرف سے نگاہ
رکھنا یعنے اُسطرف سے تو بندہ پر نگاہ پرورش اور
رحم کی ہوتی ہی یہہ بندہ غافل بھی اُدسکی طرف نگاہ رکھے
اور حقیقت یہہ ہی کہ کسی کا تصور کرنا اسیکو عرف شرع
مین تفکر کہتے ہین اور اہل سلوک کی اصطلاح مین مراقبہ اور نگرانی
بولتے ہین یعنے کسی طرف ٹکی لگانا ❁ ۳ افادہ ❁ بعد اوس
مراقبہ کے شغل دورہ کرے اور ارکان اوسکا اسماے
حسنی مین سے چار اسم پر مشتمل ہین یعنے سمیع اور
بصیر اور قدیر اور علیم پر سو ہر ایک کو اسم ذات کے
ساتھہ یعنے اللہ کے ساتھہ ضم کرے پھر بطور مراقبہ کے
بیٹھہ کر کے اور دل کو جمع کر کے اور حاضر کر کے اپنے خیال
مین کہے کہ اللہ سمیع اور اوس کو ناف سے کہ لطیفہ نفس کا
مقام ہی بیچو بیچ سینہ مین کہ مقام لطیفہ سر کا ہی نکالے
اور ایسا جانے کہ اوسکی روح کہ دریافت کرنیوالی ہر
چیز کی ہی جمع ہوکے ذکر مذکور کے ساتھہ ناف سے سینہ

کے بیچو بیچ مین پہنچی ہی اور اگر روح کا ناف سے سینہ
کے وسط مین جانا اور نقل کرنا دشوار ہووے تو ایسا
خیال کرے کہ روح ان دونون اسم یعنے اللہ اور سمیع
کے بیچ مین ایسی وجہہ سے ہی کہ اللہ کا لفظ اوپر اور سمیع
کا لفظ نیچے اوسکے ہی پس اس تدبیر کے ساتھہ روح کا
نقل کرنا ان دونو اسم کے انتقال کے ساتھہ آسان ہوگا
پھر اللہ بصیر کے ساتھہ بطور سابق کے لطیفہ اخفی مین کہ مقام
اوسکا سر مین محاذی تالو کے ہی جس جگہہ پر لڑکون کے
سر مین حرکت معلوم ہوتی ہی پہنچاوے اور اللہ قدیر کو اخفی سے
چوتھے آسمان مین پہنچاوے اور اپنی روح کو اوسکے تابع اور
ہمراہ کرے پھر اللہ علیم کو وہان سے عرش معلی مین پہچاوے
اور اوسی ذکر کی استعانت سے روح کو چہارم آسمان
سے عرش مجید پر چڑہاوے اور چاہئے کہ تیسری اور چوتھی
منزل مین یعنی چوتھے آسمان اور عرش مجید پر دیر تک
روح کو ٹھہرا رکھے ادھی گھڑی یا ایک گھڑی جتنا ہوسکے
اور اوس جگہہ روح کو بائین اور داہنے پھراوے اور سیر
کرواوے اور کبھی روح کو ٹھہرانا اور توقف کرنا اون مقامون

مین دشوار پڑتا ہی بلکہ وزنی چیز کے طرح خود بخود نیچے گر پڑتی
ہی اوسکے تدبیر یہہ ہی کہ چڑھنے کے وقت ایک راہ لطیف
روزن اور سوراخ کے آسمانون مین متخیل ہو گی اون
سوراخون کو اور راہون کو روح کے ٹھہرانے کے لئے خیال
کی سعی سے بند کرے تاکہ روح وہان توقف کرے پھر
اونہین بدرقون اور ہمراہیون کے ساتھہ عرش مجید سے
لطیفہ نفس تک اوسی وضع اور ترتیب کے ساتھہ نزول
کرے یعنے نیچے اوترے اعنی اللہ علیم کے ذکر کے ساتھہ
عرش سے چوتھے آسمان تک اور اللہ قدیر کے ذکر کے
ہمراہ چوتھے آسمان سے لطیفہ اخفی تک اور اللہ بصیر کے
ذکر کے ساتھہ اخفی سے سر تک اور اللہ سمیع کے ذکر
کے ساتھہ سر سے لطیفہ نفس تک آوے آہستہ آہستہ
اس ذکر کو بڑھاتا جاوے تاکہ آثار اوسکا نمودار ہوے
اوسکی آثارون مین سے ذاکر کے روح کی نورانیت
ہی اور انبیا اور اولیا کی ارواح سے اور فرشتون
سے ملاقات ہوتا ہی اور بہشت اور دوزخ کی
اور آسمان کے مکانون کی مثل سدرالمنتہی اور بیت المعمور

اور لوح محفوظ کے سیر کرنا ہی اور وہان کے وقایع اور
رویداد کا کشف ہونا ہی اور انہین کامون کے لئے روح
کو آسمانون مین ٹھہرانا اور دور اور سیر کروانا لگتا ہی
اور وہان کے عجایب کو دیکھنا مختلف ہوتا ہی ہر شخص
بموجب قوت ادراک اور استعداد کے مناسب حال
اپنے دیکھتا ہی اور ارواح اور ملایکہ کی ملاقات کے ضمن
مین اون لوگون کے ساتھہ بات چیت ہوتی ہی اور
کبھی کبھی نیک صلاح پر بھی جو سالک راہ کے حق مین
مفید ہو یا اوسکا غیر ہوا وسکو آگاہی بخشتے ہین اور روح
کو لطافت اور نزدیکی اور اُنس خدا کی ذات پاک کے
ساتھہ حاصل ہوتی ہی اور بیگانگی جسم سے حاصل ہوتی
ہی اور وہ نورانیت کہ شغل نفی مین اعانت اور مدد
کرتی ہی اور اوس کو آسان ترکرتی ہی بہم پہنچتی ہی
اور ہرچند روح بشری عالم پاک اور سموات کے پڑھنے
کے قابل نہین ہی لیکن ذکر الہی اوسکے ہمراہ ہوی سو
جہان طاقت پہنچنے کی نہین رکھتی تھی اب بدرقہ مذکور
کے ساتھہ پہنچنے سکتی ہی * افادہ * پھر شغل نفی

کرے بیان اوسکا یہہ ہی فرمایا اللہ صاحب نے اتھارویں
سپارہ سورہ نور مین * اللہ نور السموات والارض *
اللہ روشنی ہی آسمانون اور زمین کی سو اسی اشارہ کے
موافق انوار الہی ہر مکان مین موجود ہی جس طرح سے
اللہ کا موجود ہونا اور اوس کی ہستی ہر جگہہ مین ثابت ہی
کیونکہ انوار اُس کی ذات پاک سے گنا ہی اور اوس کے
وجود کو لازم ہی تو جہان اوس کی ذات پاک موجود ہی
وہان سب کہین اسکا انوار بھی موجود ہی اور جس طرح
اوسکی ذات نے سب کو گھیر لیا ہی اوسی طرح اوسکے
انوار نے بھی سب کو گھیر لیا ہی اور باوجودیکہ انوار سب
کہین موجود ہی لیکن قوت دراکہ انسان کی جس قوت
سے انسان سب چیز کو دریافت کر سکتا ہی اس سبب
سے کہ کثیف اور تاریک چیزین کہ آسمانی اور زمینی
اجسام ہین اون کا خیال اوس مین بھرا ہی اوس انوار
کے دریافت کرنے سے محروم ہی اور وہی خیال آڑ پڑتے
ہین اور یہہ نہین ہی کہ اوس کا انوار غایب اور دور
ہی اور اوس کی ذات پاک کے ملنے کے واسطے انوار

کے پردون کا طی کرنا ضرور جب وہ انوار کے پردے
کھل گئے ذات پاک ملی اور اون پردون کا طی کرنا بغیر
اون کے دریافت کرنے کے بہت لوگون سے ہو نہین
سکتا اور بڑے عالی فطرت لوگون کو جو بغیر انوار کے
کھل جانیکے وصول ذات بحت کا یعنے اللہ تعالی کی ذات پاک
کا ملنا حاصل ہوتا ہی سو اس بات سے بہت سے
لوگون کو انوار کے پردون کے طی کرنے اور انوار کے کھل
جانیکی جو احتیاج ہی سو رہ نہین ہو سکتی بلکہ اُون لوگون
کو اُن پردون کے طی کرنے کی احتیاج باقی ہی اور پردون کا
طی کرنا بغیر اون کے دریافت کرنیکے ہو نہین سکتا اسی
واسطے اوس کے دریافت ہونے کے لئے اپنی قوت
دراکہ کو خیالات مذکورہ سے پاک اور صاف کرنا چاہئے
تاکہ انوار الہی دریافت مین آوین تو جب اوسکی قوت
دراکہ کا آئینہ خیالات مذکورہ کے زنگ سے صاف
ہوگیا پس انوار تو ہر جگہہ موجود ہی ہین بغیر رنج اور تکلیف
کے دریافت ہو جاوینگے اور قوت دراکہ کے پاک کرنے
کی طریق یہہ ہی کہ شغل نفی کا کرے اور خلاصہ شغل نفی کا

نیست کرنا سب چیزون کا ہی اپنے خیال مین اگرچہ
فی الحقیقت کوی چیز نیست نہوگی اور فی الحقیقت
سب چیزون کو نیست جاننا خیال باطل اور وہم کاذب ہی
کیونکہ جو چیز موجود ہی سو موجود حقیقی تبارک وتعالی کے موجود
کرنے سے موجود ہی اور ہر چیز موجود کو اللہ تعالی کے
وجود پاک کے ساتھہ ایک خاص علاقہ لگ رہا ہی
تو کسی چیز کے موجود ہونے کی نفی حقیقت مین ہو نہین
سکتی اور اس بات کا قصد کرنا گویا خالق سے مقابلہ کرنا
ہی اور سب چیزون کی نفی سچ مچ کرنے سے کچھ غرض
بھی نہین کیونکہ غرض اپنے مدرکہ کے صاف کرنے سے ہی
جس مین قوت دراکہ یعنے عقل رہتی ہی جب وہ صاف
ہوا تو مدعا خود بخود حاصل ہوگا سچ مچ کی نفی سے کچھ کام نہین
اور ہرچند نفی تمام عالم کی مشکل بات معلوم ہوتی ہی
لیکن اس مقام مین نفی کا بس دو ہی مرتبہ ہی ایک تو اپنی
نفی اور دوسرے تمام عالم کی نفی سو نفی تمام عالم کی
دشوار نہین ہی کیونکہ نفی تمام عالم کی اور نفی ایک جزو
عالم کی برابر ہی انسان کو مجھر کے پر سے اپنے خیال کا خالی

رنا اور تمام آسمانون سے اپنے خیال کا خالی کرنا برابر ہی
ہان نفی اپنے وجود کی البتہ ایک سخت چیز ہی اسی
واسطے نفی کا دو مرتبہ مقرر کرنا چاہئے * اول * اپنی نفی
اور * دوسرے * تمام عالم کی نفی اور تمام عالم کی
نفی کے آسان ہونے اور اپنی نفی کے دشوار ہونے کا
سبب یہہ ہی کہ قوت دراکہ اپنے جاننے سے کہ مین ہون
ہر وقت بھری ہوتی ہی اور اپنے غیر کی دریافت او سمین
کبھی کبھی آجاتی ہی تو تمام عالم کی نفی مین ایک چیز کو اپنی
قوت دراکہ مین آنے سے منع کرنا ہوتا ہی اور اپنی نفی
جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہی اوسکو نکالنا ہوتا ہی اور
جو چیز کہ قوت دراکہ مین باہر سے آتی ہی اوسکو اپنی قوت دراکہ مین
نہ آنے دینے اور جو چیز کہ قوت دراکہ مین بھری ہوتی ہی اوسمین
سے اوسکے نکالنے مین جو فرق ہی سو ظاہر ہی کہ اول بہ نسبت
دوسرے کے بہت آسان ہی یا دونون بات کا فرق
یون سمجھا چاہئے کہ مینہہ برستا ہی اُسمین ایک شخص
کھڑا ہی اور اوسکے بدن پر مینہہ کے قطرے پڑ رہے ہین
تو اوس شخص کو نفی مینہہ کی البتہ مشکل معلوم ہوگی

اور دوسرا شخص ایسا ہی کہ اوسنے کہ ہین کہ ہین مینہہ
دیکھا ہی اِسوقت اوسپر مینہہ نہین پرتا ہی تو اوس
شخص کو نفی مینہہ کی البتہ آسان معلوم ہوگی اسی سبب
سے اپنے نفی کرنے مین نیچے کے بدن کی نفی اور اوس جگہہ
کی نفی جسپر وہ بیٹھا ہی زیادہ مشکل ہوتی ہی اور
کبھی اپنے سر کی نفی کرو ریافت اور امتیاز کا مقام وہی
ہی مشکل معلوم ہوتی ہی اور بعضے شخص کو جو سانس
لینے اور دم کے آنے جانے پر خوب خبردار ہوتا ہی
حلق اور سینہ کی نفی سخت ہوتی ہی حاصل کلام کا یہہ ہی
کہ جس چیز پر زیادہ خبر ہوتی ہی اوسکی نفی بھی زیادہ
سخت ہوتی ہی تو بس پہلے نفی تمام عالم کی کرکے تب
اپنے بدن کی نفی کرے اور جس مقام کی نفی مشکل
معلوم ہوتی ہی اوسی مقام سے نفی شروع کرے کہ
اوس عضو کے نفی سے تمام بدن ایک بارگی نفی ہوگا اور
نفی کے حاصل کرنے مین صاحب نفی کامل کا توجہہ اصل ہی
کہ وہ شخص اپنی نفی کرکے اپنے دل کے قصد سے متوجہہ
ہوکے طالب مین نفی ہوا لے اور اس کام کے مبتدی

پر نفی کی اثر ظاہر ہونے کا شروع مختلف صورتون سے ہوتا
ہی کبھی سینہ اور شکم کے مقام مین پہلے خالی معلوم ہوتا
ہی کہ گویا اوس مقام مین کچھ نہین ہی اور کبھی اپنے
تئین بے سر اور کبھی بغیر دونون ہاتھہ کے معلوم کرتا
ہی اور کبھی خیال کرتا ہی کہ مین چھوٹا ہو گیا ہون اور
کبھی خیال کرتا ہی کہ میرا بدن لنبا اور پتلا ہو گیا ہی گویا یک
بانس ہی گوشت کا کہ وہ دم بدم دراز اور باریک
ہوتا جاتا ہی اور بہت آسان طریقہ کے تصور کا وہ ہی
کہ اپنے سینہ یا شکم مین ایک خالی پن خیال کرے اسطور
پر کہ گویا توپ کے گولے نے ایک طرف سے آکے
دوسرے طرف سے پار نکل کے بدن کے اوس
مقام کو خالی کر دیا ہی اور ایک سوراخ پار دار ہو گیا پھر
اوسی سوراخ کو آہستہ آہستہ زیادہ کشادہ اور
چوڑا کرے یہان تک کہ گویا سب بدن تمام ہو جاوے اور
نفی کی صورتون مین سے بہت مشکل صورت وہ ہی
کہ ایک غیبی باطنی چیز نے کہ مراد اوسکی دنیا ہی عالم
غیب سے اوسکے طرف متوجہ ہو کے ایک بارگی

اوسکے جسم کو پراگندہ کردیا مثل سخت پتھر کے کہ نرم
بھکری پر گرکے اوسکو پاش پاش کرکے چھترا دیوے
* ف * یعنے وہ شخص جب شغل نفی کا شروع کرے تب
ذات بحت کی محبت کی جوش اور مشاہدہ کے شوق مین ایسا
غرق اور بیہوش ہو جاوے کہ سیوا اوس ذات
کے اوسکی فہم مین کچھ باقی نہ رہے سب فنا ہو جاوے اور
ایک بارگی خود بخود اوسکا تمام بدن غایب ہو جاوے
اور نفی والا چونکہ مبتدی ہی اوسکے واسطے یہہ حال مشکل
ہی کیونکہ یہہ حال فنا اور بقا کے مقام والے کا ہی انتہی اور
کہ ہین اسطور سے بھی تصور کرسکتا ہی کہ اوسکی جان
باہر نکل کے یا اوسکا دل جو ایک گوشت کا ٹکرا ہی باہر
نکل کے نیست ہو گیا اور جسم بے جان اور دل کے
باقی نہین رہ سکتا ہی سو وہ بھی بے جان ہو کے مر گیا
اگرچہ اس کام کے واقف کار کے نزدیک ان بھانت بھانت
کی صورتین طول طویل کے ساتھہ بیان کرنا بیفایدہ ہی
لیکن ایسا بہت ہوتا ہی کہ تیز ذہن والے لوگون کو بھی
مجمل نفی کہہ دینے سے نفی کی کسی صورت کا نفی کی صورتون

مین سے خیال مین تھہرنا مشکل ہوتا ہی اور کبھی بہت
سی صورتون کے دریافت ہوجانے کے سبب سے کند
ذہن اور غافل لوگون کو بھی ان صورتون کے سوا کوئی
دوسری صورت معلوم ہوتی ہی حاصل کلام نفی کی
بھانت بھانت کی صورتون کا دریافت ہونا فایدہ سے
خالی نہین ہی غرض جس وضع کے ساتھہ نفی کا شروع
نمود ہو اُسیکو بخوبی اپنے خیال مین تھہراکے اوسکے زیادہ
ہونے کی کوشش کرے اور خیال سے اوس کو بڑھاتا جاوے
یہان تک کہ تمام بدن نفی ہوجاوے اور جس وقت نفی
کرنا سخت معلوم ہو اور اس کا خیال درست نہوسکے تب
* لَا مَوْجُودَ اِلَّا اللّٰہُ لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ * ان دونون لفظون
کے تئین معنی سمجھہ کے اپنے خیال کی قوت سے اوس
عضو یا اوس مکان پر جسکی نفی سخت معلوم ہو سب جگہہ
ضرب کرے انشاء اللہ تعالی یہہ شغل نفی کے واسطے
کافی ہوگا اون دونون لفظون کے معنی یہہ ہین نہین کوئی
موجود ہی اللہ کے سوا یعنے جتنے موجود ہین وہ سب پہلے نیست
تھے اور پھر بھی نیست ہونگے تو اونکا موجود ہونا معتبر نہین

اور نہین کوئی کام کرنیوالا اللہ کے سوا اور نفی کے بعد کبھی ایک
خالی پن ظاہر ہوتا ہی اس وضع پر کہ خیال کرتا ہی کہ اگر تلوار
کا ضرب اوس کے بدن مین لگیگا تو اوسکے بدن مین تلوار
رکیگی نہین بلکہ اسکا ضرب جس طرح خالی مکان سے
گذر جاتا ہی اسی طرح اوسکے بدن کے درمیان سے بھی خالی
گذر جاویگا اور کدھین کا جان کی سی تاریکی کہ اوس کے چارو
طرف ایک چمک مثل خط باریک نورانی کے ہوتی ہی
نمودار ہوتی ہی لیکن وہ خط نورانی میلا تاریکی ملا ہوا ہوتا
ہی جس طرح آگ کے شعلہ کا سرکہ دھوان ملنے کے سبب
سے بہت تاریک اور میلا دکھائی دیتا ہی اور وہ خط
نورانی اکیلا نہین دریافت ہوتا بلکہ تاریکی کے شامل
معلوم ہوتا ہی اور اگر نظر کو خوب ٹھہراکے اوس کی
طرف متوجہ کرین تو اوسی وقت وہ نور مٹ جاتا ہی
اور تاریکی کے سوا اسے کچھ نہین دریافت ہوتا غرض اس
تاریکی کو نور نفی کا بولتے ہین اور اِس نفی کے شغل
کو بخوبی ہمیشہ مشق کرنا چاہیئے تاکہ طالب کا شغل دوسرے
سرے خیال سے کہ مثل خس و خاشاک کے ہی اسی شغل سے

صاف ہو جاوے اور اس راہ کے چلنے والون کو اکثر
وقتون مین اس شغل کی حاجت پڑتی ہی * فائدہ *
شغل نفی کے ساتھہ شغل یاد داشت کا بھی لگا رہے اوسکی
حقیقت یہہ ہی کہ ہمیشہ متوجہ رہنا ذات پاک بیچون اور
بیچگون کی طرف سب وقت بیٹھتے اوٹھتے کھاتے پیتے
اور سب کاروبار بازار سے لے تا دربار اور ساری
صنعتیون کے درپیش ہونے مین اس طور پر کہ کوئی کام
اوس متوجہ ہونے کو منع نکر سکے جسطرح سے کسی چیز
کی محبت یا کسی کام کا اہتمام کسی شخص کے دل مین گر جاتا
ہی تو دنیا کی ضروری حاجت اور کام کے عین وقت مین
اوسی محبوب اور امر مرغوب کے طرف دل لگا رہتا ہی
چنانچہ ہر سلیم العقل اور وجدان پر پوشیدہ نہین ہی
چاہیئے کہ تمثیل مذکور کو اپنی عقل اور وجدان سے دریافت
کرکے خدا کی یاد داشت کو یون نہ شمار کرے کہ اس طرح
کی یاد داشت عقل اور عادت کی راہ سے ممتنع ہی
یعنے ہو نہین سکتی ہی بلکہ اوس کو سہل اور آسان
معلوم کرکے اوسکے تحصیل کے لیئے کمر ہمت کی چست

باندھے اور بھی جانا چاہئے کہ جیسا کہ بعضے شخص کو بعضے
چیز کی یاد داشت حاصل ہوتی ہی لیکن وہ اوس چیز کی
یاد داشت کے حصول سے بے خبر رہتا ہی مگر جس وقت
کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ اوس چیز کی یاد داشت کے
حصول پر خبردار کرے اوسوقت خبردار ہوتے ہین مثلاً
ہر شخص کو اپنے بدن کے طرف التفات اور توجہ دایمی
یعنے ہمیشگی کی حاصل ہی پر اس التفات کے حاصل ہونیکے علم کا
علم نہین مگر مکھی کے بیٹھنے کے وقت یا کسی درد کے پہنچنے
کے وقت ایسا ہی بعضے سالکون کو خدا کی یاد داشت
حاصل رہتی ہی پر اوسکے حصول پر شعور نہین مگر جس
وقت یاد داشت مین غفلت یا کوئی امر یاد داشت کا خلل
انداز درپیش ہوتا ہی اوسوقت شعور ہوتا ہی اور
بعد قابو مین آجانے یاد داشت حق کے دوسری یاد داشت
کو بھی اوسکے ساتھہ ملانا چاہئے اور دوسری یاد داشت
کا بیان تفصیل کے ساتھہ دوسرے باب مین گذر چکا ہی
٭ افادہ ٭ جب نفی اپنی اور نفی تمام عالم کی طالب کے
قابو مین آتی ہی تب نفی النفی اور فناء الفنا کو شروع کرے

یعنے جس خیال سے کہ اپنے وجود کی نفی اور تمام موجودات
کی نفی کرتا تھا اور نیست سمجھتا تھا اوسکو بھی نفی اور
نیست خیال کرے اور چونکہ نفی النفی نری نیستی ہی
شانی اوسکی نری غفلت اور بیہوشی اور نرا بیکار ہو جانا
قوت درا کہ کا ہی یہان تک کہ اگر اسی شغل کو
ہمیشہ برابر کیا کرے تو بدن اوسکا نیست ہو جاوے اور
اوسکا کچھ نشان باقی نرہے یعنے اوس کو خیال مین ایسا معلوم
ہو نہ یہہ کہ حقیقت مین بدن نیست ہو جاوے اور اگرچہ یہہ
غفلت کی حالت طالب کو خوش معلوم نہو گی لیکن آیندہ کو
کام آویگی اوسکو بے کار نہ سمجھے بلکہ اس شغل کو بھی کرے
اور نفی النفی کے ناخوش معلوم ہونے کا یہہ سبب ہی کہ
اس شغل مین اور اک اور دریافت کا دور کرنا ہوتا ہی اور
جب کہ دریافت اور ادراک باقی نہین رہتا ہی تب کچھ
معلوم نہین ہوتا اور آدمی کی دل لگی سبب دریافت اور
ادراک کے ہی اگرچہ شغل نفی مین بھی ہر چیز کو اپنے
اور اک سے دور کرتا ہی لیکن اوسکے خیال مین صفائی باقی
رہتی ہی اور موجب دل لگی کا ہوتا ہی جیسا کہ صاف طبیعت

والون کو صاف میدان سے اُنست اور دل لگی ہوتی
ہی ویسا ہی نفی مین بھی ایک انست اور دل لگی ہوتی
ہی بخلاف نفی النفی کے کہ اوس مقام مین اُنست کا
تھکانا باقی نہین رہتا ۞ فایدہ ۞ بعد تمام ہونے نفی کے سالک
کو ضرور ہی کہ دو صورت در پیش ہوگی یا توحید صفاتی
ظاہر ہوگی بجمال اوسکا یہہ ہی کہ اس شغل والے کو گمان
ہوتا ہی کہ عالم مین جو کثرت ہی اوسکے مصدر ہم ہین یعنے
مجھی سے صادر ہوتی ہی تصویر اوسکی اس طور سے
نمودار ہوتی ہی کہ اوسکے بدن کی فراخی اور پہنائی خیال
مین آتی ہی اور فراخی اور پہنائی اس مرتبہ کو پہنچتی ہی کہ اوسکے
خیال مین عالم اجسام کو کہ سب کے اوپر عرش مجید ہی ہر جانب
سے تجاوز کرتا ہی اور سارا عالم اپنے مین دیکھتا ہی آسمان
اور عناصر اور پہاڑ اور دریا اور اشجار اور پتھر اور
حیوان اور انسان سبکے سب کو منجملہ اپنے جسم کے جانتا
ہی اور اس حالت مین آسمان کے مکانون پر اطلاع اور زمین
کے بعضے مقام کی جو اوسکی جا سے دور دراز ہو سیر بطور
کشف کے حاصل ہوتی ہی اور وہ کشف اوسکا مطابق

واقع کے ہوتا ہی لیکن اپنے کو واقع مین تمام عالم کا کل نجانے
بلکہ اس خیال کو جو واقع کا مخالف ہی اس مرتبہ کے آثار سے
اعتقاد کرے اور اس حالت مین توقف نکرے کیونکہ منزل
مقصود کی سیدھی راہ نہین ہی ہرچند ایک راہ ہی لیکن
سیدھی راہ سے دور تر ہی اور سیر کی صعوبت اور
درازی کو پیدا کرتی ہی اُس راہ سے انوار مین جانے کا قصد
کرے کہ اوس ذات پاک کے پردے ہین اور کبھی
رنگ برنگ کے انوار دیکھائی دیتے ہین اور طالب کے
مقصود کی حاصل ہونیکی راہ یہی دوسری صورت ہی اور
وہ انوار اللہ تعالی کی ذات پاک کے پردے ہین بس
اون پردون کو طی کرنا شروع کرے اور اوسکے طی ہو
جانے کی مدت مقرر نہین ہی اگر عنایت الہی شامل حال
ہوے تو ایک لمحہ مین ہزارون پردے طی ہوتے ہین
لیکن سالک کے ایک پردے سے دوسرے مین جانے
کے واسطے یہہ سب مقرر ہی کہ اون انوار مین سے ہر ایک
کو یعنے جس رنگ کا نور نظر پڑے اوسکو اپنے خیال کی
قوت سے اس قدر کشادہ کرے کہ وہ نور تمام عالم کا احاطہ

کر کے قید سے مکان کے لامکان کے میدان مین معلوم ہونے لگے یعنے
معلوم ہو کہ زمین آسمان وغیرہ نہین ہی بالکل نور ہی نور ہی بعد
اوسکے اوس نور سے دوسرے نور مین جانے کا ارادہ اور
ہمت اپنے دل مین کر کے اسبات کی درخواست اللہ تعالی
کی جناب سے کر کے اپنے خیال کی نظر سے اوس نور مین
اس حد تک غور کرے کہ اوس نور کی پشت مین سے
دوسرا نور دیکھائے دے تب اوس نور کو بھی پہلے نور
کی طرح کشادہ کرے اور اوسی طرح غور کرے یہان تک
کہ تیسرا نظر پڑے اور ایسا ہی کرتا رہے اور ایسا
بہت ہوتا ہی کہ انسان انہین پردون مین متوقف ہوے
اور اوسکو اصل مقصود کے ملنے کی راہ ہاتھ نہ لگے اور آخر
ان پردون کا ایک پردہ ہی لطیف بے رنگ اور
اوسکو نسبت بے رنگی کہتے ہین اگرچہ اوس پردہ کو
دریا کے پانی سے جو خس و خاشاک اور ریتی اور
خاک کی آلودگی سے صاف ہوتا ہی تشبیہ دیتے ہین
لیکن خوب غور کرنے کے بعد اوسکی تشبیہ دینے کے قابل
کوئی چیز خیال مین نہین آتی وہان بھی توقف رہ دیتا ہی اور

کبھی بعضے طالبین اوسی کو مقصود اصلی معلوم کرتے ہین اور وہین ٹھہر جاتے ہین * افادہ * خدا کی عنایت سے اور کشش غیبی سے جسکا سارا پردہ طی ہوتا ہی تب ذات پاک کی معرفت کے مقام مین پہنچتا ہی اوس جگہہ مین عمدے عمدے حالات اور طرح طرح کے انوار پیش آتے ہین اور جو خوض کہ اوس جا پر ہوتی ہی اوس کو سیر فی اللہ بولتے ہین اور نہ معلوم کرین کہ اوس مقام مین تفاوت اور تبدل حالتون کی نہین ہوتی بلکہ بموجب مضمون * کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ * کے ہر وقت جدی شان اوس ذات پاک کی جلوہ گر ہوتی ہی اور طالب کے دل کے احوال کے بدلتے ہی غیب مین بھی تبدیلی اوسکی بصیرت کی انکھہ پر نمایان ہوتی ہی اور جب کہ موافق حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ دل آدمی کا بمنزلہ ایک پر کے ہی کہ میدان صاف مین اوسکو ہوا زیر اور زبر کرتی ہی اور انسان کے دل کو قرار نہین ہی سوا اوس طرف سے بھی جو شانین کہ ظاہر ہوتی ہین اون مین بھی سکون اور قرار نہین بلکہ دم بدم بدلتی ہی اور خدا ہی کی شان بدلنے کے

سبب سے بنی آدم کی استعدادون کے موافق مختلف
معاملہ پیش آتے ہین اور سیر فی اللہ کی تفصیل لمبی اور
چوڑی ہی اوسکا کہنا ان ورقون مین دشوار ہی لیکن
جو سالوک کہ سالوک کی کتابون مین مشہور اور منضبط ہی سو مقام
مین معرفت کے منتہی ہوتی ہی یعنے انتہا اوس کا معرفت
تک ہی ❊

دوسری فصل بیان مین چشتیہ طریقہ کے اشغال
کے ہی اور نئی طرز کے ساتھہ جس مین موجب
قوت کا تاثیر کے اور جلد ظاہر ہونے کا فایدون کے
تھورے زمانہ مین ہوا ور ریاضتین اور محنتین متعارفہ کی
نسبت کر بہت اسان ہو ❊ اور اس مین دو ہدایت ہی ❊

پہلے ہدایت طریقہ چشتیہ کے اشغال کے بیان مین
❊ افادہ ❊ اول طالب کو چاہئے کہ باوضو دو زانو بطہور
نماز کے بیٹھے اور اس طریقہ کے بزرگون کے نام پر یعنے
حضرت خاجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی اور غیرہ کے سورہ فاتحہ کو پڑھہ کے حضرت ایزد
پاک کی جناب مین التجا کرے اور برسے آرزو اور بہت

راری کے ساتھہ اپنے کام کی کشود کی دعا کرکے ذکر دو
ضربی شروع کرے اوسکی طریق وہ ہی کہ لفظ مبارک
اللہ کو دو بار لگاتار کہے اور دونو کو ملانے کے لئے پہلے کے
اخیر حرف کو پیش پڑھے اور اس دو بار کہنے کو ایک
ذکر قرار دیوے اور دونو ذکر کے امتیاز کے لئے لفظ اللہ کو
کہ دوسری بار دونو ذکر مین کہے گا وقف کے طور پر کہے
یعنے حرف ہا کو جزم پڑھے اور بڑے زور کے ساتھہ
سینہ سے نکالے اور جہر اور شدت اور مد کے ساتھہ کہے
اور آخر کو اول سے جہر اور شدت اور مد اور قوت مین
زیادہ بڑھاوے اور اول کے ہمراہ خیال کرے کہ ایک
نور سینہ سے اوس کے نکل کر اوسکے لب پر پہنچکر ٹھہر گیا
دوسرے بار مین وہان سے نکل کر قوت اور کثرت کے
سبب سے جو دونو ایکھتے ہوے موہہ سے اوسکے نکل کر
اوسکے سر پر پہنچا سو اوس نور کو بلند تر بقدر ایک ہاتھہ کے
تصور کرے اسی ذکر کو حضور دل سے بار بار کرے اور
حضور دل کے لئے اتنا بھی کافی ہی کہ یہہ اسم مبارک اوس
ذات پاک کا نام ہی اور اپنے نام کے ساتھہ ہر وقت

اور ہر جگہہ موجود ہی اس اسم مبارک کا غایب ہونا
اوس ذات پاک سے ممکن نہین ہی فضل کامل سے اوس
کریم مطلق کے امید واثق وہ ہی کہ جلد تر ذکر کرنے والے
کو ایک نور معلوم ہو سو اس ذکر کو اس قدر کرے کہ وہ
نور مثل چتر کے اوسکے سر پر ہو گیا پھر بسبب زیادہ
ہونے اور تہہ بتہہ ہونے اوسکے سارے بدن پر پہنچکر
اوسکے بدن کو اندر اور باہر گھیر لے اور اوسکا بدن اوس
نور مین گم ہو جاوے * ۲ افادہ * جب یہہ معنی بخوبی
حاصل ہو اور مشق اور ملکہ اوس کا اس وضع پر رہ دیوے
کہ ہر وقت بے رنج اور کلفت اسی طور پر کرے اور قابو
مین ذاکر کے آوے تب دوسرا ذکر شروع کرے اور
وہ ذکر لفظ * الا اللہ * کا ہی قوت اور شدت اور جہر
اوسی طور پر ہی کہ مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہی کہ اس کلمہ کو
نیچے کے جانب اپنے دو زانو کے درمیان ضرب کرے
اور نور کو جسقدر کہ ذکر اول مین اوپر کے جانب بلند
خیال کیا تھا اوتنا ہی نیچے کے جانب خیال کرے اور اوسکو
نیچے سے اوپر لاوے تاکہ اوپر کا نور اور نیچے کا نور بمنزلہ

ایک نورانی سون کے کہ اوسی نور مین اوسکا بدن گم
گیا ہو ثابت ہووے * ۳ افادہ * پھر نرمی اور آہستگی
سے تیسرا ذکر شروع کرے اور اس ذکر مین بطور اول
کے صرف لفظ اللہ کا کہے بدون ضرب اور شدت اور جہر
مفرط کے یعنی ضرب نکرے اور زور سے چلا کر نہ بولے اور
اس لفظ مبارک کو اپنے خیال مین اوس نور مین کہ اوسکے
بدن کے بجاے وہی نور ہی گردش دیوے مانند جھاڑو
دینے اور صیقل کرنے کے کہ اگر میل کچیل بدن کے خیال کا
یا اوسکے غیر کا ہووے تو صاف اور مصقل کرے اور سارا
اوس نور کا صاف تر اور درخشان زیادہ ہو جاوے
اور چمکنے لگے * ۴ افادہ * جب یہہ نور ایسا صاف ہووے
کہ شعاع اوسکا ہر طرف سے اوس سے دور تر پڑے اور
اوسکا صاف کرنا اور صیقل کرنا بھی قابو مین ذاکر کے آوے
چوتھا ذکر شروع کرے اور وہ نفی اور اثبات ہی یعنے
* لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ * پس لا کو اپنے خیال مین کھینچکے زمین اور
آسمان کو احاطہ کرے اور تمام دورہ کو لیکر الہ کو اپنے مین
تمام کرے اور طریق لا کے کھینچنے کی یہہ ہی کہ اپنے موہہ

کے آگے دراز اور جولا خیال کرے یہان تک کہ عرش
مجید پر پہنچے اور اوسکو حرکت کرنیوالا تصور کرے کہ سارے
عالم مین حرکت اور جنبش کر کے اپنے مقام مین پہنچا اور
لا الله کے لفظ کے ساتھہ بلندی عرش مجید کے اوپر کے
جانب مین ضرب کرے اور لا اله مین نفی ہر چیز کی حقیقت
مین اور فی الواقع اور نفی وجود کی اپنے اور سارے
اشیا اور کاینات کی اپنے خیال مین درست لی ظ اور
چست تصور کے ساتھہ ٹھہراوے اور مستحکم اور
مضبوط کرے اور الا الله کی ضرب مین اشارہ ذات پاک
مین کرے کیونکہ کلام مجید ناطق ہی یعنے * اَلرَّحْمٰنُ عَلَى
الْعَرْشِ اسْتَوٰى * اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور
اوس پاک ذات کا عرش کے اوپر سے اوس کثرت اور
وسعت کے ساتھہ دریاے زخار کے مانند آوے گا کہ
سارے عالم کو احاطہ کرے گا بلکہ تمام عالم اوسمین گم ہوگا
جیسا ذکر اول مین فقط ذاکر کا جسم گم ہوا تھا اور اس طور
پر ذکر نفی اور اثبات کا طالب صادق کو واسطے حاصل
ہونے کمالات مقصودہ کے کافی ہی فہم تھیک چاہیے اور

اس ذکر کو کثرت اور مبالغہ کے ساتھہ کرے عنایت
ایزدی سے ترقیات مین کوئی دوسرے شغل کا محتاج نہوگا
* افادہ * طریق انتقال کی اس ذکر سے بمنزلہ مقصود کے
وہ وہی کہ بعد مستقر ہونے اوس نور کے کہ عرش کے اوپر
سے فایض ہوکے سارے عالم کو گھیر لیا اوسی نور مین
مراقبہ کرے اور ذکر کو چھوڑ دے اور طرز مراقبہ کی یہہ ہی
کہ اپنی نفی اور تمام عالم کی نفی کہ نور مذکور کے احاطہ کرنے
سے حاصل کیا قصد کے لحاظ سے ملاحظہ کرکے نفی مذکور کو اوس
وقت سے اپنے قابو مین لاوے کہ اول بدون لحاظ نور کے
بھی اپنی نفی اور تمام موجودات اور کاینات کی نفی اوس
سے آسان ہوگو کہ نفی اوس نور سے جدا نہین ہوتی ہی
اور اس شخص کو چاہئے کہ نفی کو بذاتہ مقصود کرکے شغل
نفی کو مضبوط کرے اور بعد مستحکم ہونے نفی کے یا توحید
صفاتی ظاہر ہوگی یا انوار ظاہر ہونگے اور ثانی راہ مطلب یابی
کی ہی پس جس طریق سے کہ پہلی فصل مین مذکور ہوا
اوس نورانیت کے پردون سے تجاوز کرے تاکہ آخیر
پردہ مین کہ جسکا لقب نسبت بے رنگی ہی پہنچ جاوے

اگرچہ اس طریقہ کی نسبت کی تشبیہ چاندنی کے ساتھہ دیتے ہین لیکن حقیقت مین بے رنگ ہی ایک گونہ یہی رنگ معلوم ہوتا ہی اور مہین جو غور کرکے دیکھا جاے تو کوئی رنگ خیال مین نہین گذرتا جبکہ اخیر کے پردے سے بھی گذر جاے گا ذات پاک مین واصل ہونا کہ انتہا سلوک متعارفہ کا ہی متحقق اور ثابت ہوگا

دوسری ہدایت بیان مین فایدہ مشرقہ کے

اور اوس مین دو افادہ ہی ۱ افادہ ۱ واسطے کھلنے حالات آسمانون کے اور ملاقات ارواح اور ملایک کے اور سیر جنت اور نار کے اور مطلع ہونے حقیقتون پر اوس مقام کے اور دریافت کرنے وہان کے مکانون کے اور منکشف ہونے امر لوح محفوظ کے ذکر یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ کا ہی یا حی کو ذکر خیالی کے ساتھہ اپنے سینہ کے درمیان سے لب تک لاوے اور اپنی روح کو ہمیشہ نیچے اوسکے کرے اور پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالے اور چونکہ بولنا اس لفظ مبارک کا لفظ اول کے تلفظ کے ساتھہ متصل واقع ہوتا ہی اور ضرور اثر اس دو نو اسم مبارک کا

وقت بولنے لفظ اخیر کے مجتمع ہو کے قوت پکڑتا ہی اسواسطے
لفظ اخیر کے بولنے کے ہمراہ دونو لفظ مبارک کی استعانت
سے اس طور پر کہ یہہ اسم پاک نیچے روح کے ہوئے اور روح
دونو اسم کے درمیان رہے روح کو عرش کے اوپر
پہنچاوے اور وہان پہنچکر توقف کرکے سیر اور دور کرے
اور دور و سیر مین مختار ہی عرش کے اوپر کرے یا
نیچے آسمان کے مواضع مین کرے یا ہموار زمین مین مثل کعبہ
معظمہ اور دوسرے مکان متبرکہ کے اور ایک عرصہ کے
بعد کہ بیداری اور خبرداری چاہے تو انہین دونو اسم کی
استعانت سے اوپر سے نیچے آوے یا حی کے ذکر
خیالی کے ساتھہ اوس جگہ سے آنے کا تہیہ کرے اور
یا قیوم کے ہمراہ آہستہ آہستہ اپنے مکان مین پہنچے اور
اوترنے مین آسمانون کو جدا جدا لحاظ رکھے * ۲ افادہ *
سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح * کشف قبور
کے لئے مقرر ہی اوسکی طریق یہہ ہی کہ ساتھہ اسم
اول یعنے سبوح کے ناف سے دماغ مین یعنے لطیفہ اخفی
مین پہنچے اور دوسرے کے ساتھہ یعنی قدوس کے اوس

ہونے کے وقت انسان کو اپنی طرف متوجہ کرے اور
نچھوڑے کہ بالکل اوس سے غفلت کرے پس
اوس حرکت کو نام پاک الہی کے ذکر کا مقارن جانے باین
طور کہ اس حرکت کے ساتھہ اللہ اللہ کہتا ہی اور
حضوری اور اُلفت اس نام کے مسمی کے ساتھہ
پیدا کرے پس اس لطائف کے اذکار کو جدا جدا مزاولت
کر کے ایکبارگی سب سے ذکر کرے تاکہ ذکر اون سبھونکا
ایک ہی وقت مین معلوم ہووے اور اس لطائف کے
ذکر کو مضبوط اور استوار کرے اور ادنی مرتبہ مضبوطی کا
وہی کہ جس وقت چاہے اس طرف مشغول ہو سکے
اور سکھانے والا اگر اوسکو زیادہ کرنیکو فرماوے اوسکے حکم
کو بجالاوے اور چھہ لطیفون مین سے ہر ایک کے لئے ایک ایک
نور ہی الگ الگ کہ ان بزرگوارون کے کتابون اور
رسالون مین تفصیل کے ساتھہ مذکور ہی * بسبب کثرت
اذکار لطائف کے ہر ایک کو نور سے اوسکے منور کرنے
مین ہرچند یہہ تنویر بہتر اور خوبتر ہی لیکن سلوک کی راہ مین
طول پیدا کرتی ہی اور وہ طول چنداں ضرور نہین ہی کیونکہ

حب انسان نور انیت کے پردون مین پہنچتا ہی خود بخود
لطیفون کے انوار کو دیکھتا ہی اور بعد مزاولت کے ہر
لطیفے کو اوسکے نور کے ساتھہ بلکہ جس نور کے ساتھہ چاہے
رنگین کرنے سکتا ہی اور لطیفون کے اذکار کے وقت
مین سعی اور محنت سے یہی مطلب سرانجام قبول کرتا ہی
اور بعد اوسکے نورانیت کے پردون کے مقام مین بے
سعی اور محنت کے وہ مقصد پر آتا ہی سو سعی کرنا
لطائف کے رنگین کرنے مین اوسکے انوار کے رنگون
کے ساتھہ ابتدا مین بمنزلہ سکندر نامہ کی تقریرون کی تعلیم
کے ہی کریا پڑھنے والون کو سو مناسب وہ ہی کہ اوسنے
مرتبون مین سے بقدر حاجت کے استعمال کر کے وقت
کو نسیف قاطع جان کے جلدی سے جلدی طی کرین اور
مقامات بلند مین بقدر استعداد اور آسودگی روح کے
توقف کرین * ۱۲ افادہ * بعد اوسکے حبس نفس نفی اور
اثبات کی کرے طریق اوسکی وہ ہی کہ بعد اوسکے مودب
و وزانو قبلے کیطرف منہہ کر کے بیٹھکے اپنے دم کو بند کر کے
زبان کو تالو مین ستا کے لفظ لا کو لطیفۂ نفس سے کھینچے اور

لطیفۂ سر پر تھوڑا سا توقف کرکے پھر لطیفۂ خفی پر بھی ٹھہر کے
لطیفۂ اخفی مین پہنچے حاصل کلام ایک حرکت خیالی لطیفۂ نفس
سے لطیفۂ اخفی تک کرے اور اس حرکت کی مدت
کے درمیان لطیفۂ سر اور لطیفۂ خفی کے مقام مین لحاظ کو
مستقل ہو کے متوجہ کرکے واسطے امتیاز اون لطیفون کے
ٹھہراوے اور لفظ اللہ کو لطیفۂ اخفی سے کھینچکر کے لطیفۂ
روح کی طرف متوجہ ہو کے الا اللہ کو لطیفۂ قالب مین ضرب
کرے اور اوس حرکات خیالی مین کسی طرحکی حرکت
ظاہری کسی عضو پر یہان تک کہ سر اور منہہ اور ہونٹھہ
اور زبان پر بالکل نہووے اور پختہ عدد کے ساتھہ اوسکو
عمل مین لاوے ایک بار ذکر کرکے اپنے دم کو چھوڑ دے
اور بعد اطمینان اور چین پکڑنے نفس کے دوسری بار
ذکر کرے جب جس دم کی برداشت زیادہ ہووے ذکر
کے عدد مین زیادتی کرے ادنی مرتبہ زیادتی کا اوسکے اکیس
بار ہی جب کہ اکیس بار مین پہنچے گا اور مزاولت اوسکی
کریگا اور ایک مجلس مین سیکڑون کی گنتی مین پہنچا یگا تب
گرمی اور صفائی لطیفون مین اوسکے البتہ پیدا ہوگی اور اس

ذکر سے ایسا معلوم ہوگا کہ ایک شعلہ جوالہ ہی کہ اوسکے
سارے لطیفون کو احاطہ کر کے مثل خط آتشین کے دراز ہو گیا
* ف * شعلہ جوالہ اوسکو کہتے ہین جیسا ایک لکڑی کو جلاکے
چار و طرف گھماوے اور گھمانے کے وقت مین بیچ مین
خالی رہے گا اور چار وطرف ایک خط آتشین دراز مثل
دائرے کے پیدا ہوگا * ۳ افادہ * بعد مزاولت اور قابو
مین آجانے نفی اور اثبات کے سلطان الذکر کو عمل مین لاوے
بیان اوسکا وہ ہی کہ ہر تکرہ کہ انسان کا ہی اوسکے لئے
ایک وحدت ثابت ہی اور علامت وحدت کی اوس
تکرہ کی یہہ ہی کہ ہر ایک کی شناخت کے لیئے ایک نام معین
ہی واسطے اوس تکرہ کے الگ نام سے کل کے سوا وہ
تکرہ ایک وجہ سے سارا اجزای انسانی پر مشتمل ہی اس
واسطے اوسکے لئے ایک زبان بھی مقرر ہی اور بموجب
ارشاد حضرت حق تبارک و تعالی کے یعنے * وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ
اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ * ترجمہ *
نہین ہی کوئی شی مگر پاکی بولتی ہی اوسکی خوبیونکی لیکن
نہین سمجھتے ہو تم اونکی تسبیح کو * وہ سارے تکرے

انسان کے ذکر الہی کرتے ہین لیکن انسان کی دریافت
مین نہین آتا سو سالمان الذکر یہہ ہی کہ اپنے سارے تکرے
کے ذکر کو ایک طور کی دریافت سے معلوم کرے اور
اوسکی ذکر پر شہردار ہو اوسکی راہ یہہ ہی کہ اپنے تمام
بدن کی سب جگہہ کو چھوہ لطینون کی طرح پر سمجھے اور یہہ بات
ظاہر ہی کہ آدمی کی نظر مین چھوٗ لطیف اور تمام بدن برابر
ہی جب چھوٗ لطینون کے مقام سے ذکر کو پہنچایا اور اوسکی
کیفیت پر اطلاع پاتا بس اوسی طور سے تمام بدن سے
ذکر کرے اور تلقین کرنے والے کو چاہئے کہ آپ سالمان
الذکر کرکے جس طرح طالب کے لطینون مین ذکر ڈالنے کا
مذکور اوپر ہو چکا اوسی طرح سے اوس ذکر کو بھی طالب
کے تمام بدن مین ڈالنے کا قصد کرے اوسکا اثر یہہ ہی کہ
کبھی بدن مین جنبش ظاہر ہوگی یہان تک کہ اوسکے ہاتھہ
اور پانون یا دوسرے بدن اوسکے بغیر ارادے کے
اپنی جگہہ سے تل جاوین گے اور کبھی رعشہ کی سی
حرکت ظاہر ہوتی ہی اور کبھی بطور شعریرہ یعنے بدن
پر رونگتے کھڑے ہو جانے کے معلوم کرتا ہی یا بطور

چوتھیون کے کہ اوسکے تمام بدن پر رینگتی ہین اور ٹھنڈک اور
ہلکاپن اوسکے تمام بدن مین معلوم ہوتا ہی اور کبھی اس
قدر ٹھنڈک ذاکر کے بدن مین سماتی ہی کہ سخت گرمی کے
وقت مین اوسکو سردی معلوم ہوتی ہی اور ایسا ہلکا
ہو جاتا ہی کہ گویا اوسکے بدن سے آلایش کو دور کیا ہی جیسے
کسی شخص نے کیسہ مالی کر کے تمام مین غسل کیا ہو لیکن
ظاہری غسل مین یہہ ہلکاپن صرف اوسکے چمڑے پر معلوم
ہوتا ہی اور ساطان الذکر مین اندر سے صفائی معلوم ہوتی
ہی اور خرق عادت یعنی کرامت کے قسم سے ہی کہ جس
طرح کسی کا بدن بڑے زور سے پھڑکتا ہی اوسطرح
اوسکا تمام بدن قابو مین نہین رہتا اور بے اختیار پھڑکتا ہی
اور نری کرامت ہی کہ تمام بدن اور در و دیوار اور خس
و خار اور پتھر اور کوڑے مین سے ذکر جہر کی آواز بلاشبہہ
ساطان الذکر کرنے والے کے کان مین سنائی پڑے اور اوسکے
ہم نشینو کا سنا دس کرامت مین زیادتی ہی اور کبھی
ایک نور ساطانی الذکر کرنے والے کو معلوم ہوتا ہی

* فایدہ * طالب مین لطیفون کا ذکر اور ساطان الذکر وغیرہ

کے حاصل ہونے کی دریافت کرنے کا طریقہ صاحب تلقین
اور ارشاد کے واسطے یہہ ہی کہ صاحب تلقین جو ذکر کر رہا
ہی اوس سے اپنی تئین خالی کر کے طالب کی طرف متوجہ
ہوے اوس وقت جو کچھ اپنے اندر پاوے اوسکو جانے
کہ یہہ جو معلوم ہوتا ہی سو طالب کے اثر کا عکس ہی اور جو
کچھ صاحب تلقین مین ظاہر ہو وہی طالب مین ہی تمام شغل
جس قدر اور جیسا ہوگا اوسکا عکس صاحب تلقین مین پریگا
* ۱۴ افادہ * جب سلطان الذکر اپنے قابو مین آوے اور
جس وقت اوسکا ارادہ کرے اوس وقت بلا تکلف
ظاہر ہو تب شغل نفی کے ساتھہ شغل یاد داشت کا بھی
لگاوے اور شغل یاد داشت کی حقیقت اوپر مذکور ہو چکی
اور بعد اوسکے شغل نفی النفی کرے سو ضرور بالضرور
سالک پر یا توحید صفاتی منکشف ہوگی یا نورانیت کے
سروے ظاہر ہونگے اور امر ثانی یعنی نورانیت کے پردون کا
ظاہر ہونا وہی مطلب یابی کی طریق ہی پس سالک کو
چاہئے کہ اون پردون سے اوس طریق کے ساتھہ کہ پہلی فصل
مین مذکور ہوا تجاوز کرے اور پردون کے طے کرنے کے

درمیان مراقبہ صمدیت مین مزاولت کرے تاکہ اخیر پر وے
مین جسکا نام نسبت بے رنگی ہی پہنچے اگرچہ اس طریقہ کی
نسبت کو آب دریا کی ساتھہ جو کورے کرکٹ ریتی
اور خاک کی آلودگی سے پاک ہو تشبیہ دیتے ہین لیکن
نظر چوبھا کر دیکھنے مین کسی چیز کی ساتھہ تشبیہ دینے کے
قابل نہین معلوم ہوتی ہی اور بعد تجاوز کرنے کے نسبت
بے رنگی سے ذات پاک کی معرفت حاصل ہوتی ہی اور
سلوک جو لوگون مین مشہور اور متعارف ہی سو تمام
ہو جاے گی اور سیر فی اللہ پیش آویگی اور اس درمیان
مین نادر نادر حالتین اور عجیب و غریب مقامین ظاہر ہونگے
اور جس مرشد کے پاس طالب کو سیر فی اللہ مین ترقی ہو
گی وہی مرشد اوسکو وہان کے مقامات کی حقیقتون پر مطلع اور
آگاہ فرماوے گا * فایدہ * اس طریقہ کے امام یعنے خواجہ
بہاو الدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہی * بیت *
اول ما آخر ہر منتہی است * آخر ما جیب تمنا تہی ست *
اول میرا آخر ہر منتہی کا ہی آخر میرا جیب تمنا کا خالی ہی
سچے طالب کو چاہئے کہ اوسی امر کا متلاشی رہے جس

کو اور جناب نے ساتھ لفظ جیب تمنا تھی کے بیان فرمایا
ہی بحمل اوسکا طالب کا خالی ہونا ہی ارادون اور
قصدون سے اپنے ۞ انشاء اللہ تعالی جو تھے باب مین اس
رسالے کے تفصیل اسکی مذکور ہوگی ۞

۞ دوسری ہدایت فایدہ متفرقہ کے بیان مین ۞
ارواح اور فرشتے اور اون کے مقامون کے کشف اور
زمین اور آسمان کے مکانون کی اور جنت اور دوزخ کی سیر
اور لوح محفوظ پر اطلاع ہونے کے لئے شغل دورہ کرے
اور شغل دورہ کی طریق پہلی فصل مین مفصل مذکور ہوئی پس
اسی شغل کی استعانت سے زمین اور آسمان اور
بہشت اور دوزخ کے جس مقام مین چاہے متوجہ ہو
کے اوس مقام کی سیر کرے اور احوال وہان کا دریافت
کرے اور اوس مقام کے لوگون کے ساتھ ملاقات کرے
اور کبھی کبھی اون کے ساتھ بات چیت بھی ہوتی ہی
اور دینی اور دنیاوی کامون سے جو گذر گیا ہی یا آنے والا
ہی اوسکی صلاح اور مشورت بھی معلوم ہوتی ہی
۞ ٢ فایدہ ۞ جاننا چاہئے کہ آنی والی خبرون کے کشف کے

لئے اس طریقہ کے بزرگون نے بہتیری طریقین لکھے ہین اور
اولی اور احسن وہ ہی کہ تیسرے پھر رات سے بیدار ہوکے
کمال آداب اور نہایت حضور قلب سے طہارت
بجالاوے اور جو دعائین ماثورہ کے بعد طہارت کے گناہ اُترنے
کے لئے معین فرمائے ہین گناہ جھڑنے کی نیت سے زمین اور
آسمان کے خالق کی جناب مین کمال التجا کرکے پڑھے اور
بعد اوسکے صلوٰۃ التسبیح کمال آداب اور مستحبات
کے ساتھہ قلب اور قالب کو اطمینان کرکے کمال خشوع
اور خضوع سے ادا کرے اور ساری نمازین برائی اور
سیئات اوترنے کی دعا اور گناہون کی معافی کی التجا خدا
کی جناب مین تہہ دل مین ملحوظ رکھے بعد اوسکے توبا تمامی
گناہون سے تہہ دل سے کرے اور اسقدر التجا کرے کہ
اوسکے دل مین توباہ کے قبول کا اور گناہون کے عفو کا یقین
پیدا ہو اوسی وقت جس شغل مین کہ مہارت رکھتا
ہو اوس شغل مین مشغول ہووے اور تمامی شغل
مین حضرت حق کی جناب مین واسطے کشف ہونے اور
کھلنے واقعہ مطلوب کے التجا اس طور سے کرے کہ ساری

ہمت اوسکی اوس واقعہ کے کھلنے کی طرف متوجہ ہو
تا کی جناب سے امید قوی یہ بن ہی کہ کشف ہونا اور معلوم
ہونا اوس واقعہ کا بطور نازل ہونے الہام کے اوپر سے
یا بطور ظاہر ہونے اوس واقعہ کے تہہ دل سے متحقق ہوے
اور فرق درمیان وارد ہونے وسوسے کے اور نازل ہونے
الہام کے یہہ ہی کہ الہام ایک امر ہی کہ دل مین اتر کے قرار
پکڑتا ہی اور مستحکم بیٹھتا ہی اور وسواس کو قرار اور
ثبات نہین رہتا ہی اور وسواس کے آنے جانے کی
کوئی راہ معین نہین ہی بطور چوتے اور گزرگہ کے ایک
طرف سے آتا ہی اور دوسری جانب سے نکل جاتا ہی
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا کہ ایک چیز ہی کہ ایک جانب
مین دل کے گھس گئی اور دوسری مرتبہ دوسری جانب مین
و اگر طریق مذکور سے واقعہ کا انکشاف نہو تو چاہئے کہ کمال
التجا کے ساتھہ حضرت حق کی جناب مین دعا کرے کہ الہی
مین جاہل ہون اور تو سب چیز کو جانتا ہی مین اوس طریق
سے فلانی خبر کے کھلنے کے لئے سعی کیا اور مقصود حاصل نہوا
سو اپنے کسی بندہ کی زبان پر کوئی بات ایسی جاری

کروادے کہ اوس سے اپنا مطلب دریافت کرلون بعد اوسکے
اپنے کان کو اوس آواز کیطرف کہ آدمی سے نیند کی
حالت مین یا بیداری مین صادر ہوتی ہی لگاوے اور بطریق
قال کے اونکے کلام سے غرض اپنی سمجھ لے اور اگر اسطور
سے بھی اپنا مطلب نکھلے تو چاہئیے کہ تیسری پہر رات مین
دو رکعت نماز واقعہ مطلوبہ کے کھلنے کی نیت سے ادا کرے
اور ہر رکعت مین تین بار الحمد اور تین بار آیۃ الکرسی اور
پندرہ بار قل ہو اللہ پڑھے بعد اوسکے سر کو سجدہ مین رکھہ
کے کمال خشوع اور خضوع کے ساتھہ ایک سو ایک
بار * یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ * کھلنے کی نیت سے کہے بعد اوسکے
استکشاف یعنے کھلنے کی نیت سے دعا کرکے خواب مین
جاوے انشاء اللہ تعالی خواب مین کسی نہ کسی طور سے
اوس واقعہ کا حال ظاہر ہوگا خواہ کھولکر خواہ اشارہ سے
* فایدہ * جو اشغال کہ بدعت ہین اونہین مین سے شغل برزخ
ہی کہ متاخرین مین بہتیری طریقون سے شہرت پایا ہی
بلکہ بعضے بزرگون کا کلام بھی اوسپر مشتمل ہوا ہی اور
شغل مذکور کی تصویر یہہ ہی کہ واسطے دور کرنے خطرون

سکے اور جمعیت ہمت کے شیخ کی صورت کو جیسا چاہئے
تعین اور تشخص کے ساتھہ خیال مین حاضر کرتے ہین اور
جماتے اور ٹھہراتے ہین اور خود ادب اور تعظیم تمام
کے ساتھہ اپنی ساری ہمت سے شیخ کی صورت کے
طرف متوجہہ ہوتے ہین گویا کہ برتے ادب اور تعظیم کے
ساتھہ شیخ کے روبرو بیٹھے ہین اور دل کو بالکل اوسی
طرف متوجہ کرتے ہین اور حال اس شغل کا احوال سے
تصویر کے معلوم کیا چاہئے کیونکہ بنانا تصویر کا گناہ کبیرہ ہی
اور اوسکو دیکھنا خصوصا تعظیم اور توقیر کے ساتھہ البتہ
حرام ہی اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام
کا قول جو اپنی قوم کو خطاب فرمائے * مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي
أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ * کیا ہین یہہ مورتین جنکے سامھنے تم
اعتکاف کرتے ہو یعنے ادب سے سر جھکائے بیٹھے ہو
یہہ آیت مطلقا دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ مورتون
کے سامھنے اعتکاف کرنا ممنوع ہی اور عکوف کے
معنے تصور کا لزوم بیٹھکے یا کھڑے ہو کے تعظیم اور ادب
اور محبت کے ساتھہ ہی اور شک نہین ہی کہ جو شخص ظاہری

صورت کے نزدیک یہہ کام کرتا ہی البتہ آثم اور گناہ گار
ہی اور اوس گناہ گار کے عمل مین اور اس سالک
طالب راہ حق کے شغل مین تفاوت اتنا ہی کہ اول مین
تصویر رنگین کاغذ یا اوسکے مانند پر ہوگی اور ثانی مین تصویر
پوری صورت چمڑے کے رنگ اور بال اور خط اور
خال کے ساتھہ خیال کے ورق پر رہیگی ہر چند ظاہر مین
صورت پرستی نہین ہی لیکن باطن مین صاف صورت
پرستی ہی تصویر قرطاسی یعنے جو تصویر کہ کاغذ پر رہتی ہی
تصویر کی باریکیون کو جس قدر حکایت نہین کرتی ہی
اوس قدر صورت خیالی کرتی ہی باوجودیکہ دونون بے جان
ہین پس حقیقت مین صورت خیالی زیادہ تر ہی صورت
قرطاسی سے کیونکہ فرق درمیان دونون کے نہین ہو سکتا
ہی مگر اس طور سے کہ پہلی صورت مین ظاہر شرع کی بندو
بست مین تخلل راہ پاتا ہی اور دوسری صورت مین
ظاہری شرع کی انتظام مین کچھ نقصان نہین پہنچتا ہی لیکن
جو قباحت اور برائی بہ نسبت اوسکی تاثیر کے اس کام کے
کرنے والے کے نفس مین ہوئی ہی سو دوسری صورت مین

پہلی صورت سے زیادہ تر ہی پس اس وجہہ سے
چاہتا ہی کہ حرام ہووے اور قطع نظر اس معنے کے رواج
شغل برزخ کا ناقصون کو پہلی صورت یعنے صورت قرطاسی
مین پہنچاتا ہی اور تصاویر ظاہری بنا کے جو حرکتین تعظیم
کی کہ آگے صورت والے کے کرتے ہین وہی تعظیم اُن
تصویرون کے روبرو بجالاتے ہین اور صاف بت
پرست ہو جاتے ہین اور کھچ جانے مین شغل برزخ کے
اس عمل کے طرف کہ صریح حرام ہی شبہہ نہین ہی پس
یہہ بھی چاہئے کہ حرام ہو اور شریعت محمدیہ مین واسطے پیش
بندی صورت پرستی کے تصویر سازی اور مورت
بنانی مطلقا منع ہوئی اور دوسری شریعتون مین بعضے غرضون
کے لئے درست تھی مثل دریافت کرنے حال مشکل اور
شمایل مردہ کے یا زندہ غایب کے پس جس وقت کہ
شارع نے تصویر بنانے مین اس قدر احتیاط فرمایا ہو شریعت
کے تابعدارون کو چاہئے کہ وہی طریقہ احتیاط کو پیش نظر کر
کے شغل برزخ کو حرام اور قبیح معلوم کرین اور جو شخص
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر آگاہ ہی رکھتا ہی

جان لیگا کہ اگر اس امر کا استفتا زمانہ متبرک مین آپ کے ہوتا اور کوئی فتوی پوچھتا تو البتہ اس سے آپ منع فرماتے اور حرمت اسکی ظاہر ہوتی *

چوتھی فصل طریقہ محمدیہ قدس اللہ سرہا مہا

کی اصطلاحات کے حال مین

اور اوس مین ایک تمہید اور ایک مقصد ہی * تمہید * جانا چاہئیے کہ مقامات لطیفے کا طریقہ محمدیہ کے بزرگوارون کے نزدیک مثل شیخ عبد الاحد اور غیرہ قدس اللہ اسرارہم کے اس طور پر ہی کہ مقام لطیفۂ قلب کا بائین پستان کے نیچے اور لطیفۂ روح کا لطیفۂ قلب کے برابر داہنے پستان کے نیچے ہی اور لطیفۂ سر کا بائین پستان کے اوپر بقدر دو انگلی کے ہٹکا ہوا بیچ بیچ سینہ کے طرف اور لطیفۂ اخفی کا درمیان سینہ کے ہی اور لطیفہ نفس کا مبدٔ مین پیشانی کے ہی اوس جاپر کہ لطیفہ خفی جمہور کے نزدیک اوسی جگہہ ہی اول چاہئیے کہ لطیفون کو ذکر کے ساتھہ جاری کرے اور اون لطیفون کو ذاکر کرین اور اوسکی طریق وہ ہی کہ طالب موجب ہوکے وضو کے ساتھہ خضوع اور خشوع اور

التجاے تمام سے روبرو مرشد کے بیٹھے اور خاموش
ہووے اور اپنے دل کو جمع رکھے اور خیالات کو دور کرے
اور بالکل زبان اور سارے اعضا کو حرکت سے باز رکھے
کے دل سے اسم مبارک یعنے لفظ اللہ کو بولواوے اور
مرشد کو چاہیے کہ برے خشوع کے ساتھ طالب کے
تانین کیطرف متوجہہ ہووے اور لطیفون مین ذکر کے
درست ہمت کے ساتھ طالب کے لطیفون مین ڈالے
اور جب چھو لطیفون کا ذکر معلوم ہوے تب واسطے
حاصل ہونے سلطان الذکر کے لطیفۂ نفس پر توجہہ بہت
کرے لطیفۂ نفس پر کثرت سے توجہہ کرنے مین سلطان
الذکر حاصل ہوتا ہی اور بعد ذاکر ہونے لطیفون کے اور
حاصل ہونے سلطان الذکر کے اوس حد کے ساتھہ کو غفلت
روندیوے ذکر * لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ * کو کہ نفی اور اثبات
ہی عمل مین لاوے اور مقصود اوس ذکر سے اپنے بدن
کی نفی ہی لیکن ہرگاہ نفی سارے عالم کی اوس سے زیادہ
آسان ہی اور بدن کی نفی مین ایک دخل رکھتی ہی اول
سارے عالم کی نفی کو اپنے خیال مین ٹھہرایا چاہیے اور بعد

اوسکے بدن کی نفی کے طرف ٭ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٭ کے ذکر
کے ساتھہ متوجہہ ہونا چاہیئے اوسکی طریق وہ ہی کہ لفظ لا
کو ناف سے کھینچکر دماغ مین پہنچا دے اور جس موضع
پر بدن کے لاگذرے اوس جگہہ کی نفی کو خیال کرے اور
لفظ الٰہ کو لطیفۂ روح مین پہنچا کے ٭ الا اللّٰہ ٭ کو قلب مین
ضرب کرے اور مقام لطیفۂ روح اور اوس جانب کے
سارے بدن کو ساتھہ لفظ الٰہ کے نفی کرے اور ساتھہ
لفظ ٭ الا اللّٰہ ٭ کے مقام لطیفۂ قلب کو اور تمام باقی بدن
کی نفی کر کے حضرت حق کی ذات کے اثبات کو ملاحظہ
کرے اور یہہ ذکر اور نفی دونو کو قوت خیالی سے عمل
مین لاوے اور اصلا زبان سے تلفظ نکرے اور اس ذکر
کو ہمیشہ بار بار نفی کے خیال کے ساتھہ کرنے سے قوت
خیالی مین انشاء اللہ تعالی مضبوط اور مستحکم ہوگی اس
واسطے کہ اپنے تمام وجود کی نفی بلکہ تمام عالم کی نفی
قوت خیالیہ مین علی الدوام ٹھہری رہیگی اور جس وقت
شغل نفی کا طالب کے خیال کے اندر مستحکم ہوتا ہی
درویشی کے معاملے ظاہر ہوتے ہین خصوصا دوایر کا منکشف

ہو نا کہ بدون شغل نفی کے انکشاف اوسکا کما حقہ ممکن
نہین ہی اور جتنا نفی کا ملتر ہو گی انکشاف زیادہ تر ہو گا
تو چاہئے کہ مراقبے دوایر سے پہلے تکمیل اور ترقی مین نفی
کے سعی کرے اور بدن کا مطلقا نہ پایا جانا کمال نفی ہی اور
کمال نفی ہونے کے وقت سیوا اوس چیز کے کہ انوار
کو دوایر کے دریافت کرنے والی ہی باقی نہین رہتی
ہی بعد اوسکے نفی النفی اور فناء الفنا حاصل ہو گی اگرچہ
نفی اور نفی النفی اس طریقہ کے بزرگون کے کلام مین مصرح
نہین ہی لیکن واسطے انکشاف دوایر کے اور ظاہر ہونے
معاملات کے اور مضبوط ہونے انوار کے ضروری ہی
لیکن تصریح نکرنا اون بزرگون کا اسطرح کے شغلون کو
سو سبب اوسکا وہ ہی کہ ان بزرگون کی تاثیر کی قوت
کے سبب سے مستفیدون پر نفی اور نفی النفی ظاہر ہوتی
تھی سو فقط توجہہ ان بزرگون کی ان شغلون سے بے
پرواہ کرتی تھی لیکن بدون حاصل ہونے نفی کے خواہ وہ نفی
شیخ کی تاثیر سے ہو خواہ کسب کرنے سے ہو بہت دشوار
اور متعذر دیکھاتی ہی اور حقیقت حال کو خدا ہی خوب

جانتا ہی * مقصد * تفسیر مین اون لفظون کے جو اس طریقہ کے
بزرگون کے نزدیک مستعمل ہی احدیت کے مراقبہ سے شغل
دوایر کا شروع ہی اور طریق اوسکی یہہ ہی کہ حضرت
حق تعالی کی ذات پاک کی وحدانیت کو جو سارے کمال
کی صفتون کا مجمع ہی ملاحظہ کرے اور اس لحاظ کو قلب
سے نکال کر اوپر کے جانب متوجہہ کرکے عرش مجید سے
گذرانے تاکہ اثر اوسکا ظاہر ہوے اور اثر اوسکا ایک
نور کا ظاہر ہونا ہی دل کے اوپر کے جانب سے دراز اور
طولانی مثل ستون نورانی کے ہوکے عرش مجید مین پہنچے
اور شعلہ اوس نورانی ستون کا تمام عالم کو احاطہ کرے
پس جوہر اوس نور کا وہی ستون ہی کہ جڑ اوسکی دلکے
اوپر کی جانب مین ہی اور سر اوسکا عرش مجید تک
پہنچا ہی اور شعاع اوسکا سارے آفاق مین پھیل گیا ہی اور ظاہر
ہونا اس نور کا دایرہ امکان کا شروع ہی اور پہنچنا اوس
نور کا عرش مجید تک نصف دایرہ کے حاصل ہونے کی
علامت ہی اور عرش مجید سے گذر جانا اوس دایرہ کے
پورے ہونے کی نشانی ہی اور فقط ظاہر ہونا نور دراز

کا طولانی کے ساتھہ دایرہ امکان کا نہین ہی کیونکہ وسعت
اور کشادگی اوس وضع کے ساتھہ کہ ابتدا اور انتہا کی
تمیز نہو حقیقت دایرہ کی ہی پس دایرہ نہوگا مگر جسوقت
کہ شعاع نور ہر طرف سے پہنا ورہو کے عالم کو کھیر لیکے
عالم امکان سے تجاوز کرے اور حد اور اندازہ اوسکا
نہوے اور اس دایرہ کو بسبب اسکے کہ عالم امکان کو
گھیر لیتا ہی دایرۂ امکان بولتے ہین اور سیر قلبی کے دایرون
مین سے یہہ دایرہ دایرۂ اول ہی اور دوسرا دایرہ ولایت
قلبی ہی جسکا نام ولایت صغرا ہی اور اس دایرہ مین
مراقبہ اقربیت کا ہی اور اس دایرہ مین قلب کے نیچے کا
دروازہ بھی کھلتا ہی اور تمام قلب مثل آفتاب کے
ہو جاتا ہی کہ تمامی جہات اور ہر جگہہ سے اوسکے انوار چمکتا
ہی اور انوار کہ ہر جہت سے پیدا ہوتے ہین بدستور
دایرہ اول کے موجودات امکانی سے تجاوز کر کے لامکان
کے حد مین پہنچکے غیر متناہی ہوتے ہین اور اصل قلب باقی
رہتا ہی نہ یہہ کہ قلب پژمردہ اور پاش پاش ہو کے
خالی انوار باقی رہتے ہین مگر شاذ نادر بلکہ تمام جہت سے

قلب کے انوار صادر ہوتے ہین اور فرق اس دایرہ مین
اور دایرۂ سابق مین دو وجہہ سے ہی اول وجہہ وہ ہی کہ
دایرۂ سابق مین صرف قلب کے اوپر کے جانب چشمہ نور
کا ہی اور اس دایرہ مین سارا قلب ہی دوسری وجہہ یہہ
ہی کہ جو نور کہ دایرۂ سابقہ مین منبسط اوٗر پھیلا ہی سو نور دراز
فوقانی کا شعاع ہی اصل اسی قدر ہی کہ مانند ستون کے
قلب سے اوپر گیا ہی اور سب دایرہ بطور شعاع آفتاب
کے اسی ستون سے پیدا ہوا اور اس دایرہ کا تمام
نور اصلی ہی کہ قلب سے نکل کر احاطہ کیا ہی بلکہ عالم امکان
سے تجاوز کیا ہی اوٗر اس دایرہ مین کبھی سر توحید کا ظاہر
ہوتا ہی یعنی وجود منبسط کہ تمام ممکنات اوسی سے قایم
ہی اوس وضع کے ساتھہ دریافت ہوتا ہی کہ سارے
ممکنات کے وجود کو واحد جانتا ہی اور کثرت کے سبب
سے جو ممتاز اور الگ الگ معلوم ہوتا ہی سو اوسکے
نظر مین مضمحل معلوم ہوتے ہین اور اوسکی بصیرت کی
آنکھہ اوسی ذات منبسط پر پڑتی ہی اوٗر اوس وقت
مین قلب بالکل مضمحل اور نیست و نابود ہو جاتا ہی

اور طرف نور معلوم ہوتا ہی تیسرا دایرہ ولایت
کبری ہی اور اس ولایت مین تین دایرہ اور ایک قوس
ہی پہلے دایرہ مین اوس سبحانہ تعالی کی ذات پاک کی معیت
کا مراقبہ کرے اور اس طور سے شروع کرے کہ اوسکی
ذات پاک کو باوجود بیچونی اور بیچگونگی کے اور مکان اور
جہت سے پاک ہونے کے نزدیک اور ہمراہ اپنے جانے
اور اپنے کو اوس سے غایب اور دور نہ معلوم کرے بلکہ
شریک اور شامل اپنے کامون مین سمجھے اور معیت کو
اقربیت لازم ہی اور اقربیت کو معیت لازم نہین ہی کیونکہ
معیت کے واسطے باوجود قرب اور نزدیکی کے اعانت اور
مددگاری بھی ضرور ہی جب تک ایک دوسرے کا مددگار
نہو گا تب تک یہہ شخص دوسریکا ساتھی نہو گا گو کہ بہت
نزدیک ہو اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ اقربیت اور نزدیکی
سیر اور سلوک مین معیت اور سنگت پر مقدم ہی اور
جس نے معیت کو اقربیت پر مقدم کیا سو قرب اور معیت
کے ظاہر معنی کو ایک یا قریب قریب سمجھکے بلی ظ زیادتی
اقربیت کے اس ترتیب کو اختیار کیا لیکن حقیقت مین اقربیت

اور نزدیکی سلوک مین معیت سے پہلے حاصل ہوتی ہی اس
واسطے مراقبہ اقربیت کا اول چاہتا ہی اور معنے معیت کے
صرف نزدیک اور ہمراہ ہونا نہین ہی بلکہ اس لفظ سے
اعانت اور مدد کرنا اور کامون مین شامل ہونا اور ایک
ہی رنگ مین رنگین ہونا سمجھا جاتا ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ لفظ
ہمراہی کا فارسی مین اور ساتھی کا ہندی مین بھی اوسی معنے
اخبر دیتے ہین اور کلام مجید کی آئتین گواہ عادل ہین اور یہہ
وہ ہین کہ ❊ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ وَاِنَّ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ
وَاِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ❊ ترجمہ بیشک اللہ صبر کرنے والون کے ساتھہ
ہی اور بیشک رب ہمارا ہمارے ساتھہ ہی اب راہ بتاویگا
وہی مجھکو اور بیشک اللہ ساتھہ ہمارے ہی ❊ حضرت موسی
اور حضرت پیغمبر ہمارے درود اللہ کا اون دونون پر اور سلام
مدد مانگنے اور استعانت کے وقت لفظ مع کا جسکے معنے
ساتھہ ہی فرمائے سو ظاہر ہوا کہ معیت مین اعانت اور مدد
ضرور ہی اور اقربیت اور نزدیکی بدون اعانت کے متحقق
ہوتی ہی پس مراقبہ اقربیت کا معیت کے مراقبہ سے پہلے چاہئے بہر
حال اوسی وضع کے ساتھہ مراقبہ کیا کرے یہان تک کہ اس

مرتبہ کو پہنچے کہ لحاظ اوس سبحانہ کی معیت کا طالب کے ذہن مین راسخ اور مضبوط ہوے اور علامت کمال استواری اور مضبوطی کی وہ ہی کہ خلوت مین اپنے کو تنہا بجانے مثلا اگر فرض کیا جاے کہ تنہائی مین کوئی گناہ آگے آوے تو جیسا کہ آدمی کے حضور خجل اور شرمندہ ہو کے طاقت گناہ کی نہین پاتا ہی اور ہاتھ اور پانون خود بخود گناہ کی حرکت سے باز آتے ہین اور سست ہو جاتے ہین اسی طور سے اوس تعالی شانہ کی قرب اور معیت کے ملاحظہ کا اثر جلوہ گر ہووے ❋

اور جو روک کہ گناہ کے قصد کرنے مین بسبب حضوری دوسرے کے پیش آتی ہی وہ انجام اور روک حسب حال اوس دوسرے کے کم اور بیش ہوتا ہی مثلا ایک شخص بازاری ناآشنا آوے اور انسان گناہ کرنے سے باز رہے یا کہ باپ یا اوستاد یا مرشد لازم التعظیم یا بادشاہ با اقتدار عادل بدلا لینے والا آوے اور انجام اور شرم رودیوے تو ہر کوئی جانتا ہی کہ انجام اول اور انجام ثانی مین تفاوت بے شمار ہی بلکہ باپ کے دیکھنے سے گناہ سے بچنے کی طرز جو ہوتی ہی سو الگ ہی اور اوستاد

سے الگ اور علی ہذا القیاس پس حضرت حق کہ طرح طرح
کی عنایات اور کمالات کا جامع ہی اور جو اوصاف کہ
مخلوقات مین ہین اوس اوصاف کو خدا کی اوصاف کے
ساتھہ اصلا نسبت نہین ہی اگر شفقت پدری سے
شرمندہ ہوتا ہی تو خدا کی عنایات کو پایان نہین ہی اور اگر
تعظیم مرشد یا اوستاد کی آڑے آئی ہی تو اوس سبحانہ
کی تعظیم کو خیال کیا چاہئے کہ کتنی چاہئے اور اگر ہیبت بادشاہی
روک پڑی ہی تو پادشاہ حقیقی عادل مطلق کی ہیبت
کو سمجھا چاہئے کہ اوس بادشاہ ظاہری کے ساتھہ کیا نسبت
رکھتی ہی اور علی ہذا القیاس اگر صحرا اور میدان مین ہوے
اپنے کو تنہا نجانے اور اگر طاعت کی خلوت مین ہو تو محبوب
اور مطلوب کو اپنے اپنی آنکھہ کے سامنے رکھے بلکہ بہ
نسبت اپنے سب چیزون سے قریب تر اپنے دل مین
نہایت اعتقاد سے اوس حد کے ساتھہ رکھے کہ سراسر الفت
اور اُنست پاوے اور وحشت اور نکرت کا اثر نہو
جب یہہ آثار مترتب ہووے تب معیت کے معنے حاصل ہونے پر
شاکر ہووے اور یہہ معیت ولایت کبری کی علامت اوسوقت

ہی کہ نور اس دایرہ کا مثل انوار دو دایرے مذکور کے
بہت صفائی کے ساتھہ سابق سے زیادہ پرلے درجے مین ہمراہ
اوسکے رہے اور حقیقت یہہ ہی کہ انوار رنگ برنگ کے
ذات پاک کے پردے ہین اون کا طی کرنا ضروری ہی
پس طالبین کے کمال اور خوبی شغل اور تفاوت دوایر
اور اختلاف عزت اور قرب کے موافق وہ پردے طی
ہوتے ہین ایک دایرہ مین کم اور دوسرے دایرہ مین زیادہ
یہان تک کہ دریافت ذات بحت مین پہنچے اور ظاہر ہونا
دایرہ کے آثار کا مثل لحاظ اقربیت کے اوس حد کے ساتھہ
کہ اثر اوسکا بموجب بیان سابق کے واضح ہوے محبت اور
غیرہ کے ساتھہ دوسرے دایرون مین سوا اوس دایرہ کا
اکمال نہین ہی کیونکہ حاصل ہونا اوس آثار کا ایک کمال
ہی بس عجیب اور غریب اور نہایت مرغوب سو
لیکن معنے ولایت کا کہ مقصود سلوک سے ہی بدون کھلنے انوار
اور دایرون کے حاصل نہین ہوتا ہی اور حقیقت دایرہ
کی اپنے کمال کو نہین پہنچتی ہی پس تکمیل دایرون کی دو نو
چیز سے ہی اول انکشاف اور دریافت انوار کا اور

دوسرے حاصل ہونا آثار کا کہ قرب اور معیت اور محبت
وغیرہ ہی اور ہر دایرہ والا موافق عزت اور سعی اپنے
مطلب یاب ہونے سکتا ہی لیکن نیچلے دایرہ والا بطور
پر لے دایرہ والے کے مطلوب مین فایز ہونے نہین سکتا
ہی مثلاً ہرچند دایرہ قابی والا ایک مطلب کو پہنچتا ہی لیکن
اوس شان کے ساتھہ کہ دایرہ محبت والا فایز ہوتا ہی دایرہ
قابی والا نہوگا بعد اوسکے مراقبہ ٭ یُحِبُّہُم وَیُحِبُّونَہٗ ٭ کا ہی
یعنے محبت اپنی اوس ذات پاک کے ساتھہ اور محبت
اوس سبحانہ کی خاص اپنے لیئے اور اس مقام مین دو دایرہ
اور ایک قوس یعنی نصف دایرہ ہی اور وجہہ اوسکی
یہہ ہی کہ محبت کے تین مرتبے ہین پہلا مرتبہ ابتدا اے محبت
کا ہی بمنزلہ مبادی آشنائی اور دوستی کے یعنے وہ معاملہ
کہ لوگ ابتدا اے آشنائی اور شروع دوستی مین کرتے
ہین اور ابتدا محبت مین محب یعنے محبت کرنے والا نفع اور
فایدہ اپنا اور محبوب کی خوشنودی اور رضا دونو کو ملاحظہ
کرتا ہی اور پاس اپنی اور پاس محبوب کی دونون کو
ہاتھہ سے نہین دیتا ہی اور یہہ دایرہ اول ہی اور جب

محبت سے ترقی کی اور محب کے جانب کو اضمحلال اور پژمردگی پیدا ہوئی اور فنا ہونے لگا تب دایرہ اول تمام اور دوسرا دایرہ شروع ہوا اور اس دایرہ مین جانب داری حق کی اپنی جانب داری پر بلکہ ساری مخلوقات پر ضرور غالب ہوگی لیکن مراد اس ترجیح سے ترجیح عقلی علمی نہین ہی کہ نفع اور نقصان تول کے اور سمجھ کے ترجیح دیوے بلکہ مراد وہ ترجیح ہی کہ تہہ دل سے اوسکے فوارہ صفت جوش مارے اور جب اضمحلال اور فنا اعلی مرتبہ مین پہنچا اور محب کے جانب سے کوئی نشان نہ رہا تب دوسرا دایرہ تمام اور قوس شروع ہوا اور اسی جہت سے قوس ہی کہ نصف ثانی یعنے محب کی جانب اوس مقام مین اصلا نہین ہی جب سے کہ ابتدا قوس کا ہی اوس وقت سے خیال اضمحلال اور فنا ہونے کا محب کے جانب کا نہیا منہیا ہوتا ہی پس کمال قوس کا محبت ہی اور اسی مقام مین فناء الفنا حاصل ہوتا ہی اور بعد اوسکے مراقبہ اسم پاک ٭ اَلظَّاهِرُ ٭ کا ہی اوسکا بیان یون ہی کہ اللہ تعالی کے دو نام پاک ہی ٭ ظاہر اور

٭ باطن ٭ اور ہر نام کے مظاہر بے شمار ہین اور مصداق
ہر نام کا اوسکی پاک ذات مین موجود جس قدر عرفان
باریک تر ہوگی اوتنا ہی مظاہر کی شناخت زیادہ تر اور
مصداقونکی امتیاز اوسکی ذات پاک مین بہتر اور کاملتر ہوگی
اور اسم ظاہر کا مظاہر سارا عالم اور اجسام اور افعال
اور احکام ہی کہ تکوین اور تشریع مین ظاہر ہوتا ہی اور
جو کارخانے اوسکی رزاقیت سے علاقہ رکھتے ہین ایک
مظہر ہی اوسکے مظاہر سے اور ایسا ہی جو کارخانے کہ اوسکی
ہدایت کی شان سے علاقہ رکھتے ہین کتاب اوتارنے
اور رسولون کو بھیجنے سے لیکر نصیحت آمیز کلمہ کی توفیق
تک کہ ہر مسلمان سے صادر ہوتا ہی ایک مظہر ہی دوسرا
اور ایسا ہی مظہر اضلال یعنی گمراہ کرنے کا ابلیس سے
لیکر ہر دوسرا ہی اور راگ باجہ تک ایک مظہر دوسرا ہی
اور یہ دو مظہر دوسرے کہ ان دونو مظہر مذکور یعنے ہدایت
اور ضلال پر مترتب ہوتے ہین سو ثواب اور عذاب
ہی کہ بہشت اور دوزخ اور حالات گور اور جان کندن
اور آتش اور راحت اور خوف اور دہشت کہ

نیک اور بد کو خواب مین ظاہر ہوتا ہی حاصل کلام کا یہہ ہی کہ
اسم ظاہر کے مظاہر کو ملاحظہ کر کے اس اسم مبارک کے
مسمی کو کہ ذات پاک اوسکی ہی اس عالم بیشمار کے ظہور
کی جہت سے ملاحظہ اور مراقبہ کرے اور نہ جانے کہ یہہ
ملاحظہ ممکن نہین ہی بلکہ اجمالا نہایت سہل اور آسان ہی
اور جب کہ بصیرت کی آنکھ تیز زیادہ ہوتی ہی تب اوسکی
تیزی کے موافق ملاحظہ تفصیلی آسان تر ہوتی ہی اور اسی
دقیقہ سے ہی کہ تسبیح اس صیغہ کے ساتھہ ٭ سُبْحَانَ اللّٰہِ
عَدَدَ خَلْقِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ ٭
پاک ہی اللہ اپنے مخلوق کے گنتی کے برابر اور اپنے عرش
کے وزن کے برابر اور اپنے کلمون کی درازی کے برابر
صاحب معرفت کی زبان سے برابر بلکہ زیادہ تر ہوتی ہی غیر عارف
کے ہزارون مرتبہ کی تسبیح خوانی سے بیان اوسکا وہ ہی
کہ تسبیح پڑھنے والا اوس صیغہ مذکور کے ساتھہ جب
عارف وسیع المعرفت ہو اور لحاظ اوسکا خالق کی
وسعت کو گھیر لے تو اپنے لحاظ کے موافق مستحق ثواب
کا ہوتا ہی بہ خلاف غیر عارف کے کہ اوسکے لحاظ کو وسعت

نہین ہی حاصل کلام اس مراقبہ کی مزاولت جیسی چاہئے
کرے جس وقت اس مراقبہ کے فیض کے موارد یعنے
اوتار گاہ کہ وہ بالاصالۃ لطیفۂ نفس ہی اور سارے لطیفے بالتبع
ہین اس مراقبہ کے فیض سے جیسا چاہئے مستفیض ہون گے تب
آثار اس مراقبہ کا ظاہر ہوگا اور منجملہ آثار سے اوسکے نفس
کا فنا ہونا ہی یعنی نیست اور نابود ہونا دانست اور علم سے
اپنے اور نسبت کرنے سے فعلون کے اپنی طرف
اور آراستہ کرنے سے اخلاق کے کہ عبارت رذایل کی تبدیلی
سے ہی فضایل کے ساتھہ اور وجہہ اصالت کی لطیفہ نفس کے
اور وارد ہونے کی اس مراقبہ کی فیضون کے وہ ہی کہ
عقل اسم ظاہر کے مظاہر کو دریافت کرسکتی ہی بخلاف
مظاہر اسم باطن کے کہ دریافت کرنے مین اوسکے بغیر کشف
اور الہام کے دوسری راہ نہین ہی اور چونکہ محل لطیفہ
نفس کا کہ سر ہی عقل اور ادراک کا محل ہی اسواسطے
اس لطیفہ کو اسم ظاہر کے مراقبہ کی فیض کے ساتھہ خصو
صیت زیادہ حاصل ہوئی اور اس آثار کے مترتب ہونیکا
سبب یہ ہی کہ اس مراقبہ کی جہت سے تمام حرکات اور

مکنات اور اسباب اور مسببات کا صادر ہو ناپاک
ذات حضرت حق کی طرف سے دل مین اوسکے اوس
وجہہ کے ساتھہ منتقش ہوگا کہ تاثیر واحد سے غفلت ہرگز
اوسکو درپیش نہوگی اور امید اور خوف اور محبت
اور خشیت صرف اوسی ذات پاک مین لگی رہیگی
اور اوسکے غیر کا کچھ اعتبار سالک کے نظر مین نرہیگا
اور غیر کو قلم کے مانند ہاتھہ مین کاتب کے معلوم کریگا پس
عالی ہمت کریم الطبع کو صرف بسبب محبت اور الفت
اوس ذات پاک کے کہ اسقدر کمالات کے ظاہر ہونیکا
موجب ہی آثار مذکور بالکل مترتب ہوگا اور جو شخص
علو ہمتی اور کرامت طبعی مین ادنی مرتبہ رکھتا ہی تو بھی
بعض اثار بسبب محبت کے اور بعض آثار بسبب خوف
کے حاصل ہوگا اور بموجب * کُلًّا وَعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی *
کے یعنے ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے بھلائی کا ہر ایک کامیاب
مطلب کا ہوگا اور اس دایرہ مین بھی اتمام اوس وقت
ہوگا کہ باوجود ظاہر ہونے اوسکے آثار کے انوار مین بھی ترقی
جیسی چاہئے ظاہر ہوے جیسا سابق بیان ہوا اور اگر یہہ

دایرہ محبت کے دایرہ پر مقدم ہوتا تو بہتر ہوتا کیونکہ یہہ دایرہ
محبت کے دایرون کو بڑی بڑی مدد بخشتا ہی سو اچھی
ترتیب یون تقاضا کرتی تھی کہ محبت کے دایرون پر مقدم
ہوے پھر سیر نام پاک الباطن کا کیا چاہئے اوسکا بیان
یون ہی کہ ان ظاہر چیزون کا باطن ہی اور وہ باطن نام پاک
باطن سے حضرت حق تعالی شانہ کے مستفیض ہی اوسکی
مثال یہہ ہی کہ مملکت کا انتظام جو ہی سو ظاہر ہی اور
اوسکا باطن عقل اور تدبیر بادشاہ کی ہی پس موافق ادراک
اور دریافت اپنے چاہئے کہ باطن کے مظہر کو دریافت کرکے
اسم پاک باطن کے مسمی یعنے ذات کو باعتبار سرایت
کرنے اوس ذات کے مظاہر مین اوسکے مراقبہ کرے اور
اس ولایت کو ولایت علیا بولتے ہین اوس جہت
سے کہ ولایت ملاء اعلی کی ہی اور مراد ملاء اعلی سے وہ
فرشتے ہین جو کام کی تدبیر کرتے ہین اور احکام الہی کو تلقی
کرتے ہین جو حکم کہ نافذ ہوتا ہی اول وہی فرشتے تلقی فرماتے
ہین پھر عالم مین ظاہر ہوتا ہی اور وہی فرشتے سارے عالم
اجسام کے اور سارے ارواح کے جو مدبر اجسام

کے ہین باطن مین اسواسطے کمال انکا اسم باطن سے علاقہ
رکھتا ہی اور اس مراقبہ کے فیض کا مورد یعنے اوترنے
کی جا آگ اور پانی اور ہوا ہی اور یہہ تینون جسد انسانی
کے اجزا ہین کیونکہ یہہ تینون عنصر یعنے آگ اور پانی اور
ہوا انسان کے وجود کے باطن ہین اور خاک اوسمین
ظاہر ہی اسی جہت سے اس مراقبہ کے فیض کے یہہ
تینون مورد ہین اور اثر اوس فیض کا بدیل ہونا اون تینون
کا ہی آثار کے صادر ہونے مین کیونکہ آگ اپنی حقیقت
سے متبدل نہین ہوتی ہی بلکہ اپنی طبیعت کے مقتضا پر رہتی
ہی سو اوسکی طبیعت کا جو مقتضا اور خواص ہی سو رضامندی مین
حق کے ظاہر ہوتی ہی مثلاً مقتضا نار کا غلبہ اور علو ہی کہ انسان
مین نخوت اور تکبر پیدا کرتی ہی اور کبھی تالہہ مین پہنچاتی
ہی اور آگ ہی کی مقتضا نے ابلیس کو طوق لعنت کی
دلوایا اور درگاہ عمیم الرحمت سے مطلقا مایوس کروایا اور
جب کہ اس مراقبہ کے فیض سے مستفیض ہوگا تب فرمان
برداری مین احکام الہی کے عزایم باندہ اور سعی سبقت
کرنے اور سرعت اور جلدی کرنے مین اوسمین پیدا ہونگے

اور مقتضا ہوا کی انسان کے اخلاق مین حرص اور خواہشین
ہین اور بدل جانا ہوا کے مقتضا کا حرص اور خواہش کا مصروف
ہونا ہی مرضیات الہی مین اور منحرف ہونا ہی مزخرفات
دنیاوی سے اور پانی کا اثر انسان مین کسالت اور افتادگی
اور نیچے دھانا ہی اور اصلاح اوسکی کسالت اور سستی
ہی گناہون سے اور افتادگی اور عاجزی ہی بارگاہ الہی
مین اور حضرت رب العزت کی عظمت کے حضور
پست ہونا اور نیچے دھانا ہی اور تجلیات نام پاک الباطن
کی اس سیر مین رو دکھلاتی ہین اور اتمام اس سیر کا بھی
باوجود اوسکے آثار کے ساتھہ طی کرنے نورانی پردون کے
اس سیر کے موافق ہی پھر تجلی ذاتی دایمی کی سیر ہی
اور تجلی ذاتی کے معنے ظاہر ہی یعنے جس تجلی کے پیدا ہونے
کی جگہ نفس ذات ہی اور غرض دایمی سے وہ ہی کہ ایک
تجلی مستقر اور ثابت مانند آسمان اور زمین کے ہی اور
تجلی موصوف کے ثبوت اور استقرار یعنے ثابت ہونے
اور تھہرنے مین اگرچہ تفاوت بیشمار ہی لیکن دایمی سے
بجز معنے ظاہر کے کوئی امر دوسرا مراد نہین ہی اور اسی

تجلی سے ہی ظاہر ہونا کمالات انبیا اور مرسلین اور اولوالعزم
کا پس اس سیر کا تین درجہ ہی اول بلحاظ اسکے کہ انبیا
کی کمالات کا منشا ہی درود اللہ کا اون پر اور سلام یعنے
ظہور ہدایت کے عوام کا اس وجہ کے ساتھہ کہ غلطی کو
کسی وجہہ سے اوسمین راہ نہین ہوے اور یہہ معنی
انبیا علیہم السلام مین ہمیشہ علی الدوام ثابت رہتا ہی حتی
کہ خواب کی حالت مین کیونکہ وجود باجود انکا ہدایت کے فیض کا
سرچشمہ ہوتا ہی اور منافع انکا خلایق کو پہنچتا ہی گو کہ انکو
خبر نہو پس ذات بابرکات انکی بمنزلہ چراغ کے ہی کہ
اوسکی روشنی سے فایدہ حاصل ہی گو چراغ کو خبر نہو پس
انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ کاروبار مین اپنے ہین
اسیواسطے ان کے فیض کو علاقہ تجلی ذاتی دایمی کے ساتھہ
رہتا ہی بخلاف ملایک کے کہ ہمیشہ کام مین مستغرق نہین
رہتے ہین بلکہ بروقت پہنچنے حکم اور فرمان کے ایک کام
بجالاتے ہین اور پھر بیکار اور منتظر اور مستعد رہتے
ہین اس واسطے ملایک کے کمالات کا منشا تجلی ذاتی
دایمی نہین ہوتی ہی اور روشنی اور تجلی کہ پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور پیروی کا ثمرہ ہی اس مین
حاصل ہوتی ہی اور اس سیر کے فیض کا مورد عنصر خاک
ہی دو سبب سے اول تو وہ ہی کہ استقرار اور ثبات
خاک کی خاصیت ہی اسواسطے اس سیر کے مناسب ہی
دوسرے وہ ہی کہ تجلی موصوف مین ظہور کا معنی ہی کیونکہ
ایک وجہہ سے کہنے سکتے ہین کہ عالم سب تجلی ذاتی دایمی
ہی اور ظہور عالم کا جو ہی سو ظاہر ہی اور عالم کے ظہور
سے اوس تجلی کا ظہور سمجھنا چاہئے اور عنصر خاک بھی انسان
مین ظاہر ہی اور اثر ظہور کا اس سیر کے فیض کا عنصر خاک
مین تواضع اور فروتنی ہی انسان کے اندر اور مقصد اس
تواضع اور فروتنی سے اپنے مالک کے آگے فروتنی اور
تواضع کرنا ہی اور قبول فرمان سے مالک کے سرکشی
نہ کرنا گو کہ اپنے مالک کے حکمون کو بجالانے مین اوسکے اعدا
پر ایک طرح کی تعلی متحقق ہو اور جو تسفل اور پستی کہ
پانی کی جہت سے ہی سو اس تواضع کا غیر ہی کیونکہ تسفل
مین مطلقا اپنی پستی ہی اور تواضع کے معنے بازو کو پست
کرنا مقابلہ کے وقت سو اور ہی سو تواضع جس وقت

پیش آتا ہی سو امر جدید ہی بخلاف تسلسل کے کہ ایک
امر لازم ہی چھوٹ نہین سکتا اور جیسا کہ سابق مذکور ہوا
اس اثار کے ظہور کو امتیاز کیا چاہئیے کیونکہ کبھی انسان عاقل
صفات نفسانے مین سے کسی صفت کی تصور کو اس
صفت کا حاصل ہونا معلوم کرتا ہی حالانکہ تصور اور چیز ہی
اور حصول اور شی ہی سو جو گفتگو کہ ایک حکیم فیلسوف اور
ایک عارف کامل المعرفت کے درمیان جاری ہوئی
سو تصور اور حصول کے فرق کے لئے ایک تمثیل کافی وافی
ہی نقل ہی کہ حکیم اور عارف دونو باہم ملاقات کئے
بعد ملاقات کے ایک شخص نے حکیم کا احوال عارف
سے غایبانہ دریافت کیا عارف نے فرمایا کہ وے اخلاق
نہین رکھتے ہین یہہ بات حکیم کو پہنچائے حکیم نے ایک
کتاب اخلاق کی تہذیب کے بیان مین تالیف کر کے بھیج
دیا عارف نے فرمایا کہ مین نے کہا ہی کہ اخلاق نہین رکھتا
ہی نہ یہہ کہ اخلاق نہین جانتا سو جانتا اوسکا جدا ہی اور حصول
اوسکا جدا اور کبھی عبادت کے سبب سے اور کبھی
نفس کے کید اور شیطان کی مکر کے سبب سے کمالون کو

جاننا حاصل ہونے کے ساتھہ مشتبہہ ہوتا ہی یعنے کمال کے
تصور اور حصول مین فرق نہین رہتا ہی بلکہ دونو مل جاتے
ہین اور انسان جہل مرکب کی بیماری مین رہتا ہی اور
یہہ خود محرومی اور حرمان صریح کا نشان ہی اور حصول جو ہی سو
وہی معتبر ہی کہ قعر دل سے جوش مارے نہ کہ زور سے اپنے
اوپر باندھے * دوسرا درجہ تجلی موصوف کے سیر کا بلحاظ
منشائیت کمالات رسالت کے ہی رسولون کی خصایص کو
سمجھہ کے اوسکے منشا کے طرف یعنے جگہہ پیدایش کے انتقال
کرے اور حضرت ذات کو اوسکے منشائیت کی جہت سے
مراقبہ کرے رسالت اور نبوت سے جو فرق اور تمیز ہی سو
بسبب ظہور وساطت اور ایلچی گرے کے ہی درمیان
حق اور خلق کے خاص کر اور ناصح اور واعظ ہونا اور حجج
اور دلایل مین کوشش بلیغ کرنا اور معجزات کو قایم کرنا
اور مناظرہ اور مخاصمہ اور مقابلہ کرنا خاص کر رسولون کو لازم
ہی بخلاف انبیا کے کہ اِن کو مقابلہ کرنا لازم نہین ہی اور
رسول کا قول اوسکے حق مین جس کے طرف بھیجا گیا ہی
مقبول ہی اس وضع سے کہ رسالت کے منصب کا لازم

ہی اور وجہہ اوسکی ظاہر ہی کیونکہ ایلچی معتمد اور صادق
کو جب کسی قوم کی طرف بھیجتے ہین تو اوسکی بات
حق مین اوس قوم کے مقبول ہوتی ہی * تیسرا درجہ *
مراقبہ ہی باعتبار منشائیت کمالات اولوالعزم کے اور اولوالعزم
اور رسولون کے درمیان جو امتیاز اور فرق ہی سو بسبب
ہمت قویہ کے ہی کافرون کے ہلاک کرنے اور مو
منون کے اصلاح کرنے مین پس ہلاک کرنے مین کفار کے
اولوالعزم رسول کی ہمت قویہ کو بھی دخل عظیم ہی
بخلاف رسول غیر صاحب العزم کے کہ فقط امتون کے
احوال کو ظاہر کرتے ہین اور بمنزلہ ہاتھہ کے اعضاء انسانی
مین سے بہ نسبت ارادہ قہریہ الہی کے کہ کافرون کے
ہلاک کرنے کیطرف متوجہہ ہوتی ہی نہین ہوتے ہین
بخلاف اولوالعزم کے کہ بطور ملایک کے جارحہ یعنے ہاتھہ
کے مانند ہوتے ہین اور شاید یہہ جارحہ تین صورت پہ
متحقق ہوتا ہی * اول * یہہ کہ ملک اور انسان یعنے رسول
ذوالعزم وساطت مین برابر ہون * دوسرے * یہہ کہ ملک
اصل ہو اور انسان تابع * تیسرے * برعکس اسکے

ہو یعنے انسان اصل اور ملک تابع ہو اور یہہ تیسری
صورت ایک شان عظیم ہی کہ خاتم الانبیا کی جناب
کے ساتھہ مختص ہی درود اللہ کا اون پر اور سلام اور
ظہور اوس شان کی جیسی چاہئے بدر کے دن ظاہر ہوئی
اور رضی بہ حضار بدر کو راضی ہو اللہ اون سے بطفیل
معیت اور ہمراہی خاتم المرسلین کے نصیبہ وافر حاصل ہوا
حاصل کلام رسولون کا امتیاز ہونا نبیون سے اور اولوالعزم کا
رسولون سے ساتھہ خصایص اون بزرگون کے واسطے
مراقبہ اس سیر کے اور حاصل ہونا اوسکے آثار کا ضروری
ہی اور بقیہ کلام کا حصول آثار مین کہ دلیل وصول اور
پہنچنے کی انہای سیر مین ہر مقام کے ہوے وہ ہی
کہ تین چیز لابدی اور ضرور ہی * اول * تبدل انوار کا کہ
مکرر سہ کرر مذکور ہوا * دوسرے تبدل صفات کی جیسا کہ
یہہ بھی بیان کیا گیا اور تازہ یہہ ہی جو منجملہ تبدل صفات
کے ہی سو حاصل ہونا ہی پارہ ایک اوس صفت اور
شان سے کہ اوسمین مراقبہ کیا جاے سو جو کوئی مراقبہ ذات کا
نبوت کی کمالات کی منشائیت مین کرے گا البتہ اوس کو کوئی

معنی مین نبوت کے معانی سے کہ ادنا اوسکا نیک خواب
ہی فایز کرینگے اور ایسا ہی دوسرے درجہ مین معنی رسالت
کا اوسپر فایض ہوگا اور واسطے سمجھانے اور تعلیم کرنے اور مناظرہ
کرنے غافلون کے اور جاہلون کے اور معاندون کے ملہم ہوگا یعنے
اوسکو الہام ہوگا اور تیسرے درجہ مین عاصیون اور
سرکشون کے ہلاک کرنے مین اور تابعدارون اور مخلصون
کے انعام اور اکرام دینے مین ہمت قویہ اوسکو بخشینگے
اور اس مدعا کو عموما جاننا چاہئے اسماے الہی مین جس
اسم کو کہ مراقبہ کرے گا ایک نصیبہ اوس سے پاوے گا
جو کوئی اوسکی رزاقیت کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ
کو کمال مین پہنچاوے تو ایک شان رزاقیت کی اوسمین
جلوہ گر ہوگی اور وجہ اوسکی کمال کرم اوس کریم مطلق کی
ہی کرم کرنے والون کی عادت ہی کہ جو کوئی کھانا کھانے
کے وقت مثلا روبرو ان کے آوے اور آنکھ طمع کی
اوسپر لگاوے البتہ کوئی لقمہ اوسکو دینگے اور اسی
تمثیل سے اس کلام کے مقصد کو سمجھنا چاہئے یعنے جو شخص
کے مراقبہ اسم محی کا مثلا کرے گویا اوسکے احیای کی شان

کے مقابل کھڑا ہوا پس اوس سبحانہ تعالی کی کرم کا مقتضا
وہ ہی کہ البتہ احیای کی شان سے کوئی اثر اوس شخص کو
ارزانی فرماوے * تیسرے * ایک عنایت خاص
حضرت حق کی ہی حضرت حق کیطرف سے اوسکا بیان
یون ہی کہ کوئی بندہ مقبول جب کسی کام کو خدا کے کامون
سے سرانجام دیتا ہی تب دو چیز کا مستحق ہوتا ہی ایک
تو اجر یعنے مزدوری ہی دوسرے انعام اجر ہرچند بے پایان
ہو لیکن بمنزلہ مزدوری کے ہی اوسکام کے مناسب اوس
کام پر مترتب ہوتی ہی اور انعام بمنزلہ خلعت فاخرہ کے
ہی کہ سبب اوسکا مولا کی رضا ہی انسان جب اوس
مین فایز المرام ہوتا ہی تب دونون کے درمیان تمیز
کما ینبغی کرتا ہی انعام کی مثال مستجاب الدعوت ہونا ہی
یا ملاء اعلی اور غیرہم مین وجاہت کا پانا ہی اور انعام ایسی
چیز ہوتی ہی کہ ہر کام مین کارامدنی ہی اور بہشت مین جو رویت
یعنے دیدار ہی سو انعام ہی اور حور اور قصور اور غلمان
اجرت ہی * قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی
وَزِیَادَةٌ * فرمایا اللہ تعالی نے واسطے اون لوگون کے

جنہون نے نیکی کی بھلائی ہی اور زیادتی کی
تقصیر رویت ہی بموجب روایات صحیحہ کے اور دو
درجہ اخیر کے فیض کا مورد انسان ہی ہیت وحدانی کے
ساتھہ کوئی عنصر اور کوئی لطیفہ اس فیض کے وارد ہونے
کی خصوصیت نہین رکھتا ہی اور سبب اوسکا یہہ ہی کہ
اولوالعزم رسولون کی کمالات کا منشا حضرت ذات
ہی جامعیت کی شان کے ساتھہ اور مقصود اصلی ان کمال
والون کو جو ہی سو سارے انسان کے اجزا کی اصلاح اور سدھار
ہی ہیت وحدانی کے ساتھہ اسواسطے اس دو درجہ کے
فیض کا محل ہیات وحدانی ہوتا ہی پھر حضرت ذات کا
مراقبہ ہی باعتبار ظہور حقیقت کعبہ کے اور وہ مسجودیت
ہی حضرت ذات کی خلایق کے لیئے اور یہہ معنی پر ظاہر ہی
اور اثر مناسب اس مراقبہ کے اس سیر کے سیر کرنے
والے کے حق مین منظم ہوتا ہی حقانیت کے ساتھہ اور
اہل حق اوسکی تعظیم بہت کرین اور تعظیم کو اوسکے موجب
رضا اور خوشنودی کا اللہ تعالی کے جانین اور یہی سبب ہی
کہ دل مین بعضے صحابہ کے گذرا تھا کہ جناب رسالت مآب کو سجدہ

کرنا چاہیئے اور حضرت آدم صلوات اللہ علی نبینا و علیہ خود
مسجود سارے ملایک کے ہوے اور فرشتون کے
قبلہ ہوے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اون کے
برادون نے یعنے باپ ماں اور برادر بھائیون نے سجدہ کیے
پھر مراقبہ حضرت ذات کا ہی باعتبار حقیقت قرآنی کے
اوس سے اور منشا اوسکا اوسکی وسعت بیچونی کا
مبدء ہی پہلے تصور وسعت بیچونی کا کرنا چاہیے اوسکی
طریق یہہ ہی کہ وسعت ذات پاک کو باعتبار ظہور
افعال کے یا بطرز دوسرے کے ذہن نشین کرین لیکن
وسعت ذات کی باعتبار ظہور افعال کے سوا ایسا ملاحظہ
کرین مثلاً جو حرکت کہ عالم مین ظاہر ہوتی ہی سو ہی ہی حرکت دینیوالا
حقیقت مین پس اگر چونٹی کا پانون حرکت کرتا ہی تو اوسی سے
ہی اور اگر آسمان گردش کرتا ہی تو بسبب تحریک اوسکے
کرتا ہی اور اگر اوسکے تحریک کسی طریق کو دریافت کرنے
چاہون تو بجز اس کے کہ بیچون اور بیچگون کہون اور
لیس * کمثلہ شیء * کو تلاوت کرون کوئی امر دوسرا
پاؤن پس جیسا افعال اوسکا وسعت رکھتا ہی کہ تمام

عالم کو گھیر لیا ایسا ہی بیچونی اوسکی بھی وسعت رکھتی
ہی اور یہہ بیان ایک شمہ ہی اوسکی بیچونی سے *
دوسرے بیچون کی وسعت سے ایک اثر ہر کلام
مین سمجھا چاہے سبب اسکے کہ کلام ہر چیز کی حکایت کرتا
ہی ایسی وسعت اور کشادگی رکھتا ہی کہ جو چیزین
موجود اور معدوم ہین سب کو گنجایش کرتا ہی اور سبب
اوسکے کہ جس چیز سے حکایت کرتا ہی اوسکے خواص
سے کوئی اثر اوسمین پایا نہین جاتا ہی بیچون کہا چاہئے اور
قران مجید بسبب شامل ہونے اوسکے ساری حقیقتون پر
عالم کے اور مہیمن ہونیکے ایسی لنبی اور چوڑی وسعت
رکھتا ہی کہ عام بشر اوسکے انتہا کو پہنچنے نہین سکتا ہی
اور چونکہ ظہور حقیقت ازلی کی ہاتھ سے بیچون کے ہی
اور بیچونی سے اوسکے ہی کہ باوجود تالیف اوسکے
حروف اور کلمات متداولہ عرب سے ایک جملہ
کی ترکیب مثل اوسکے غیر خدا سے بن نہین سکتی سبب
اوسکا یہہ ہی کہ اوس کلام کی ترکیب مین ذات بیچون
نے ایک امر بیچون ودیعت فرمایا ہی کہ ہزارون بلیغ اور

فصیح اوسکی کنہ مین پہنچ نہین سکتا ہی اور انسان
صفت کلام کا مظہر خاص ہی اور ابو البشر بسبب اسی
صفت کے تمام ملائک مین معزز ہوے ہرگاہ مثل اوسکے
ایک جملہ کی تالیف سے عاجز ہوا تو انسان کا غیر کہ مقابل اوسکے
گونگا ہی ہرگز سرانجام نکریگا اور تیسرے وجہہ مبدء ہونے کی
قرآن مجید کے معلوم کیا چاہئے ہرچند قرآن مجید غایات اور نہایات
پر مشتمل ہی لیکن شروع معرفت کے لئے کوئی راہ نہین
ہی مگر قرآن مثلا نوکری کہ سارے بادشاہی مناسب کی
مبدء ہی مثل بخشش گری اور وزارت اور صدارت اور
امارت وغیرہ کے سو یہی نوکری ہی کہ وزارت ہوتی ہی
اور یہی نوکری ہی کہ خدمت گاری ہوتی ہی اسیطرح
قرآن مجید مین ابتداء وسعت بیچون کی بھی ہی اور انتہا
بھی اوسکی ہی اسواسطے مبدء ہونے کے مناسب ہوا
جب یہہ تینون باتین ذہن نشین ہوئین تب معنی مبدء وسعت
بیچونی کا کہ منشا حقیقت قرآنی کا ہی خیال مین آگیا پس مراقبہ
ذات کا بلحاظ وسعت بیچونی کے کہ منشای حقیقت قرآنی
کا ہی مزاولت کرے اور ظہور آثار اور تبدل انوار کو

اپنے مین دریافت کرکے وسعت بیچون کے کمال کا متلاشی
ہو اچاہئے یعنے ڈھونڈھا چاہئیے اور آثار سے اوسکے
صفائی اور ستھرائی ہی کہ اس کا سیر کرنے والا ابی
ذات مین پاتا ہی اور وہ صفائی مناسب بیچون کے ہی اور
کمال وسعت بیچونی منشا حقیقت رنگا رنگ شکر کا ہی
کہ نماز اون سب چیزون کی جامع ہی اشارہ کرتی ہی
ساتھہ کمال مذکور کے بعد مراقبہ کرنے باین ظ منشئیت
حقیقت قرآن کے باین ظ منشئیت حقیقت صلواۃ کے مراقبہ
کرے اور اثر اوسکا کمال صفائی اور ستھرای مراقبہ
کرنے والے کی ہی پس عین ملوث ہونے مین نجاسات
ظاہری کے ساتھہ مثل بول اور براز یعنے پیشاب اور
جاضر در کے اپنے مین صفائی پاوے بعد اوسکے محض
معبودیت کا مراقبہ کرے قطع نظر اوس مسجودیت کے
کہ نماز کے اندر مقید ہوتی ہی اور تصویر اوسکی یہہ ہی
کہ نماز مثلا باین ظ اس بات کے کہ منعم حقیقی اور حاکم
تحقیقی نے مجھپر فرض کیا ہی اور امر متحتم کیا ہی سو وہ
معبودیت مقیدہ ہی اور اس معنی کو نظر کرے کہ عین ذات

اوسکی مستحق اس تعظیم کی ہی سو وہ معبودیت صرف
یعنے محض نری معبودیت ہی اور اثر اوسکا عظمت اور
بزرگی ہی اپنی کہ اپنے نفس مین پاوے گا بے جہت اور
بے سبب بخلاف اوس عظمت کے کہ کعبہ کی حقیقت
کے مقام مین پایا تھا بعد اوسکے مراقبہ ذات کا بلحاظ منشائیت
یعنے ظاہر ہونے حقیقت ابراھیمی کے ہی اور بات مجمل
اوسمین یہہ ہی کہ ہر کامل کو اپنی کمال کے نظر کر کے اپنے
ساتھہ الفت رہتی ہی صورت اوسکی یہہ ہی کہ صاحب
کمال کو اکیلے مین کبھی وحشت پیش آتی ہی وہ کامل چونکہ
ملاحظہ اپنے کمال کا کرتا ہی بغیر اوس کے کہ عجب اور تکبر
ظاہر ہو اپنے مین ایک مونس اور رفیق معلوم کرتا ہی اور
اپنے ساتھہ مانوس رہتا ہی اس طور سے کہ جو انست کہ
جناب حضرت حق کو اپنے ساتھہ ہی تصور کرین اور منشای
کمال ابراھیمی کو کہ وہ الفت حضرت ذات کو اپنی ذات
کے ساتھہ ہی ملاحظہ کر کے مراقبہ کرین اور جب یہہ مراقبہ
اپنے کمال کو پہنچیگا ایک اثر خلت کی اس مراقبہ والے مین
منکشف اور ظاہر ہوگی اور دوسرے آثار کہ مذکور

ہوے ہر جگہہ جاننا چاہئے بعد اوسکے مراقبہ حضرت ذات کا ہی
بلحاظ منشائیت حقیقت موسویہ کے اوسکے صاحب پر صلوٰۃ
اور سلام اور وہ محبت ذات کی ہی اور محبت کو
ہر کوئی جانتا ہی ابتدا مین کہ مراقبہ محبت کا ہوتا ہی بلحاظ محبت
سالک کے خاص حق تعالی کے لئے اور محبت حق تعالی کی
اس سالک کے واسطے اور اس سیر مین مراقبہ محبت
ذات کا ہی خاص ذات کے لئے اور یہی ہی منشا حقیقت
موسویہ کا جاننا چاہئے کہ خلت عبارت ہی اوس علاقہ سے کہ
درمیان دو شخص کے ہوتا ہی اور محبت ایک طرف
سے ہوتی ہی لیکن خلت سے قویتر ہوتی ہی پس خلت
بمنزلہ آشنائی کے ہی کہ ہر ایک کو ہر دو آشنا سے دوسرے
پر اعتماد کلی ہی اور عزت اور وجاہت ہر ایک کی
دوسرے کے دل مین مضبوط ہی اور یہہ خلت عمدہ عمدہ
کامون کے توسط کا موجب ہوتا ہی مثل وزیرون اور
امیرون کے نسبت کرباد شاہون کے اور محبت کا تین
مرتبہ ہی اول یہہ کہ محبت نرمی ہو اور سرحد محبوبیت مین
نہ کھینچے یہہ محبت باعتبار عزت اور وجاہت کے خلت

کے مرتبہ سے کم ہی اور باعتبار نزدیکی اور دوام حضوری
کے زیادہ تر ہی مثل خواص کے کہ نہایت خیرخواہ اور
دل سوز خدمت گاری مین ہوا وسکو نزدیکی اور دوام
حضوری بہ نسبت امیر کبیر کے زیادہ ضرور ہوگی دوسرے
وہ کہ سرحلہ محبوبیت مین پہنچے لیکن محبوبیت مین نکھیچے اور
اوپر کے درجہ کی محبت مین پہنچکے پھر اوس مقام سے کہ
انتہاے محبت کا ہی اگر آگے بڑھے تو محبوبیت مین پہنچے
تیسرے وہ محبت کہ محبوبیت مین پہنچی ہو یہہ خود خلت
سے باندتر ہی بلاشک اور وہ منشا حقیقت محمدیہ کا ہی
اوسکے صاحب پر درود اور سلام جیساکہ آگے آتا ہی اور
چونکہ اوس مقام مین ولایت کے مرتبون کا بیان ہی اور
مدار ولایت کا نزدیکی اور ہمیشگی کی حضوری پر ہی
اور یہہ معنی محبت مین خلت سے زیادہ ہی گو کہ کامون
کے سرانجام کرنے مین اور بڑے بڑے کامون کے واسطہ
ہونے مین خلت زیادہ ہو اسواسطے محبت کو بعد خلت
کے فرمایے ہین اور اگر یہہ وجہ محبت کے تقدم کی نہو تو
حقیقت ابراھیمی حقیقت مین افضل حقیقت موسویہ سے

ہی بعد اوسکے مراقبہ حضرت ذات کا ہی بالی ظ محبت اور
محبو بیت ملی ہوئی کے کہ منشا حقیقت محمدیہ کی ہی اوسکے
صاحب پر صلواۃ اور سلام بعد اوسکے مراقبہ حضرت
ذات کا ہی بالی ظ محبو بیت محض کے بدون ملنے محبت کے
کہ حقیقت احمدی ہی بعد اوسکے مراقبہ حب صرف کا ہی
بدون تعلق اوسکے محبوب یا محب کے ساتھہ بعد اوسکے
مراقبہ لاتعین کا ہی اس معنے کر کہ اوسکی ذات پاک مین وہ
مرتبہ ہی کہ ساری تعبیرین اور بیانین اوس سے کم
ہین کوئی تعبیر اور بیان اوس مرتبہ مین نہین پہنچتی ہی
اور اللہ زیادہ جانتا ہی حقیقت حال کو

تکملہ راہ ولایت کے سلوک ثانی کے بیان مین

اور اوسمین ایک تمہید اور ایک مقصد ہی

* تمہید * طالبان نافہم جب معرفت ذات کے مقام مین
پہنچتے ہین اور سلوک متعارف یعنے جو سلوک کہ
معروف اور مشہور ہی اوسکو اختتام مین پہنچاتے
ہین تو جانتے ہین کہ مین ہم پایہ اور ہم مقام اولیاے عظام
کے ہوا مثل حضرت غوث اور حضرت خواجہ بزرگ نایب

رسول اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت
قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
اور پیشوائے شریعت اور طریقت کے حضرت
خواجہ بہاو الدین نقشبند اور حضرت امام ربانی قیوم زمانی
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی اور غیرہم کے پاک کرے
اللہ تعالی اون سب کے اسرار کو اور یہہ صریح مغالطہ اور
قبیح عقیدہ ہی کیونکہ اس مقام مین ممکن ہی کہ اہل
ضلالان اور بطلان یعنے برے لوگ اور جھوتھے لوگ
بھی پہنچین اور جب رسائی اون کی بھی ہوے تو کس
طور سے اس مرتبہ کو بارگاہ قبولیت ایزدی کے جو کتھہ
اور ممالک عنایت سرمدی کے سلطان کے کمال کا منتہا
سمجھین * شعر * وَسَوْفَ تَرَىٰ إِذَا انْكَشَفَ الْغُبَارُ * أَفَرَسٌ
تَحْتَ رِجْلَكَ أَمْ حِمَارٌ * اور اب دیکھے گا تو جب غبار
دور ہوگا ایا گھوڑا تیرے پانون کے نیچے ہی یا حمار یعنے
گدھا ہی ہرچند سلوک متعارف جس وجہ کے ساتھہ
اس کتاب مین لکھا گیا ہی اہل ضلالان اور بطلان کو
اسمین رسائی اور پہنچ نہین ہی کیونکہ اکثر اشغال اور سیر

داب شرعیہ اور تعظیم شرع کے ساتھہ ممزوج اور ملا
ہوا ہی لیکن اس جگہہ بیان حال نفس اوس اشغال کا
ہی قطع نظر ماننے سے آداب شرعیہ کے پس حقیقت
یہہ ہی کہ بلا ریب معرفت ذات مین واصل ہونا حاصل
ہوا لیکن مردود ہونا اور مقبول ہونا ایک چیز ہی سوائے
اس وصول کے مردود ان خدا کو اس مقام مین پہنچانا
مانند اوسکے ہی کہ ایک قزاق سعی کوشش کرکے بادشاہی
محل مین پہنچا نزدیک ہی کہ غضب سلطانی مین گرفتار
ہووے اگر فعال شنیع سے اپنے توبہ نکرے اور بغاوت
اور عناد سے دور نہووے قبل حکم سلطانی کے مقابل ہونے
اور محکمہ شاہی مین ظاہر ہونے کے اور یہی ہی حال طالب
بیدین کا کہ مقام معرفت ذات مین پہنچا ہی ہان حق مین
طالب متشرع کے کہ فی الحقیقت ترقی اور کمال کا ابتدا
اسی مقام سے ہی اور اس مرتبہ مین بمنزلہ الف بے
پڑھنے والے کے ہی اور جو مراتب کہ ابتدا سے ذکر
سے اس جگہہ تک ہوا اوس کمال مین کہ مقصود اور
مطلوب ہی گنا نہین جاتا اور حقیقت اس امر کی اوس

تمثیل کے ضمن مین کہ آیندہ افادہ مین مندرج ہی انشاءاللہ
تعالی ظاہر ہوگی پس لابد کہ اس اساطین بارگاہ قبولیت
ایزدی کے لیئے سوائے سلوک متعارف کے وہ ترقیات
اور مقامات ہین کہ بسبب اوس ترقیات اور مقامات
کے مقبولون کے زمرہ سے ہوا بلکہ بسبب امتیاز انکے
اوسی مقامات سے امتیاز سب مقبولون سے حاصل
کیئے ہین سو اوسی ترقیات کا سلوک ثانی نام رکھتا
ہون اور اس مقامات کے لیئے صوفیون کی زبان مین جو
القاب مقرر ہی منتہا اوسکا قطب ارشاد ہی کہ واسطہ
افاضت کار رحمت الہی کے ہوتا ہی جو کچھ فایض ہوتا ہی
بواسطہ اوسکے ہوتا ہی اور اکثر ناواقف لوگ کہ
سلوک اول اور ثانی مین امتیاز نہین کرتے بلکہ سلوک
ثانی سے محض بے خبر ہین جانتے ہین کہ سلوک اول مین
کمال تمام ہوتا ہی اور نہین جانتے ہین کہ سلوک اول
کا انتہا دوسرے سلوک کا ابتدا ہی کہ مقصود اصلی وہی
ہی اور کبھی بعضے مقبولان بارگاہ الہی کے بدون سیر اور
سلوک اول کے سلوک ثانی کے مدارج پر ممتاز اور سرفراز ہوتے

ہین نمونہ اون کا یہہ ہی کہ ایک شخص صاحب عقل اور ہمت کو کہ بادشاہ کے حضور سے دور ہی امر سلطانی پہنچا اور وہ شخص اون امرون کے سر انجام مین ایسا کوشش کیا کہ ساتھہ لقب نمک حلالی اور فدویت اور جان نثاری بارگاہ سلطانی کے خاص اور عام رعایا اور سپاہ مین مشہور ہوا ایسی طرح سے کہ بہتیرے مقربان حضوری اوس سے دل و دل حسد کرنے لگے جسوقت کہ ایسے شخص کو حضوری میسر ہوگی ایسی عزت اور امتیاز مین فایز ہوگا کہ اکثر سالکان سلوک اول کو حاصل ہونا اوسکا متعذر ہی اور احیانا اول ہی سلوک مین درجہ سلوک ثانی کا حاصل ہوتا ہی اور ایسا شخص سلوک اول مین صوفیون کے نزدیک سالک اصطلاحی ہی اور باعتبار مدارج سلوک ثانی کے حال اوسکا مانند اوس شخص صاحب عقل اور ہمت کے ہی کہ آگے اسکے شمہ اوسکے ماجرا کا مذکور ہوا اور سبب اوسکا خلوص نیت اور صفائی طویت ہی بموجب شرع شریف کے کہ سلوک اول کے شغلون کو محض عبادۃ شریعت کی راہ سے

اللہ کی مرضی دھوند دھوند کر کرتا ہی جتنا اسکا مین بیت اوسکی صافی تر ہوگی سلوک ثانی کے مدارج کا حاصل ہونا جلد تر ہوگا اور اللہ زیادہ جانتا ہی حقیقت حال کو اور سلوک ثانی ہرچند مقصود شرع کا ہی اور قران اور حدیث سے ظاہر ہی لیکن سلوک اول کی طرز پر ضبط نہین کیا گیا ہی اسواسطے ایک طرز کے ساتھہ مضبوط اور ملخص کر کے لکھا جاتا ہی مدد سے اللہ تعالی کے اور حسن توفیق سے اوسکے

مقصد سلوک ثانی کی راہ ولایت کے بیان مین

جاننا چاہئیے کہ راہ ولایت مین دو سلوک مترتب ہوتا اور پایا جاتا ہی اول ضبط اور ربط کے ساتھہ جمع ہی اور دوسرا منضبط نہین ہی باوجودیکہ اصل مقصود منتہا کا یہی سلوک ہی اہل ولایت ہمیشہ اوس سلوک کو کہتے ہین اور اوسکو سیر فی اللہ بولتے ہین اور کبھی ناواقفون پر بسبب مضبط نہونے ثانی کے دونو سلوک آپس مین مشتبہ ہوتے ہین اور ہر ایک کو دوسرے سے الگ نہین معلوم کرتے ہین اسواسطے ہر ایک کی تمثیل تفصیل کے ساتھہ سنا چاہئیے تا دونون الگ ہوجاوین اور کھل جاوے کہ اصل

مطلوب سلوک ثانی پر موقوف ہی پس مثال مقصود
کی یہہ ہی کہ ایک شخص رعایا سے ہی کہ وطن اوسکا
دار الخلافت سے دور ہی منصب بادشاہی کا شوق
اوسکے دل مین جگہہ پکڑا اپنے مطلب یابی کی طریق کو حضور
بادشاہی مین منحصر جان کے حضور بادشاہی مین پہنچنے کی
سعی اور کوشش کرنے لگا اور اصل مطلوب کو کہ مرکوز
خاطر ہی چھپا رکھہ کے حضوری کو مطلوب اپنا اظہار کرتا
ہی اور اصل مقصود کو بادشاہ کے حضور مین پہنچنے سے
آگے مخفی اور چھپا رکھتا ہی اور واسطے اون مفسدون
کے کہ اظہار مین اوسکے لوگ وہم کرتے ہین یا باعث اس
کے کہ ظاہر کرنے مین اوسکے فی الحال فایدہ نہین ہی اظہار
کرنے سے اوسکے خاموش رہتا ہی پس منزل مقصود
مین پہنچنے کے لئے تدبیر سفر کی کرے گا اور رستے اور
رفیق کے حال اور منزلون کے نام کو تفتیش کر کے سیدھی
راہ ٹھہرا کے اسباب سفر کو جمع کرے گا اور بعد جمع لانے
اسباب کے خویش اور تبار سے رخصت ہو کے
اور وطن اور دیار کو چھوڑ کے اون سب کی محبت کو دل

سے قطع کرکے اور سبہون کو پس پشت ڈال کے راہ
کا تماشہ دیکھنا شروع کرے گا اور اثنائے راہ مین دہنے بائین راہ
کے شہرین اور باغین اور نہرین اور عجایب اور غرایب
چیزین کہ کبھی دیکھا نہ تھا نمودار ہونگے کہنی غرض کے واسطے
مثل سیر اور تماشے اور دریافت کرنے احوال اومیون
اور شہرون کے اور حاصل کرنے تجربہ سفر کے اونہین
شہرون اور غیرہ کی طرف متوجہہ ہوگا اور راہ راست
سے انحراف کرکے درنگی راہ کو اپنے دل پر گوارا کریگا
اور دور نہین ہی کہ اس حالت مین ایسا سیر اور تماشے اور
سیاحت مین مشغول ہووے کہ اپنے مطلوب کو بھول جاوے
یا یہہ کہ باوجود یاد رکھنے کے منزل مقصود مین نہ پہنچے تمامی عمر
کو اپنے اسی سیر اور سپاٹے مین برباد دیوے اور انتہا
تو مقرر ہی کہ بعد گذرنے مدت دراز کے بڑی سختیون
کے ساتھہ منزل مقصود مین پہنچیگا * اور اگر راہ راست
سے منحرف نہین ہوا اور منزل سیدھی راہ کو طی کرنے
لگا تو البتہ آثار اور علامات دار الخلافت کی روز بروز نمودار
ہوکے مژدہ قرب اور حصول مطلب کا کان مین اوسکے

پہنچیگا اور جسقدر نزدیک تر ہوگا اثار خاص دار الخلافت
کے مثل فیل خانے اور شتر خانے اور اصطبل کے
نمودار ہونگے یہان تک دار الخلافت مین پہنچکر ایک
وجہ سے مقصد یابی حاصل کر کے مطمئین ہوا اور ماندگی سفر
سے ارام اور استراحت مین پہنچا بعد اوسکے کہ دیوان
خاص مین پہنچا اوس مکان کو تجمل اور آرایش کی نظر
کر کے حسب حال فخر اور اجلال اور شوکت اور اقبال
شاہی کے پاکر حقیقت سلطنت سے حاکی یعنے حکایت
کرنیوالا پایا اور بعض وجہ سے حضوری مین پادشاہ کے فایز ہوا
پھر حضوری مین پادشاہ کے پہنچکر مقصود اول ظاہری مین
واصل ہو کے مقصود ثانی اصلی کے حصول کی طریق مین
تجسس کرے گا سو مطلوب اول سلوک اول کا منتہا ہی اور
طریق حصول مطلوب دوم کا سلوک ثانی ہی اور اس تمثیل
کی مطابقت سلوک اول پر ابتدا سے انتہا تک ظاہر ہی
کیونکہ تجسس اور تلاش مرشد اور طریقہ کی اولیا اللہ کی
طریقون مین سے پہنچنے تک کسی مرشد کے پاس اور معین
کرنے تک کسی طریقہ کو بمنزلہ تفتیش کرنے حال رفیقون کے

اور راہون کے اور معین کرنے ایک کے اون سمجھون
سے ہی اور ذکر جہری ہو یا سری زبان سے ہو یا لطیفے سے
یا سلطان الذکر سے بہ منزلہ جمع کرنے اسباب سفر کے ہی
اور خویش اور خاندان اور وطن اور دیار کو چھوڑنا بہ
منزلہ شغل نفی کے ہی اور بائین دہنے کا جھکنا بمنزلہ استغراق
کے ہی کشف توحید صفاتی مین اور احیانا توحید صفاتی کے
وقایع مین ایسا مستغرق ہوتا ہی کہ ذات بحت مین ملنے
سے غافل ہوتا ہی اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ باوجود یاد
داشت وصول کے اوسی وقایع اور رویدا دمین رہ جاتا
ہی اور اوس سے نہین نکلتا اور دشواری کے ساتھہ
دیری سے البتہ پہنچنا ہوگا جو شخص کہ اپنے ہمت کے موہہ
کو توحید صفاتی سے باز رکھتا ہی سو راہ راست پر منزل مقصود
کے بدون انحراف کے چلتا ہی اور آثار اور علامات
وارد الخلافت کے بمنزلہ ذات بحت کی نورانیت کے
پردہ کے ہین اور وہ ہزارون ہین اور پچھلا پردہ بمنزلہ
دیوان خاص کے ہی اور وہ نسبت بے رنگی ہی اور
چونکہ ذات مقدس حضرت حق جل شانہ کی ہیچون و ہیچگون

ہی اور یہہ حجاب اوس ذات پاک کے ساتھہ زیادہ
خصوصیت رکھتا ہی اس واسطے نہایت لطیف بے
کیف ہی اور اس واسطے اوسکا نام بیرنگی ہوا اور معلوم
کیا جاہیئے کہ پردے نورانیت کے ملے ہوے ایک دوسرے
کے ساتھہ نہین ہین بلکہ ہر ایک پردے دونون جانب
سے ایک حد معین رکھتے ہین کہ اوس حد تک علاقہ اوسی
پردہ کا ہی اور مثال اوسکی بادشاہی مکانون کے
دروازون کے پردے سے معلوم کرنے سکتا ہی مثلاً جو پردہ
کہ راہ مین دیوان خاص کے ہوگا علاقہ اوس پردہ کا دونون
جانب سے حد معین تک ہوگا اور خادم اور دربان لوگ
اوس حد کی نگہبانی کے متکفل ہونگے اور آنے والے کو
اوس حد کی اجازت یا ممانعت سے اگاہ کرینگے اور آنے
والے کو دوسرے حد تک اپنی اجازت کے ساتھہ پہنچا
دینگے تاکہ اندر دیوان خانہ خاص کے نگہبان اوس آنے والے
کو اجنبی نہ معلوم کرین اور آنے مین اوسکے مزاحم نہوین اور
دیہات کے صحرا کی حدین اطراف اور جوانب سے بھی
مثال اوسکا ہونے سکتا ہی پس نسبت بیرنگی کو اسی

وضع پر ممتد یعنے دراز تصور کیا چاہئے اور مثال مذکور
مین ابتدا اوسکا دار الخلافت سے سمجھا چاہئے کیونکہ
خصوصیت دار الخلافت کی بھی بادشاہ کے ساتھہ پر ظاہر
ہی اور لیکن انتہا نسبت بیرنگی کی سو شاہدہ اور
واصل ہونا ذات بحت مین ہی یہہ ہی تطبیق تمثیل کی
سلوک اول پر ابتدا سے لے کر انتہا تک اور لیکن تمثیل
سلوک ثانی کی پس وہی شخص بعد پہنچنے کے حضوری
مین بادشاہ کے ہرگاہ چاہے کہ کسی خدمت اور کسی
منصب کے حاصل ہونے کی اور ملازمان شاہی مین منسلک
ہونے کی سعی اور کوشش عمل مین لاوے اوسکو لازم
ہی کہ حضار دربار کو ہرکارہ سے لیکر وزیر اعظم تک اپنے
سے راضی کرے تا بروقت حاجت کے کلمہ خیر زبان سے
ان کے حضور مین بادشاہ کے صادر ہوے اور ہریک
حسب مرتبہ اپنے سعی اور سفارش کرین اور مرضیات
مین بادشاہ کے بہت سرگرم اور چالاک رہے اور آمد
ورفت مین دربار کے اور سیر وشکار کے اور ملاقات
مین حضار دربار کے سستی اور غفلت نکرے مبادا اوس

دربار مین کاہلی کے داغ سے داغدار ہوکے نظرِ اعتبار سے
گرکے لایق حضور بادشاہ کے نرہے اور یہہ معنی اوس
مقام سے اوسکے نکلوانے پر منجر اور باعث نہو اور بھی
خبردار ہوا چاہئے کہ ارضا یعنی راضی کرنا حسب مرتبہ کے
متفاوت ہوتا ہی راضی کرنا اوسکا جب تک اپنے
وطن مین تھا اسیقدر ہی کہ چوری اور قزاقی اور سرکشی
اور مانند اسکے عمل مین نہ لاوے اور اگر مال گذار
ہی تو مال واجب سرکار کا بلاحیلہ اور تکرار کے ادا کرتا
رہے اور جب کہ اس مقام مین پہنچے تب ارضا یعنے
راضی کرنا اوسکا یہہ ہی کہ حقوق کی رعایت اور آداب
اور تعظیمات شاہانہ جیسی چاہئے بجا لاتا رہے اور مال
خطیر کے بذل کرنے اور نثر چنے کو اوس مقام والون کی
رضامندی مین مثل گذرانے نذر اور تواضع کے اور
دینے ہدئے اور تحایف کے برابر گھاس کے شمار کرے
اور ان کی رضامندی کو جان اور مال سے اپنے بہتر معلوم
کرے اور حاضرباشی کے بھی مرتبے ہین مثلاً رہنے والے
دارالخلافت کے من وجہ یعنی بعض وجہ سے سلطنت

مین حاضر ہین اور حاضران قلعہ خاص کے ان سے اوپر اور
ملازمان خاص دیوان خانہ کے ان سے برتر اور جو لوگ
خدمت مین مستعد در اور دیوار کے پیچھے کھڑے رہتے
ہین انسے زیادہ تر اور جو لوگ روبرو رہتے ہین انسے
فوق تر اور جو شخص اپنی نگاہ کو بادشاہ کے چہرے پر ٹکی لگا
کر حضور مین کھڑا ہو کے دوسرے جانب ہرگز نہیں تاکتا
ہی سب سے بالاتر پس ان مرتبون سے اعلی مرتبے کو
اختیار کرکے اوسقدر ہمیشگی کرے کہ دل مین بادشاہ کے
ایک الفت اوسکے ساتھ پیدا ہو اور قدر اور وقعت
اوس شخص کی دل مین بادشاہ کے جگہہ پکڑے اور
بادشاہ کو معلوم ہوے کہ یہہ شخص نہایت محب اور
فدوی میرا ہی اور اسی وسیلہ سے اوسکو اوس مقام
کی اقامت یعنے ٹھہرنا میسر آیا کیونکہ ہرگا ہمیشہ بادشاہ پر
نگاہ لگاے ہوے رہے گا اور التفات بادشاہ کی جو اوسکے
طرف ہی اہل دربار کو معلوم ہوگی اور خود اہل دربار
بھی اوس سے راضامند رہینگے رہنے کو اوسکے اوس مقام مین
جایز رکھینگے بعد اطمنان کے رہنے سے اوسمقام کے اوسکو

لازم ہی کہ علی الدوام حاضر رہکے بادشاہ کے چہرہ کو جیسا
چاہئے غور اور تامل سے ملاحظہ کرتا رہے اور وقایع اور
اخبار کہ دربار مین گذرتے ہین اوسکو بھی سن کے بادشاہ کے
چہرہ کی حقیقت کو کہ بعد ہر خبر خوش کے یا ناخوش کے کیونکر
متغیر ہوتا ہی وقت اور باریکی کے ساتھہ نظر دوڑا کر دریافت
کر کے متغیر ہونے کی وضع کو اپنے قوت حافظہ مین رکھے اور
بعد ہر تغیر کے جو حکم انعام یا تعذیب اور سزا کا یا صلح
اور جنگ کا یا بندوبست کا حضور سے بادشاہ کے صادر
ہوے اوسکو بھی دریافت کرے اور اس وقایع اور اخبار
مین سارے کام چھوٹے اور بڑے کو نگاہ رکھے خوش
خبریون مین ایک ذلیل غلام کی صحت سے لیکر خوش خبری
صحت وزیر اعظم تک اور بری خبرون مین ایک چارپاے
کے مرنے سے لیکر وزیر اعظم کے مرنے تک اور
علی ہذا القیاس ایک کینہ بر کے گرفتار ہونے سے لیکر دشمن
زور اور صاحب ملک اور لشکر کے گرفتار ہونے تک
اور میدان دور دراز مین ایک بنیے کے لوٹے جانے سے
لیکر قلعہ خاص پر دشمن کے ہجوم لانے تک ٭ حاصل کلام

سبھون کے احاطہ کرنے کا قصد کرے اور بہتیری چیزین
ہوتی ہین کہ اوس پر ایک جزا یا سزا مترتب ہوتا ہی
اور اوس تغیر کے سبب سے چہرہ بادشاہ کا متفاوت
نہین ہوتا ہی پس نہ معلوم کرے کہ ہر خبر اور واقعہ مین
ایک تغیر جداگانہ ہوگی بلکہ اگر دو بار تغیر چہرہ کو یکسان پاوے
تو معلوم کرے کہ یہہ دونون خبر ایکسان ہین اوسکے جزا یا
سزا مین کچھ تفاوت نہین اسی عمل کو ہمیشہ برابر کیا کرے
تاکہ اوسکے ذکا اور فطانت کے موافق بادشاہ کی مرضی
شناسی کا ملکہ اوسمین پیدا ہو اور مراد پر بادشاہ کے
وقایع اور سانحے مین آگاہ ہوے اور یہہ آگاہی اوس حد کو پہنچے
کہ تغیر چہرہ سے مراد بادشاہ کا خلاف لغوی معنے اصلی کے
کہ کلام مین بادشاہ کے ہی اوسکے دریافت مین آوے
مثلاً کبھی بادشاہ فرماتا ہی کہ خدمت گذاری اس چور کی
بخوبی چاہیے کرے اور غرض وہ ہی کہ اسکو کما حقہ تعزیر
کیا چاہیئے اور ہرگاہ ملکہ مرضی شناسی کا حاصل کرکے کسی
کام کو سلطنت کے کامون سے سرانجام کریگا عنایت
شاہی دونا دون زیادہ سابق سے اوسپر جوش مین آویگی

اور سعی اور سفارش اہل دربار کی مددگار اوسکے
رہیگی لابد پادشاہ کسی خدمت اور منصب پر اوسکو نوازیگا
اور اصل مقصود مین اپنے جسکے لئے یہہ سب رنج اور
محنت اور نشیب اور فراز کھینچا تھا انشاء اللہ تعالی فایز
ہوگا اور بعد اوسکے حسب حال اپنے اوسی خدمت پر
سدا رہے گا یا ترقی کر کے ایک منصب سے انتقال کر کے
منصب اعلی مین پہنچیگا ایسا ہی ہی حال دوسرے سلوک
کا ٭ سالک کو لازم ہی کہ بعد پہنچنے مشاہدہ کے مرتبے مین
اور تمام کرنے سلوک اول کے سلوک ثانی کرے اور اختیار
کرنا عزایم شرع کا مامورات اور منہیات کے باب مین
اس سلوک کے لوازمہ سے ہی اوسکا بیان وہ ہی کہ اتباع
شرع شریف کا ایمان کو لازم ہی اور سالک کو لازم
ہی کہ ہمیشہ شرع شریف کا تابع رہی اور شرع مقدس
کے کمال اتباع کے ساتھہ سلوک اول کو تمام کرے اور
سلوک ثانی مین عزایم شرع کو جیسا چاہئے مضبوط پکڑے اور
یہہ عزیمت کبھی دل سے ہوتی ہی اور کبھی ہاتھہ پانو سے
مثلا ادب مصحف کا اس قدر کہ بے وضو نہ چھوے شرع

شریف کا لازمی ہر مسلمان کو چاہئے کہ بے وضو مس
نکرے یعنے نچھوے اور سلوک ثانی کے سالک کو آداب
بڑھکر چاہے اور وہ یہہ ہی کہ مصحف لینے کے وقت
دوسرے کام کیطرف متوجہ نہوے اور ادب کی نشست
بیٹھے اور دل مین اپنے کلام الہی کی عظمت کو حاضر کرکے اور
مصحف کی عظمت کی طرف اوس سے انتقال کرکے اپنی
ادناپن اور ذلت کو خیال کرکے اس نعمت عظمی کی قدر
کو پہچانے کہ مجھ بیچارہ ذلیل اور خسیس کے ہاتھ مین
یہہ چیز معظم اور پاک محض خدا کے فضل سے پہنچا ورنہ آپ
ہرگز لیاقت اس نعمت کی نرکھتا تھا مین اور اس قسم
کی تصور سے سینہ اوسکا خوشی سے مالامال ہوئے اور
کمال عظمت مصحف کی اوسکی آنکھون مین چوبھی رہے
اور یہہ معانی اگر خود بخود ذہن مین اوسکے آوے تو سب
سے اولی اور اصل مدعا ہی ورنہ الا تکلف سے اس معانی کو
ذہن مین اپنے جماوے اور علی ہذا القیاس عظمت ہر ہر
سورہ کی سمجھے اور شافع ہونا ہر سورہ کا حضرت حق جلشانہ
کے حضور مین یاد لاوے اور عظمت نماز اور زکواۃ اور روزہ

اور حج اور جہاد اور سارے شعایر شرع کی اسی
طور پر اعتقاد کرتا رہے اور اسی سے ہی تعظیم شرع
شریف کی مطلقا اور تعظیم کعبہ کی اور انبیا کی اور رسولون
کی اون پر صلوٰۃ اور سلام اور بذل کرنا اور خرچنا اموال
کا عظمت سے ہی اور اختیار کرنا طریقہ خیرات کا بقدر
زکوٰۃ کے اپنے شرطون کے ساتھ ہر مسلمان پر فرض
ہی اور حضرت حق جلشانہ کی رضا مین اموال کا خرچنا وہ
عزیمت ہی کہ سلوک ثانی کے سالک کو لازم ہی اور اہتمام
سارے نوافل کا مثل تہجد اور غیرہ کے بھی اسی باب
سے ہی اور منہیات سے بچنے کو بھی دوسرے رنگ
پر اپنے اوپر لازم شمار کرے تاکہ صاحب عزیمت اور ارادہ
والا ہو جاے مثلا اگر زنا کا وسوسہ اوسکے دل مین گذرے
تو ایسا متنفر ہو کہ گویا نجاست کو کھانے کے لئے اوسکے سامنے
رکھے ہین اور اسی پر قیاس کیا چاہئے سارے منہیات
کو اور بھی اس سلوک کے سالک کو چاہئے کہ انبیا اور اولیا
بلکہ سارے مومنین کے حق ادا کرنے اور ان کی تعظیم
کرنے مین کوشش بلیغ کرے کہ سب کے سب اوسکے لئے

سفارش اور سعی کرین اور سعی اور شفاعت انبیا
اور اولیا کی خوب ظاہر ہی لیکن سعی مومنین کی سو دعا
خیر ہی پس دعا خیر کے توقع پر کہ اوسمقام مین کار آمدنی ہی
تفقد اور خاطرداری ہر مسلمان کی کرے اور سب حقوق
اور تعظیم شرع شریف کے عزایم کے اتباع مین گنا جاتا ہی
چنانچہ قریب ہی معلوم ہو چکا ہی اور قران اور سورہ
اور کعبہ اور نماز اور روزہ اور غیرہ سب شفاعت کا
مرتبہ رکھتے ہین سو سارے کو اپنے سے راضی کرے اور
مرتبہ رضا کا اس مقام کے سابق کے بیان سے ظاہر ہوا اور
اصل اور مدار اس سلوک کا مراقبہ وجہ اللہ ہی اور معنی
وجہ اللہ کا لغت کے موافق حق تعالی کی توجہ ہی بندہ کے
طرف اور اوسکو آثار سے اوسکے دریافت کرنا چاہئے
اور آثار اوسکا بموجب اس کریمہ کے * فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
یعنے جسطرف موہہ کرو وہین متوجہ ہی اللہ ہر جگہہ موجود ہی
مثلا اگر بندہ آنکھہ اور بینای مین اپنے غور کرے تو بالیقین
معلوم کرے کہ یہہ نعمت عظمی مجھکو محض وجہ اللہ کی جہت
سے ہی یعنے حق تعالی اوسکے حال پر متوجہ ہوا اور موہہ

اوسکے طرف لایا کہ یہہ نعمت اوسکو حاصل ہوئی والا یہہ
بندہ بیچارہ کسی وجہ سے اوس نعمت کی استحقاق نہین
رکھتا تھا اور نہ مانگا تھا اور اس نعمت کا تقاضا اور
خواہش اصلاح اوسمین متحقق نہوئی اور نہ کوئی حق تعالی
کے حضور مین اس نعمت عظمی کے بخشنے مین سفارشی
اوسکا ہوا اور نہ اس درماندہ محض نے کس چیز کے ساتھہ
توسل اور وسیلہ پکڑا سو اس قسم کی نعمت عظمی
نہین حاصل ہوئی مگر محض فضل شاملہ اور رحمت کاملہ سے
اوس جل شانہ کے اور علی ہذا القیاس ہزاران ہزار نعمت
ہی اور ہر نعمت کا یہی حال ہی بلکہ حقیقت مین جو چیز کہ
عالم مین موجود ہی اگر بخوبی اوسمین غور کیا جائے تو ظاہر
ہوے کہ ساری چیزین حق مین اس بندہ کے ایک نعمت
جلیل القدر ہی پس ہر چیز آسمان اور فرشتے سے لیکر
کورے اور کرکٹ تک اوسکی نعمت ہی اور اوسی کے
ساتھہ خصوصیت رکھتی ہی باوجودیکہ استعداد اور
سعی اور خواہش کو اوسکے اصلا اسمین دخل نہین ہی
پس نعمتون مین اللہ کے خوض کرے اور ہمیشہ پیش نظر

اپنے رکھے کہ رحمت الہی اوس مرتبہ مین کہ شکر اوسکا ہو
نہین سکتا ہی بلا سبب اور بلا جہت حال پر ہمارے متوجہ
ہی اور سارے خلق اللہ اوسی رحمت سے فایض
ہین کوئی شخص ایسا نہین ہی کہ جس مین نعمتین بہت
ساری موجود نہین ہین اور اگر ایسا شخص ہوے کہ بسبب
کثافت طبع کے ایسی نعمتون کو اپنے مین لحاظ کرنے نہ سکے
تو چاہیے کہ اپنے غیر مین لحاظ کرے اور سب سے اعلی اور برتر جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہین پس حالات کو
اوس جناب کے پیدا ہونے کے وقت سے بلکہ جس وقت
سے اپنے ماکے پیٹ مین رہے اوس وقت سے لیکر آخر تک
یاد کرے کہ ایسی نعمتین جلیلہ بے گنتی اور شمار محض دریاے
بیکنار رحمت الہیہ سے کس قسم بلا درخواست اور دعا
اور بے استحقاق اور استدعا کے اور بغیر سعی اور سفا
رش کسی کے کیونکر اوس جناب پر فایض ہوتی تھین بمجرد
پیدا ہونے کے کس قسم کی برکتین اور عنایتین اوس
جناب کے وجود باجود پر منضم کیا کہ وہ برکات شامل حال
ایک جماعت کثیرہ کے ہوتی تھی اور موجب محبت اور

اعتقاد کا ہوتا تھا اور یہہ نعمتین کہ لڑکائی اور چھوٹے پن مین
اوس حضرت صلعم پر فایض ہوتی تھین دوسری نعمتون کے
قیاس کر بہت اسان امر ہی چنداں وقعت نہین رکھتی
ہین باوجودیکہ اپنی ذات مین نعمتین جلیل القدر ہین حاصل
کلام ایسی نعمتین جلیلہ کو تصور کرے کہ یہہ سب بلا سبب
اور بلا وجہ محض رحمت کاملہ ذاتیہ سے حضرت حق تعالی کے
ہی جب کہ وجہ اللہ بندہ کیطرف ہوتی ہی تو اسی قسم
کی انعامین کھلی ہوئی بلا استحقاق اور بغیر دعا کے بن مانگے
فایض ہوتی ہین سو خلاصہ معنے وجہ اللہ کا ایک شان ہی رحمت
الہی کی شانون مین سے کہ بلا سبب اور بے جہت اور
بے سابقہ استحقاق کے اور بے استدعا اور دعا کے اور
بغیر شفاعت اور وسیلہ کے انعامات کثیرہ اور جلیلہ کی
مقتضی ہوتی ہی اور مراقبہ وجہ اللہ کا ملا حظہ اسی شان کا
ہی اور اصل اوس انعامون کا موجود اور ہست کرنا ہی
پردہ نیستی سے اور یہہ معنی وجہ اللہ کا عام اور شامل ہی
تمام موجودات کو لیکن بہ جہت تفاوت اور تفوق بعضے
کے بعضے دوسرے پر انعام کی وجہون مین بہ نسبت

ہر کسی کے معنی وجہ اللہ کا عالا حدہ ہوتا ہی اور گمان نکرین کہ
اس صورت مین حق تعالی کے فعل مین عبث لازم آویگا
اور عبث جو ہی سو سفاہت اور ناوانی ہی اور خدا کی
ذات اوس سے منزہ اور پاک ہی اسواسطے کہ حکیم یعنے
حکمتین اور افعال الہیہ کے مصالح یعنی مصلحتین دوسری چیز ہی
اور ابتحقاق اور استدعا اس شخص کی جسپر انعام
ہوتا ہی دوسری چیز ہی اگرفی الواقع حکم اور مصلحتین
منظور ہین تو پیدایش مین مطابق اشیا کے ہی اس
شخص کے ساتھہ کچھ خصوصیت نہین ہی مثلا پیدا
کرنا ارباب دانش اور صاحب کمال کا بانظر حکمت اور
مصلحت کے اوس حکیم حقیقی کو منظور ہی لیکن علم اور
دانش اگر اس شخص کو نہ دیتا اور غیر کو اوسکے عطا فرماتا
بلکہ حیوانون مین یہہ کمال دیتا تو کوئی شخص اور کوئی امر ایسا نہ تھا
کہ خدا جاشانہ کے ہاتھہ کو اوس طرف سے باز رکھہ کے
اس طرف متوجہ کرے اور اس نعمت کو ان کی طرف
پہنچاوے سو محض عنایت اور نری رحمت اوسکی ہی کہ
ہر شخص کو کھلی ہوئی بہتیری انعامات کے ساتھہ نوازا ہی

اور اکثر نعمتون سے ہر ایک کو تخصیص فرمایا ہی اسی
شان کو کہ چشمہ خدا کی رحمت کاملہ کا لا لغرض ہی وجہہ
اللہ بولتے ہین اور آثار وجہ اللہ کی تمام ظاہرا اور باطن کی
نعمتین ہین کہ لا لغرض خالص ہوئی ہین اور وجہ اللہ اسی آثار
سے پہچانا جاتا ہی اور مقابل اوسکے وجہ العبد ہی یعنی موہہ لانا
بندہ کا طرف خدا عزوجل کے اور بیان اوسکا یہہ ہی کہ ہر
بندہ خواہ پست ہمت ہو خواہ عالی ہمت کسی چیز کے
حاصل کرنے کے لیئے خدا کی عبادت کرتا ہی اور حکمون کو
بجالاتا ہی لیکن پست ہمت سو دوزخ کی ڈر سے اور
بہشت کی لالچ سے اور لیکن عالی ہمت سو خدا کے پاس
عزت اور وجاہت حاصل ہونے اور مقبولون کے زمرہ
مین داخل ہونے اور ملازمان خاص کے سلک مین پروئے
جانے کی تمنا سے ہر چند دوزخ سے بچنا اور جنت کے
درجات مین پہنچنا بر تقدیر حاصل ہونے عزت مذکورہ کے
یقینا مترتب ہوتا ہی بلکہ اوسکے آثار اور توابع سے
ہی لیکن بلند ہمتون کو ان امور کے طرف التفات نہین
ہوتی ہی بلکہ آرزو ان کی خاصون مین داخل ہونا ہی اور

سس ضرور دل مین ہر ایک کے اون دو فریق سے ایسی اُنس اور الفت اپنے خالق کے ساتھہ پیدا ہوتی ہی اور دنو دن بڑھتی جاتی ہی یہان تک کہ حق مین بعضے بندون کے شہ شہ سارے مراتب ارزو اور طمع اور خوف کے دل سے اوسکے فراموش ہو جاتے ہین اور محبت اور الفت خدا کی ایسا دل مین اوسکے مستحکم اور مضبوط ہوتی ہی کہ حکمون کو بجالاتا ہی اور حاصل ہونا کسی مرتبہ کا اور کسی ثواب کا مثل قرب اور جنت کے ہرگز خیال مین اوسکے نہین گذرتا ہی ہرچند حاصل ہونا عزت اور اعتبار کا اوسپر یقینی ہی جیساکہ حاصل ہونا ثواب کا برتقدیر حاصل ہونے عزت اور اعتبار کے اوسپر یقینی ہی سو لیکن ادا کرنے مین حکمون کے دل سے اوسکے عزت اور اعتبار کے حصول کا تمنا اور ثواب کا تصور بالکل جاتا رہتا ہی اور ایسا ہی منہیات سے پرہیز کرتا ہی اور صرف منع کو اوس تعالی کے ملحوظ رکھتا ہی ہرچند محفوظ رہنا رسوای سے ملأ اعلی مین اور گرپڑنے سے اہل عزت کے مرتبے سے اور محفوظ رہنا دوزخ کے عذاب سے مقرر اوسپر مترتب ہوتا ہی

لیکن اس بندہ کو ہرگز خیال نہین ہی طرف رضا اور نا رضا
حق تعالی کی اوسکو مقصود ہی اور یہہ جو جانتا ہی کہ بجالانے
مین امر حق کے خدا کی رضا ہی تو اوسی رضا کو بہتر ہزارون
طرح کی ترقیات سے قرب اور عزت کے مدارج مین اور
جنت کے ثواب کے درجون مین حق مین اپنے شمار کرتا
ہی اور ہرگاہ نا رضامندی اوس تعالی کی کسی کام مین تصور
کرتا ہی تو اوس نا رضامندی کو بدتر ہزارون رسوائی سے
یعنے گرپڑنا اہلن عزت اور اعتبار کے مرتبے سے اور داخل
ہونے سے زمرہ مین ذلیلون کے بلکہ ہزارون عذاب
سے دوزخ کے معلوم کرتا ہی پس جیساکہ وجہ اللہ خدا کی
رحمت کا بندہ کیطرف لا لغرض متوجہ ہوتا ہی ایسا ہی
وجہ العبد رولا تا ہی بندہ کا خدا تیتعالی کی طرف محض اوسکی
رضامندی کے لئے نہ تو کسی عزت اور وجاہت کی تمنا
رکھتا ہی اور نہ جنت کے ثواب کے حصول کا توقع اور
نہ عذاب سے دوزخ کے بچنے کا امید چنانچہ ایسی مضمون
کا اشارہ ہی ان آیتون مین * اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی
وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی * کیا پایا

تجھکو یتیم پھر جگہہ دیا اور ہدایا تجھکو گمراہ پھر راہ
سوجھایا اور پایا تجھکو مفلس پھر تونگر کیا یہہ تینون آیت
اشارہ ہی وجہہ اللہ پر اور تین آیت اخیر اشارہ
ہی وجہ العبد پر اور جب وجہ اللہ کو آثار سمیت اور
وجہ العبد کو پہنچا ناسو طریق وجہ العبد کے مراقبہ کی یہہ ہی
کہ اپنی نظر کو اوس شان کیطرف کہ منشای رحمت
لالغرض کا ہی متوجہہ کرے اور ہمیشہ اپنی نگاہ اوسکی
طرف کرکے زبان حال اور قال سے التجا اور سوال
کرے کہ بارخدایا جب اسقدر بڑی بڑی نعمتین مجھکو اور
میرے غیر کو بے استحقاق اور استدعا کے تونے مرحمت
فرمایا پس فلانی نعمت عطا فرما ہرچند بڑی بھاری نعمت
ہی اور مین نہایت نالایق اور عاجز لیکن انعام عام کو تیرے
کچھ نہین چاہتا ہی اور موقوف کسی امر پر نہین ہی اور
یہہ مراقبہ کبھی بلا جہت ہوتا ہی اور کبھی کسی جہت
کے ساتھہ فوق اور تحت سے یعنی اوپر اور نیچے سے موافق
توجہ باطنی مراقبہ کرنے والے کے متصور ہوتا ہی اور اس مراقبہ
کے سبب سے عنایت خاصہ حق تبارک وتعالی کے

جانب سے مراقبہ کرنے والے کے حال پر متوجہ ہوتی ہی اور
عنایت خاص کی ایک صورت خاص ہوتی ہی مثل
خلقت حضرت آدم کے یاوہ کہ تمام مخلوق حق تعالی کی
قدرت سے پیدا کیا گیا لیکن جب عنایت خاص پیدا کرنے
مین حضرت آدم کے مصروف ہوئی تب صورت خاصہ
اوسکی ظاہر ہوئی اور اسی خصوصیت پر اشارہ ہی
حق تعالی کے قول مین کہ ❊ خَلَقْتُ لَ بِيَدَيَّ ❊ یعنے پیدا کیا ہمنے
اپنے ہاتھون سے اور ایسا ہی حضرت ختم المرسلین
کی خصوصیت ہی معراج کے ساتھہ اور اختصاص حضرت
موسی کی کوہ طور پر کلام کرنے کے ساتھہ اور اوسی
عنایت خاصہ کے سبب سے بارگاہ ایزدی کے عظما زیادہ
تر اوس سے راضی ہوتے ہین اور وہان مقام کرنے مین
مانع نہین ہوتے ہین اور عزت اور وقار کے ساتھہ اوسکو
جگہہ دیتے ہین پس اس مراقبہ کو ساتھہ التزام عزایم شرع
شریف کے اور ساتھہ راضی رکھنے عظماے بارگاہ الہی کے
ہمیشہ برابر کیا کرے اور یہہ بمنزلہ راضی رکھنے اہل
دربار کے اور ملاحظہ کرنے چہرہ بادشاہ کے ہی لیکن

بادشاہ کو بسبب جہل کے کہ بشریت کا لازمہ ہی حائل
اور مال پر کسی کے اطلاع نہین ہوتی اسواسطے باوجود
حاضر باشی اور خوشنودی خاطر بادشاہ کے اوس شخص
سے بجز تجویز حاضر رہنے کے کسی منصب پر بد طینتی اور
خیانت اور خباثت کے اندیشہ سے اوسکو نہین نوازتے
ہین تاکہ بعد گذرنے ایک زمانہ کے خوبی جبلی اوسکی
تجربہ مین آوے اور اوسکے طرف سے امن حاصل ہوے
بخلاف عالم الغیب کے کہ علم اوسکا ظاہر اور باطن کو ہر کس
اور ناکس کے گھیر رکھا ہی اوس بارگاہ مین بمجرد
اس بات کے کہ مراقبہ وجہ اللہ کا بندہ سے بخوبی سرانجام
پایا اور جیسا چاہئے درست اور ٹھیک ہوا اور مقبول
بارگاہ ایزدی کا ہوا اور حقیقت باطن کی اپنے بندہ کی
اوس بارگاہ مین خوب ہویدا اور پیدا ہی پس وہ نور
پاک ازلی کہ ازل مین ہر مومن کا نصیبہ مقدر ہوا اوسکو
مرحمت فرماتے ہین اور وہ نور عقل کا تخم ہی اور عقل
درخت اسکا ہی اور ایمان پھل اوسکا اور یہہ آیہ یعنی
* رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا * ای رب ہمارے پورا کر نور کو

ہمارے اسی نور کا اشارہ کرتی ہی سو اس وجہ اللہ کے مراقبہ
کرنے والے کو وہ نور مثل ستارہ روشن اور تابان کے
دور سے ظاہر اور نمایان ہوتا ہی اور آہستہ آہستہ
نزدیک ہوتا ہی یہان تک پیشانی پر سجدہ گاہ کے مقام پر
پہنچکے تمام بدن مین پھیل جاتا اور گھس جاتا ہی مانند نور
بصری کے جو رنگ اور روشنی کو دریافت کرتا ہی خاصہ
اوس نور کا حق تعالی کی مرضیات کو دریافت کرنا ہی مانند
شجاعت کے کہ جنگ کے انصرام کے لئے مخلوق ہی اور
سخاوت کے کہ خلایق کے نفع پہنچانے کو مجبول ہی یہہ نور
واسطے دریافت کرنے رضا اوس تعالی کے ہی اور
طریق اوسکی وہ ہی کہ ہرگاہ قصد کسی کام کا کریگا یا کسی امر
کے طرف متوجہ ہوگا ایک تغیر نمایان اوس تجلی مین کہ
اوسکے کمال کے محاذی ہی ظاہر ہوگی اور اس قسم کی تغیر
ہوگی کہ اوس سے رضا یا نارضا کو سمجھنے سکتا ہی بعضے شخص
ایسے ہوتے ہین کہ معاملہ انکا قلب سے تجاوز نکر کے انکو
اوسی راہ سے رضا یا نارضا پر آگاہ کرتے ہین مثلا جب
قصد کرتے ہین کہ کوئی کام معین کو عمل مین لاوین اگر رضا اوسکے

ساتھہ متعلق ہی تب بشاشت اور شگفتگی دل مین
ان کے اور زیادہ رغبت اوس کام کے طرف دل مین
ان کے پیدا ہوتی ہی اور اگر نارضامندی اوسپر متعلق
ہی تب ملال اور بستگی اور نفرت اور گریز لاحق حال
اون کے ہوتی ہی اور وہ لوگ کہ حال انکا قلب سے تجاوز
کیا ہی اور بلند اور برتر مقامون مین پہنچے ہین سو وے رضا یا
نارضا کو حق تعالی کے بسبب حادث ہونے تغیرات کے
تجلی مین کہ وہ مبادی ان کے کمال کے ہی دریافت کرتے
ہین اور یہہ تغیر کہ تجلیات مین پیدا ہوتی ہی ذات پاک
حق جل وعلی کی اوس سے پاک اور مبرا ہی اوسکی
تفصیل یہہ ہی کہ آثار عامہ کہ ذات پاک بیچون اور بیچگون
سے صادر ہوتی ہی اوس آثار مین تغیر اصلا نہین ہوتی ہی
جیساکہ * اَلْآنَ کَمَا کَانَ * وصف اوسکی ہی ویسا ہی
بہ نسبت اوس آثار کے ایک وصف پر ہی کیونکہ ازل
سے ابد تک کبھی اوسمین تغیر اور تبدیل نہین ہی لیکن
امور خاصہ کی نسبت کر پس ایک طور کی تغیر ہوتی
ہی مثال اس تغیر اور عدم تغیر کی آفتاب ہی آفتاب

ایک وضع پر اور ایک جا پر ہی اور آثار عامہ اوسکے
حسب استعداد اور لیاقت اشیا کے نہایت مختلف ہوتے
ہین اور یہہ اختلاف آفتاب کی ذات یا وضع یا مکان کے
اختلاف کو مقتضی نہین ہوتی ہی اور روز قیامت مین اثر خاص
اوس سے مطلوب ہوگی اس واسطے وضع اور مکان
اوسکا متبدل ہوگا اور اہل محشر کے سر کے قریب
پہنچیگا ایسا ہی واسطے ظاہر ہونے آثار خاصہ کے تبدل
اور تغیر ہوتی ہی اور تغیر اور تبدل اوسکی ذات پاک
مین نہین ہی اوسکی شان برتر ہی اس سے بلکہ اسکی تجلی
کی صورت خاص ہوتی ہی اوس صورت مین تغیر ظاہر
ہوتی ہی اور یہہ تغیر اوسکی ذات مین نہین ہی اور تمثیل
اوسکی انسان ہی کیونکہ جو چیز کہ من کر کے بولا جاتا ہی
جسکی ہندی مین ہی یہہ جسم عنصری یعنے جو آب و آگ و
باد و خاک سے مرکب ہی نہین ہی کیونکہ بعد مرنے کے جسم
موجود رہتا ہی اور جو احکام کہ انسان پر مترتب ہوتا تھا سب
مبدل ہو جاتا ہی پس حقیقت انسانی کہ لفظ من کر کے
مشار الیہ ہوتا ہی بو اسطہ اس جسم عنصری کے مخفی

ہوا اور اوسکے ساتھہ وہ اتحاد پیدا کیا کہ جو معاملہ جسم پر ہوتا
ہی اوس حقیقت انسانی کے ساتھہ نسبت کیا جاتا ہی
مثلاً کہتے ہین کہ زید کے نزدیک گیا مین اور ملکر اوس سے
بیٹھا مین اور اوسکو ایسا ویسا کیا مین اور جب انسان مرگیا
باوجود باقی رہنے جسم کے اپنی حالت پر احکام مذکور سے
کوئی حکم اوس جسم پر نہین سرکتا ہی کرنے اوس وقت
کوئی نکہے گا کہ زید کے نزدیک گیا مین اور ملکر اوس سے
بیٹھا مین ایسا ہی ذات منزہ اوس بیچون اور بیچگون کی
کسی صورت اور لباس مین ڈھلک کر نمایان ہوتی ہی اتنا
فرق ہی کہ حقیقت انسانی کسی جسم کے ساتھہ مقید ہوتی
ہی اسواسطے نہین سکتی ہی کہ دوسرے جسم کے واسطے
سے اپنے احکام کو جلوہ گر کرے اور حضرت حق جل شانہ
کسی صورت کا مقید نہین ہی اپنے اطلاق پر باقی ہی یعنے
مقید نہین ہی جس صورت مین کہ چاہتا ہی کلام فرماتا ہی
اور اوس صورت مین تغیر ہوتی ہی اور اس سے
ظاہر ہوا کہ بندہ کو اپنے خالق کے ساتھہ وہ معاملہ کہ اخص خصوص
رکھتا ہی پیش آتا ہی لیکن اوس ذات سے دور تر رہتا

ہی سو اس بندہ باکمال کو رضا اور نا رضا حق تعالی کی ہر امر
مین معلوم ہوتی ہی اور کوئی متوہم نہوے کہ احکام شرعیہ
متفاوت اور متبدل ہونگے اسواسطے کہ احکام شرعیہ اوسی طور پر
ہی جس طور پر شارع سے ثابت ہوا اور یہہ رضا اور
نا رضا امور مباحہ مین پیش آوے گا مثلا اس بندہ کو معلوم ہوگا
کہ اس وقت فلانی جگہہ جانے مین خدا راضی ہی اور فلانی
جگہہ جانے مین ناراض ہی گو شرعا مباح ہو اور علی ہذا القیاس
ہر امر مین اوسکو بصیرت حاصل ہوگی اور یہہ دریافت
کوشش اور اجتہاد سے نہین ہی بلکہ بمنزلہ دیکھنے چشم
ظاہری کے ہی اور سالک کو جب یہہ کمال ہاتھہ لگتا ہی
تب مکالمہ کے مرتبہ مین فایز ہوتا ہی اور وہ ایک وجہہ سے
کلیم اللہ ہوتا ہی گو کلام حقیقی درمیان نہ آوے کیونکہ
سمجھنا مدعا اور مراد کا اشارے اور وضع سے ایک نوع
کلام کا ہی اور کبھی کلام حقیقی بھی ہوتا ہی اور جو مدعا اور
مراد کہ مدلول کلام سے خلاف ہی اوسکو بھی سمجھتا ہی
اور جب یہہ بندہ کامل رضا پر حق تعالی کے مطلع ہو کے کوئی
کام بموجب اوس رضا کے سرانجام دیتا ہی اور دیگا

اور کارگذاری اوسکی ظاہر ہوگی تب عنایت الہی
کثرت سے اوسکے حال پر جوش مارےگی اور عظماے
اوس بارگاہ کے خود سفارشی اور ساعی اوسکے
ہوئن اور مہمل اور بیکار چھوڑنا شخص کار آمدنی کو مخالف
ہمت کے ہی مقرر اوسکو کسی خدمت مین عزت بخشین
گے اور وہ خدمت حسب حال اوسکے ہوگی بعد اوسکے
وہ شخص اوسی خدمت پر ہمیشہ رہے گا یا ایک
منصب سے دوسرے منصب عالی پر ترقی کرتا ہوا ایسے
منصب پر پہنچیگا کہ اوپر اوسکے کوئی منصب واسطے اوسکے
نرہے اور اس مقام مین اہل ولایت کو پرتو نبوت کا
حاصل ہوتا ہی جس تقدیر مین کہ واسطے پہنچانے اون
کامون کے کہ اونپر منکشف ہوتا ہی مامور نہون اور اگر
پہنچانے مین مامور ہون تو بواسطہ پرتو رسالت کے
ترقی کرتے ہوئن اور اگر باوجود اسکے مخاصمہ اور مقابلہ
کا بھی حکم ہو تو پرتو اولوالعزمی پر مقرر ہوتے ہوئن اور اس
مقام مین بعضے خلیفتہ اللہ ہوتے ہوئن اور بعضے خلیفتہ اللہ نہین
ہوتے ہوئن خلیفتہ اللہ وہ شخص ہی کہ واسطے انصرام

سارے کام کے اوسکو مقرر کر کے مانند نایب کے
کرتے ہین اور جو شخص ایسا نہو سو وہ خلیفہ اللہ نہین ہی
اگرچہ کبھی کبھی وہ کام کہ ہاتھہ سے خلیفہ اللہ کے سرانجام
ہوتا ہی ہاتھہ سے دوسرے کے سرانجام کرواتے ہین
لیکن وہ دوسرا خلیفہ نہین ہوتا ہی ہان صاحب خدمت بالا
ریب ہوتا ہی اور مثال اوسکی ظاہر مین وہ ہی کہ کبھی
بادشاہ کار وزارت کا اپنے خواص سے لیتا ہی سو وہ
خواص ہرچند وزارت کا کام سرانجام دیا لیکن وزیر نہوا
اور یہہ راہ ولایت کے مقام کا انتہا ہی اور راہ ولایت
کی بعد اوسکے کچھ کمال نہین ہی واللہ اعلم تعالی شانہ *

چوتھا باب سلوک راہ نبوت کی طریق کے بیان مین اور اوس مین چھ افادہ ہی

* افادہ * بعد آراستہ کرنے اخلاق اور درست کرنے ملکہ قلبی کے اور ادا کرنے عبادات شرعی کے ساتھہ اوس طریق کے کہ باب ثانی مین معلوم ہوا راہ نبوت کے طالب کو اول جو چیز چاہئے سو مضبوط کر ناقدم کا ہی مقام توبہ مین اوسکی تفصیل وہ ہی کہ اول اس طریق کے طالب کو چاہئے کہ منہیات شرعی کو خواہ اعتقادیات کے قسم سے ہو خواہ افعال اور اقوال کے قسم سے خواہ اخلاق اور ملکات کے قبیل سے ہو خواہ عبادات مین افراط اور تفریط کے قسم سے ہو ان سب کو کتاب اور سنت سے تنقیح اور تفتیش کرے اگر آپ کتاب اور سنت کا عالم ہی تو فبہا اور نہین تو علماے متدینین سے استفسار کرے اور پوچھے بعد اوسکے حضرت حق کے انعام اور جواد مطلق کی تربیت اور پرورش کو کہ حق مین اس ذرہ بے مقدار کے مبذول ہوئی

ہی بار بار چشم ملاحظہ اور درست تصور کے ساتھ
ذہن مین خوب مضبوط کر کے جماوے اور کامل عجز اور
احتیاج کو اپنی طرف اوس بے نیاز کے اپنی بصیرت کی
آنکھ کے روبرو بار بار پیش کرے بعد اوسکے خلوت مین
بیٹھکر اپنے نفس مین ملاحظہ کرے کہ اس طرح کے منعم
حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی ناخوشی مجھہ ایسے عاجز بے
مقدار کے حق مین کہ سر سے پانون تک حاجت درجات
ہی کس قدر بد اور قبیح ہی اور اس معنی کو ذہن مین اپنے
ایسا جماوے کہ اوس منعم حقیقی کی ناخوشی ذہن مین اوسکے
قرار پکڑے یہان تک کہ اگر اوس ناخوشی کے واقع ہونے
کو تصور کرے تو اوسکے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاوین
پھر تہہ دل سے ایسا اعتقاد کرے کہ ساری منہیات شرعی
موجب اسی امر کے ہوتی ہین کہ اوسکے واقع ہونے کے
تصور سے رونگٹے بدن پر کھڑے ہوتے ہین پھر اس امر کو ذہن
مین اپنے مستحکم کرے یہان تک برائی اس منہیات کی عقل
اور قلب کو اوسکے گھیر لے اور باطن مین اوسکے بہ نسبت
اوس منہیات کے خوف اور وحشت پیدا ہو یہان تک

کہ صادر ہونے کو اوس منہیات کے اپنے سے بجاے
پر جانے اپنے مہالکہ مین جان اور مال اور آبرو کے تہہ دل سے
شمار کرے بعد اوسکے قرآن مجید کی عظمت کو تصور کرے
اور تہہ دل سے اپنے ملاحظہ کرے کہ یہہ ایک ایسی صفت
صفات ازلیہ ربانیہ مین سے ہی کہ اوسکو عالم امکان کے
ساتھہ کسی طور کی مناسبت نہ تھی حضرت حق تعالی نے
محض اپنی عنایت سے زبان عربی کے لباس مین اوسی
وصف ازلی اور کمال ذاتی کو اپنے نازل فرماکے اوسی کو
واسطہ درمیان اپنے اور درمیان بندون کے گردانا مانند
اوسکے کہ ایک بادشاہ عظیم القدر اپنی پگڑی کو تھامنیے اور
ایک کنارہ اوسکا اپنے ہاتھہ مین رکھے اور دوسرا کنارہ
ایک ایسے فقیر مفلس اور عاجز کے ہاتھہ مین کہ جسے ہرگز
لیاقت التفات بادشاہانہ کی نہ تھی دیوے اور اوسکو
فرمادے کہ جس وقت تجھکو کوئی حاجت پیش آوے
تو اسی پگڑی کو حرکت دیکے مجھکو اپنی حاجت پر خبردار کیا
کرنا کہ فی الحال تیری طرف توجہ کرونگا اور اپنی عنایت کو
صرف کرونگا سو اگر حال مین اس فقیر کے نیک تامل کیا جاے

اور قانون ادب سے تھوڑی سی غفلت اور چشم پوشی
کی جاے تو بر ملا کہا جاے کہ اگرچہ ہاتھہ مین فقیر کے ظاہرا ایک
کنارہ پگڑی کا ہی لیکن درحقیقت ہاتھہ مین اوسکے خود بادشاہ
اور اوسکی بادشاہت ہی القصہ اس کلام پاک کی
عظمت اور برائی ذہن مین اوسکے اوس حد کے ساتھہ
مضبوط اور مستحکم بیٹھے کہ جس وقت نظر مصحف کی
طرف کرے اور اوس کلام پاک کا علاقہ اوس مصحف
مین ملاحظہ کرے تو دیکھنے سے اوس مصحف کے آنکھہ مین
اوسکے چکاچوندھہ لگ جاوے اور سینہ اوسکا بسبب
عظمت اوس کلام کے پاش پاش ہوے پھر اگر یون
غور کرے کہ وہ کلام پاک بواسطہ مصحف کے قابو مین میرے
ہی جس وقت متوجہ ہوتا ہون اوسکو بے کلفت اپنی
زبان پر لاتا ہون اور جب قصد کرتا ہون بدون خرچ کرنے
مال اور جان کے ہاتھہ اپنا اوسپر پہنچاتا ہون اور اوسکو
اپنے سینہ پر رکھتا ہون البتہ اوسکو بسبب اس ملاحظہ
کے اپنے حال پر تعجب اور حیرت ہوگی مانند اوسکے کہ
ایک یاقوت چمکتا ہوا ہاتھہ مین کسی مفلس بے مایہ کے پڑا

ہو پس اگر اوسکو دیکھتا ہی تو نظر اوسکی اوس یاقوت
کی چمک سے خیرہ ہوتی یعنی چکاچوند سی لگ جاتی ہی اور
اگر افلاس اور کم مائگی کو اپنے ملاحظہ کرکے اپنے مالک ہونے
کو اوس یاقوت پر تصور کرے تو حیرت اور تعجب کے
میدان مین حیران اور سرگردان ہوتا ہی اور جب
عظمت اور برتری اس کلام پاک کی ذہن مین کماحقہ قرار
پایا اور وثوق ارتباط کو اپنے بسبب اسی کلام پاک
کے جناب مین اوس صمد بے نیاز کے خوب سمجھا چاہیے کہ
عزم توبہ کا کرے اور طریق اوسکی وہی کہ ایک دن
متبرک دنون مین سے اختیار کرکے مصحف مجید کو ہمراہ اپنے
لیکے ایک خالی مکان مین داخل ہوے اور الحاح اور زاری
زیادہ سے زیادہ جناب مین رب العالمین کے بجالاوے
کہ بارخدایا مین سب طرح سے عاجز ہون اور تو سب چیز پر
قادر توبہ کہ اول قدم راہ نبوت کا ہی مجھکو عنایت
فرما اور عنایات بیغایات اور کرم کو اپنے دیکھہ اور ملاحظہ
فرما اور میری نالایقی پر کہ استعداد اور لیاقت بھی تیرے
ہی ہاتھہ مین ہی مت دیکھہ * شعر * تو چون ساقی شوی درد

تنگ ظرفی نمی ماند * بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا *

یعنے جب تو ساقی ہو تو درد تنگ ظرفی کا نہین رہتا ہی

کیونکہ دریا کے انداز کے موافق ہوتی ہی وسعت ساحل

کے آغوش کی بعد اوسکے صلوٰۃ التسبیح بہ نیت کفارہ

سیات کے اور حاصل ہونے حقیقت توباہ کے کمال خضوع

اور توجہ قلب اور تاکید عزیمت سے ادا کرے اور نماز

کے اکثر ارکان مین اپنے دل کو طرف طلب تکفیر سیات

کے اور حصول حقیقت توباہ کے متوجہ رکھے بعد اوسکے

حضرت حق کی او نہین انعامون کو اور اوسکی ناخوشی

کی برائی کو اور منہیات شرعیہ سے کمال نفرت کرنے کو

ملاحظہ کرے اگر حالت مرتوسۃ الصدر یعنے جو اوپر مذکور ہوئی

باطن مین ظاہر ہوے اور اوسکے ظاہر اور باطن کو گھیر لیوے

اور تمام خیال اور قلب اور وہم اوسکا اوسی حالت

مین ڈوب جاے تو بہت اچھا اور نہین تو اس امر کو

دوسرے دن پر حوالہ کرکے پھر آوے پھر دوسرے دن

ایسا ہی کرے تاکہ وہی حالت رو دیوے بعد اوسکے اوسی

حالت کے درمیان مین کلام مجید کی عظمت کو اور اوسکے

ارتباط کی وثاقت کو درمیان اپنے اور درمیان رب العزت
کے ملاحظہ کرے جس وقت اوس کلام پاک کی عظمت
اور درمیان خدا اور خدا کے بندون کے اوسکی وساطت
اوسکے سینہ کو مالا مال کرے اور مسرت اور بہجت
اوس کلام پاک کی ملابست سے اوسکے سرور کے پیالہ
کو پر کرے تب وہ نظر کرکے کل تنظیم قلبی کے ساتھہ ملی ہوئی
ہوے مصحف مجید پر ڈالے اور کہے کہ بار خدایا اس کلام
پاک کو تیرے حضور مین اپنا شفیع کیا مین نے اور روسیاہ
اپنا ٹھہرایا مین نے اور اس دوری مضبوط مین تیری
اپنے کو محکم باندہا مین بعد اوسکے شریعت کے عزایم کی
اتباع اور اوسکی منہیات سے اجتناب بہ نسبت
اس طالب کے کہ بلا ضرورت رخص پر تمسک کرنا بھی
اوسکے حق مین جملہ منہیات سے ہی محترز ملاحظہ کرکے عقد
توبہ کا کرے تصویر اوسکی وہ ہی کہ جیسا کسی شخص نے
کسی فعل کے واقع کرنے کا یا کسی چیز سے پرہیز کرنے کا التزام
اپنے ذمہ پر کرتا ہی اور واسطے مضبوط کرنے اوس
التزام کے بڑی پیاری چیز کی قسم اوس پر یاد کرتا ہی

مثلا اگر مومن پاک ہی تو حق تبارک و تعالی کی قسم کھاتا
ہی اور اگر پیاری چیز نزدیک اوسکے فرزند یا مال یا آبرو یا
جان اپنی ہی تو قسم اونہین چیزون کی یاد کرتا ہی اور
اگر عاشق ہی تو اپنے معشوق کی قسم کھاتا ہی تو البتہ
نزدیک یاد کرنے اس قسم مغلظ کے ایک ہمت اوس
فعل کے واقع کرنے پر یا اوس فعل سے پرہیز کرنے پر تہہ
دل سے اوسکے مثل میخ فولادی کے اوتھتی ہی اور
اوسکے کلام کے ساتھہ آمیز ہو جاتی ہی کہ اوسکو عقد یمین
کہتے ہین * ایسا ہی ہمت قویہ تہہ دل سے اپنے نکال
کر اور قرآن مجید پر توسل کرکے اپنی زبان سے کہے کہ بار خدایا
تیری عنایت پر توکل اور بھروسا کرکے شرع کی تابعداری
کو اپنے اوپر لازم کیا مین اور شرع کے جانب کو نفس اور
مال اور جان اور آبرو اور فرزند اور عیال اور استاذ اور
پیر اور اقا اور جمیع مخلوقات کی جانب پر ترجیح دیا مین بار خدایا
مین محض عاجز ہون تیری عنایت پر بھروسا کرکے التزام اس
امر عظیم کا اپنے ذمہ پر کیا ہون سو محض کرم سے اپنے اس
عقد کو پورا کرو ابعد اوسکے اوسکو علی الدوام عقد تو باہ

کی رعایت کے ساتھہ التفات ضرور ہی اسطور پر
کہ حضور مین بادشاہ کے جو قادر علی الاطلاق اور بھید اور
چھپی باتون کا جاننے والا سخت عذاب کرنے والا جلد
بدلا لینے والا ہی اس عقد کو باندھا ہون مبادا کہ سر مو اوس
سے تجاوز کردن اور داغ عہد شکنی کا پیشانی پر میرے
ہمیشہ باقی رہی مانند اوسکے کہ ایک شخص محکمہ مین
بادشاہ عالیشان صاحب قدرت اور ذو انتقام کے
مچلکہ دیا ہو کہ فلانی چیز کرون گا اور فلانی چیز نکرونگا اوسکو
البتہ ہر حرکت اور سکون مین اور ہر قول اور فعل مین ملاحظہ اوس
مچلکہ کا رہتا ہی یعنی جس وقت قصد کسی فعل کا یا کسی
قول یا کسی حرکت یا سکون کا اوسکے دل مین خطور کرتا
ہی تو اول اوسکو ترازو عقل مین اپنے تولتا ہی کہ یہہ
موافق اوس نوشتہ کے ہی یا مخالف اوسکے بعد
اوسکے اوس کام کو کرتا ہی * اور بھی اوسکو چاہتا ہی کہ
خصوصیت زیادہ اور مناسبت قویہ بہ نسبت قرآن مجید کے دل مین
اپنے مستحکم کرے مثل مناسبت طالب کے اپنے
مرشد کے ساتھہ مثلاً جو شخص طریقہ قادریہ مین قصد بیعت

کا کرتا ہی تو البتہ اوسکو جناب مین حضرت غوث الاعظم
کے ایک اعتقاد عظیم بہم پہنچتا ہی اور جس وقت وہ
بیعت و قوع مین آتی ہی تب اوسکو سابق سے زیادہ
اعتقاد ہوتا ہی بلکہ اپنے کو اس جناب کے غلامون کے زمرہ
مین سے سمجھتا ہی ایسا ہی قرآن کی عظمت کا اعتقاد اگرچہ
ہر ایمان والے پر واجب ہی لیکن اس طالب کو اوس
کلام پاک کے ساتھہ ایک مناسبت دوسری ہاتھہ
لگی بعد اوسکے اسی توبہ کو ہاتھہ پر ایسے عزیز کے کہ کتاب
اور سنت پر چلنے اور بدعت سے بچنے مین اوس
جزو زمان مین اپنے ہم جنسون مین سے ممتاز ہو اظہار
کرے پس قرآن مجید کو اپنا شیخ حقیقی جانے اور اوس
عزیز کو شیخ ظاہری سمجھے پس لابد کہ قرآن مجید کو اصل سمجھیگا
اور عزیز کی تابعداری کو فرع اوسکا اور پر ظاہر ہی کہ
جب فرع اور اصل آپس مین متعارض ہوتے ہین
یعنے اصل اور فرع مین اختلاف ہوتا ہی تو فرع درجہ
اعتبار سے ساقط ہوتا ہی یہہ ہی تصویر مقام توبہ
کی ایسے وجہ پر کہ مناسب اس طریق کے ہی اور اس

مذہب سے توبا ہ کرنے مین فایدے بہت عظیم اور منافع
کثیر ہین اور ان مین سے جو عمدہ فایدہ ہی سو حاصل ہونا
استقامت کا ہی تو باہ مین تفصیل اوسکی وہ ہی کہ تجربہ
صحیحہ سے ثابت ہوئی ہی اور آزمودہ ہی کہ جس
وقت کوئی طالب ہاتھہ پر کسی عزیز کے بیعت کرتا ہی
عنایت خدا کی بسبب وجاہت اوس عزیز کے اوس
طالب کے طرف متوجہ ہوتی ہی اور اوسکو گناہون
کے مواقع سے اور منہیات کے مضنون سے طرح طرح
کے حیلہ غیبیہ سے باز رکھتی ہی اور یہہ امر دو وجہ سے ثابت
ہوتا ہی ایک وہ ہی کہ وہ عزیز باوجود وجاہت عند اللہ
کے کامل النفس قوی التاثیر صاحب کشف صحیح ہو پس
حق جل وعلی اوسی عزیز کو واقع ہونے پر اوس طالب
کے منہیات کے مضنون مین مطلع کرتا ہی اور گناہ سے بچانے
کے لیئے اوسکو امر کرتا ہی پس وہ عزیز کسی تدبیر سے
خواہ خواب مین خواہ بیداری مین درمیان اوس طالب
کے اور اوس معاصی اور قبایح کے حایل ہوتا ہی * اور
دوسرے * وہ کہ حق تعالی اپنی عنایت کے سبب سے

اوس عزیز کے طرف غیب الغیب سے ایک لطیفہ ظاہر کرتا ہی
کہ موجب حفظ کا اوس طالب کے ہوتا ہی اور یہہ لطیفہ
بوجہ من الوجوہ اوس عزیز کے طرف نسبت کیا جاتا ہی
گو کہ وہ عزیز اوس معاملہ پر اطلاع نرکھتا ہو بلکہ ظاہر ہونا
اس لطیفہ کا ایسے وجہ پر کہ اوس عزیز کے طرف منسوب
ہو محض واسطے بڑھانے وجاہت اوس عزیز کے پردہ
غیب سے ظاہر ہو اجیساکہ منقول ہی کہ حضرت یوسف
علیہ السلام جب زلیخا کے ساتھہ خلوت مین تنہا ہوے
اور وہ عاشقہ تباہ حال طامع وصال کی ہوئی صورت حضرت
یعقوب علیہ السلام کی اپنی انگلی کو دانتو نین پکڑے ہوئے آگے
حضرت یوسف علیہ السلام کے نمودار ہوئی اور باعث برہم
ہونے کی اوس معاملہ کے ہوئی حالانکہ حضرت یعقوب
علیہ السلام کو اصلا یوسف علیہ السلام کے حال سے آگاہی
نہ تھی بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت حضرت
یعقوب علیہ السلام کے ظاہر ہو کے اوس معاملہ کو برہم درہم
کر دیا جب یہہ دو نو وجہ ذہن نشین ہوئین پس جانا چاہئے کہ یہہ
دو نو طریق قرآن مجید مین ایک ایسی وجہ پر متحقق ہی

کسی ایک مین ممکنات سے متصور نہین ہی کیونکہ
حقیقت قرانی ایک امر ہی امور قدسیہ مین سے کہ کسی
ایک کے ساتھہ حقایق امکانیہ سے مشابہت نہین
رکھتی ہی کیونکہ وہ مثل برزخ کے ہی درمیان واجب
اور ممکن کے اور وجاہت اوسکی عند اللہ اوس حد پر
کہ کسی کو دریافت کرنا اوسکا ممکن نہین ہی اور اوسکے
حاصل ہونے کی تو کیا جگہہ کیونکہ یہہ کلام صفات ازلیہ اور
کمالات ذاتیہ سے حضرت حق کے ہی اور جو علاقہ کہ درمیان
صفات اور ذات کے ہی تصور مین نہین آسکتا ہی
پس ضرور ہی کہ عنایت حضرت حق کی طرف حفاظت
اس طالب کے بہت اچھی وجہون کے ساتھہ مبذول
ہوگی خواہ بطریق اول خواہ بطریق ثانی کے یعنی حفاظت
اوس طالب کی یا اس طور پر ہوگی کہ طرف سے اوسی
حقیقت قرانی کے کہ نور مقدس ہی درمیان اوس
طالب کے اور منکرات کے کسی وجہہ سے ہو خواہ
خواب مین یا بیداری مین حایل ہوگی یا اس طریق پر کہ حق
جل وعلا ذات پاک سے اپنے بواسطہ ملایکہ عظام کے

بارواح مقدسہ کے قران کے توسل کی برکت کے
سبب سے محافظت طالب کی کریگا ٭ ۲ افادہ ٭
جب طالب راہ نبوت کا مقام تو باہ مین راسخ القدم
ہوا اوسکو لازم ہی کہ قدم ہمت کا ذکر ایمانی اور مراقبہ
صمدیت کے مقام مین مضبوط کرے لیکن ذکر ایمانی سو طریق
اوسکی وہ ہی کہ اول تحقیق معانی لغوی قران اور اذکار
منقولہ اور دعائین ماثورہ کی کرے اگر عربی کے فن کو آپ
جانتا ہی تو بہت اچھا ہی والا اس امر کو اس فن کے
محققون سے جو اعتبار والے اور ہاتھہ اور آنکھہ والے
ہون استفسار کرے یعنی پوچھے اور لغوی معنے کے حاصل
کرنے مین بجز لغت عرب اول کے کسی طرف التفات
نکرے اور فن ادب کے جاننے والون کی موشگافی پر
کہ اپنے کو فضیلت نمائی کے لئے محقق قرار دیکے اہل اسلام
کے جم غفیر پر راہ مقصود کی مارے ہین فریب نکھاوے
کہ وہ بدعت محض اور ضایع کرنا عمر کا لہو لعب مین ہی
٭ بیت ٭ ترسم نرسی بہ کعبہ ای اعرابی ٭ کین رہ کہ تو
میروی بترکستان است ٭ ڈرتا ہون کہ نہ پہنچے گا تو کعبہ

مین ای اعرابی کیونکہ یہہ راہ کہ تو جاتا ہی ترکستان کی
ہی بعد اوسکے خلاصہ اس معنی کا اور تفصیل اس مضمون
کی اوپر اوس وجہہ کے کہ اول باب مین مذکور ہوا ملاحظہ
کرے اور اوسکو تہہ دل مین مستحکم کرے اور ہمراہ
اس ملاحظہ کے تلاوت قرآن کی ساتھہ اذکار اور دعائین
ماثورہ کے میانہ آواز سے اکثر وقتون مین شروع کرے
اور لیکن جہر مفرط یعنی زیادہ چلا کر اور اخفاے مفرط سو بعضے
وقتون مین مقید رہتا ہی اور عادت کرنا اوسپر چند ان
منفعت نہین بخشتی ہی اور جہر مفرط کی حد اذان اور
تابیہ سے سمجھا چاہئے اور اخفا کی حد کو کان سے تصور کیا
چاہئے اور حد وسط یعنی میانہ کو اوس کلام سے کہ لوگون
کے درمیان ادب اور تمیز والون کی مجلسون مین واقع
ہوتا ہی قیاس کیا چاہئے اور جانا چاہئے کہ مقصود ذکر
ایمانی سے فقط کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس کا وقتون کے
ضبط کے ساتھہ نہین ہی بلکہ مقصود اوس سے حادث
ہونا اوسی حالت کا ہی جو پہلے باب مین مذکور ہوا پس
جس وقت کہ وہ حالت پائی جاے اوس ذکر کو ذکر ایمانی

سمجھا چاہئے لیکن بدون پائے جانے اوس حالت کے سو
اوس ذکر کو جملہ ریاضات نفسانیہ سے سمجھا چاہئے حاصل
کلام ذکر ایمانی مین چند ان زیادتی اور اکثار نچاہئے کرنے
کہ طبیعت ذاکر کی ملال مین ڈالوے اور سرد اور
سست ہو جاوے بلکہ آہستہ آہستہ نفس کو اوسمین
خوگر کیا چاہئے اور لیکن مراقبہ صمدیت کا سو جانا چاہئے کہ
اس مراقبہ کی مبادی یعنی شروع کی بنیاد جیسا کہ باب
اول اور ثالث مین مذکور ہوا حق کے انعامون کا اور اوس
قادر مطلق کے عجایب قدرت کا ملاحظہ کرنا ہی لیکن
سرور اور خوشی کا بر انگیختہ ہونا اور اپنے قصور اور
احتیاج کو دیکھنا اور حضرت حق کی عظمت کا کھلنا اور اوس
حکیم مطلق کی حکمت کا اعتقاد کرنا کہ مراقبہ صمدیت کا مقرر
یعنی ٹھکانا ہی مبادی احوال مین یعنی ابتدا مین بسبب ملاحظہ
انعامات مشترکہ اور تاثیرات عادیہ کے پیدا نہین ہوتا
مثلاً اوتار نامیہہ کا اور اوگانا زراعت کا ہر چند بڑی نعمتون
مین سے ہی لیکن چونکہ اس نعمت مین سارے انسان
شریک ہین اس امر کے ملاحظہ سے شخص عامی کو وہ

حالت کہ اوپر مذکور ہوی حادث نہین ہوتی ہی اور ایسا
ہی پیدا کرنا آسمان اور زمین کا اور موجود کرنا اجرام
نیرہ علویات کا یعنی سورج اور چاند اور تارون کا اگرچہ
بڑی نشانی قدرت ظاہرہ کی اور عمدہ اثار حکمت باہرہ
کی اور بڑی علامت عظمت قاہرہ کی ہی لیکن چونکہ یہہ امور
مذکور اکثر اوقات سامنے انسان کے دیکھائی دیتے ہین
اس سبب سے اس امور کے ملاحظہ سے ذہن انسان
کا حضرت حق کے کمالون کیطرف انتقال کرتا نہین یعنی
جاتا نہین اسواسطے طالب پر لازم ہی کہ نعمتین خاصہ کو
کہ اس پر یا اسکے سے لوگونپر فایز ہوئی اور عجایب قدرت
کو کہ خلاف عادت ظہور کی ہو اور امثال اس امور کے
ملاحظہ کرے اور اون قصون کو کہ اسیطرح کے مضامین
پر مشتمل ہو مرۃ بعد اخری گوش ہوش سے اپنے سنے
اور اوسکو بار بار اپنی بصیرت کے روبرو حاضر کرے
اور ساعت بساعت اپنے کو دریای عظمت مین اوس
عظیم بالاستحقاق کے اور بادیہ نعمت مین اوس منعم علی الاطلاق
کے متحیر کرے تا سرشتہ صمدیت کے مراقبہ کا ہاتھہ لگے

اور جب مراقبہ صمدیت کا اوس وجہہ پر کہ باب اول اور ثالث مین مذکور ہوا ذہن نشین اوسکے ہو تب اوسکو ذکر ایمانی کے ساتھہ ممزوج کرے یعنی ملا دے اور اگر ممکن ہو اثنائے ذکر ایمانی مین مراقبہ صمدیت کا کرے والا بعضے وقت ذکر مین اور بعضے وقت فکر مین صرف کرے اور ابتدا مین فکر سے ذکر کا اہتمام زیادہ کرے اور ذکر ایمانی سے مراقبہ صمدیت کے لئے موئدات ہین کہ بسبب اوس موئدات کے ذکر اور فکر رونق پاتا ہی اور اثار اوسکا برے زور سے سرعت کے ساتھہ ظہور کرتا ہی اور موئدات مین سے اوسکے برے زور کا موید خلق اللہ کی خدمت ہی خصوصا خدمت یتیمون کی اور مسکینون کی اور مفلسون کی اور حاجت روائی حاجت مندون کی اور خبر گیری مریضون کی حاصل کلام سعی کرنا حق مین اوس شخص کے کہ اپنی حوایج کے حاصل کرنے سے عاجز ہی اور مطلب حاصل ہونے کے دروازے موندہ پر اوسکے بند ہین حاصل کلام جب ذکر اور فکر پر ہمیشگی کریگا البتہ سعادت دارین کے خزانے کی کنجی کہ حب ایمانی

ہی سپرد اوسکے ہو گی اور پیدا ہونا اس حب کا علامت
پوری ہونے کی ذکر اور فکر کے ہی یعنی بسبب اس حب
کے معلوم ہوتا ہی کہ ذکر اور فکر اپنے کمال کو پہنچیگی
٣ افادہ جب حب ایمانی اپنے کمال کو پہنچتی ہی تو
غرور ہی کہ طایر بلند پرواز ہمت طالب کا مشہور تر علا
متون پر اس راہ کے کہ فنا ہونا ارادون کا ہی پہنچیگا جیسا کہ
باب اول مین مذکور ہوا اور حاصل ہونا اس کمال کا علامت
کامل ہونے کی حب ایمانی کے ہی جانا چاہیے کہ خالی ہونا نفس
کا ارادے سے راہ نبوت مین بمنزلہ شغل نفی کے ہی
راہ ولایت مین کیونکہ یہہ دونو شغل اصل الاصول یعنی
جز اس دونو طریق کی ہی اوسکا بیان وہ ہی کہ راہ نبوت
کے سلوک کا کمال جو ہی ہوشدت سے منقاد اور فرمان
بردار ہونا اور علاقہ عبودیت اور بندگی کا مستحکم ہونا ہی
اور پر ظاہر ہی کہ اپنے کو مثل پتھر اور لکڑی کے اپنے مولا
کے ہاتھہ مین قرار دینا اور تختہ نفس کو اپنے ارادے اور
قصدون کے نقش سے پاک کرنا پرلے درجہ کی فرمان برداری
اور نہایت مرتبے کی مضبوطی عبودیت کے علاقہ کی ہی

ہان بعضے وقت بعضے بندہ فرمان بردار بسبب دخل دینے
اپنی عقل اور تدبیر کے ایک وجاہت اور عزت حاصل
کرتے ہین لیکن اس وجاہت کا حاصل ہونا اوسی تقدیر پر
متصور ہی کہ غلام اپنے مولی سے زیادہ عاقل ہو پس وہ
مولی بعضے چیزون کا امر فرماتا ہی اور یہہ غلام خیرخواہ اپنی
فطرت کی ذکا سے جانتا ہی کہ بجالانے مین اوس امر کے
ایک کارخانہ مولا کے کارخانون مین سے برباد ہوگا پس
اگر یہہ غلام ایسے وقت مین بھی امتثال امر پر اکتفا کرے
* ف * یعنے یون سمجھے کہ برباد ہوا تو مجھے کیا مجھکو جیسا حکم
دیا ویسا کیا انتہی اور عقل اور فہم کو اپنے دخل نہ دیوے البتہ
راہ ملامت اور عتاب کی اپنے اوپر بند کیا ہوا اور اگر اپنی
عقل اور فہم کے موافق اوسمین کچھ دخل دیوے اور
اس مداخلت کے سبب سے کوئی معاملہ مولا کے معاملون
مین سے برہم درہم نہوے سو اگرچہ شرعا عتاب اور
ملامت کا محل ہوگا لیکن اپنے مولا کے معاملہ کی درستگی کی
سعی کے سبب سے کہ علامت خیرخواہی کی ہی وجاہت
اور عزت اپنے مولا کے پاس پاویگا اور جس وقت یہہ

معاملہ عبو دیت اور غلامی کا درمیان بندہ جاہل اور نادان
اور درمیان مولای حکیم اور دانا کے جو بھید اور چھپی چیزون
کا جاننے والا ہی درمیان اوسے تو ایسے مقام مین سوائے
فرمان برداری اور حکم بجاآوری کے راہ ناپنا اپنے کو گناہ
اور مہلکہ مین ڈالنا ہی اور اس جگہہ ایک باریک بات کہ
جاننا اوس کا اس مقام مین پر ضرور ہی اور وہ تخلی ارادت کی
اقسام ہی یعنے خالی ہونا ارادے سے کئی قسم پر ہوتا
ہی پس جانا چاہئے کہ تخلی ارادت کی تین قسم پر ہی
* پہلی قسم * اور وہ راہ ولایت کے سالکون کو مقصود
رہتی ہی اور وہ تخلی پہلی قسم کی عبارت ہی خواہش
اور ارادے کے باطل ہونے سے اوسکا بیان یون
ہی کہ انسان کو مقام فنا مین کمال رسوخ پیدا ہونے کے
سبب سے رغبت اور خواہش سب چیزون کی باطل
ہو جاتی ہی اور بسبب انکشاف یعنے کھلنے توحید افعالی
کے عزم و ارادے کی جڑ منقطع ہو جاتی ہی سو یہہ لوگ
اپنے کو مثل لکڑی یا پتھر کے ہاتھہ مین تقدیر کے جانتے ہین
اور مثل جماد کے یعنے ٹھکری اور پتھر کے از خود رفتہ

رہتے ہیں پس گویا کہ اپنے کو بھول گئے ہیں * دوسری قسم * اور وہ راہ نبوت کے سالکون کو نصیب ہوتی ہی اور وہ عبارت ہی تابع کرنے سے اپنے ارادے کے حق تعالی کے ارادے کا بیان اوسکا یون ہی کہ یہہ لوگ رغبت اور خواہش اور شہوت سے خالی نہین ہوتے ہیں اور عزم و ارادہ انکا بالکل باطل نہین ہوتا ہی بلکہ امور مرغوبہ کیطرف رغبت اور مکروہات کے پیش آنے سے نفرت دل سے ان کے جوش مارتی ہی لیکن اپنے مولا کی رضا کے لئے اوس خواہش اور رغبت اور کراہت اور نفرت کو بدون اپنے مولا کے حکم کے جاری نہین کرتے ہیں اور اپنے ارادے کو اپنی طبیعت کی خواہش کے موافق ہرگز استعمال نہین کرتے ہیں اور یہہ سب محض اپنے مولا کی رضا کے طلب کے لئے اپنے اوپر پسند کرتے ہیں * تیسری قسم * اور وہ ایسے لوگون کو نصیب ہوتی ہی کہ راہ نبوت کے برے برے منصبون پر فایز ہوے ہیں اور وہ عبارت ہی اپنے ارادے کو معطل اور بیکار کرنے سے واسطے انتظاری پہنچنے امر کے اپنے مولا کی

جانب سے اوسکا بیان وہ ہی کہ جب عالی منصب والون پر
یہہ رحمت ربانی اور حکمت یزدانی کی راہ منکشف
ہوتی ہی یعنے تہہ دل سے اپنے پہنچانے ہین کہ جو کچھ انسب
اور اولی ہی اوسیکو حکمت خدا کی تقاضا کرتی ہی اور
ب اور اولی مین سے کسی چیز کو اوسکی حکمت نہین
چھوڑتی ہی اور مجھسے فرمان بردار بندون کو رحمت الہی
ہرگز مہمل اور بیکار نکریگی بلکہ جو کچھ انسب اور اولی حق
مین مجھہ بندون کے ہی اوسی کام مین ہمکو لگاویگا اور
اوسی چیز کا ہمکو حکم کریگا اسواسطے عقل اور ارادے
کو اپنے خدا کے کارخانون مین دخل دینا محض لغو اور بیہودہ
ہی پس جو شخص اوس مولای حکیم اور رحیم اور علیم
کے فرمان بردار غلامون کے زمرے مین داخل ہووے
کام اوسکا یہی ہی کہ عقل اور ارادے کو اپنے اوسکے کار
خانے مین دخل نہ دیوے بلکہ اپنے مولا کے چہرے پر ٹکی لگاکر
اوسکے حکم کا منتظر رہے اور اپنے مولا کی خدمتون مین سے
کسی خدمت معین کو اپنی جانب سے اپنے اوپر لازم نہ
شمار کرے اور شعار اپنا نکرے بلکہ مثل خدمتگار کے

ہمیشہ حضوری اور ملازمت کو شعار اپنا کر کے اور اوضاع
اور اطوار سے اپنے مولا کے اوسکی مرضی پہنچان کے ہمیشہ
اوسکی نظر کے سامھنے اپنے کو حاضر رکھے اور ہمیشہ اوسکے
حکم کے پہنچنے کا منتظر رہا کرے تا جو امر کہ اوسکے مولا کی
جانب سے صادر ہووے اوسی امر مین کمال چستی اور
چالاکی کے ساتھہ دراوے ۴ فایدہ ۴ جب فنا سے
ارادہ کا اپنے کمال کو پہنچتا ہی اور علامت کمال کی طالب
کا داخل ہونا ہی زمرہ مین محدثین اور شہدا کے تب
مراقبہ عظمت کا کرتا ہی بیان اوس کا وہ ہی کہ جیسا راہ
ولایت کے سالکین پہلے یاد داشت کے ملکہ کی تحصیل مین
کوشش کرتے ہین یعنے حضرت حق کی جانب ہمیشہ متوجہ
رہتے ہین اور بعد اوسکے کہ ملکہ یاد داشت کا صاحب نفس
مین ان کے قرار پکڑتا ہی تب اوسکو بعضے صفات کے
ساتھہ ملاتے ہین مثل احاطہ کے سارے موجودات پر یا
ظہور کے مظاہر متعددہ مین یا صدور یعنے صادر ہونے کثرت
کونیہ کے اوس ذات سرچشمہ برکات سے یا قرب
اور معیت وجودیہ کے اوس طالب کے ساتھہ ایسا ہی

اس راہ نبوت کے طالب کو چاہئے کہ بعد حاصل ہونے ملکہ
یاد داشت کے سلطنت اور حکومت کی صفت مضموم کرنے
یعنے ملاوے اور مضمون ٭ وَلَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي
الْأَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ ٭ کو یعنی اوسیکا راج ہی
آسمانون مین اور زمین مین اور اوسیکا ہی جو بسیرا ہے
رات مین اور دن مین اور وہی اللہ آسمانون مین ہی
اور زمین مین جانتا ہی چھپی اور کھلی چیزون کو تمھارے
ملاحظہ کرے اور رحمت اور قرب علمی کو پیش نظر اپنے
رکھے اور اوسکی سلطنت اور حکومت کے پھیلنے کی
کشادگی اور پھیلاوے کو آسمان اور زمین اور جنگل اور دریا
اور آبادی اور ویران اور بسیط اور مرکب پر اور اپنے
اندر اور باہر برابر معلوم کرے پس جو حرکت اور سکون
کہ اوس سے یا اوسکے غیر سے صادر ہووے اوس
حرکت وسکون کے دیکھتے ہی تہ دل سے اوسکے یہہ
مضمون ظاہر ہووے کہ اسکو حق تبارک وتعالی جانتا ہی
اور دیکھتا ہی اور اپنے کو خلوت مین اور جلوت مین بلکہ

سب حالت مین تنہا نجائے بلکہ حال اوسکا مثل حال اوس شخص
کے ہوے کہ جسکے ہمراہ ہمیشہ ایک شخص رہتا ہی
اور وہ شخص اوس شخص کا باپ بھی ہی اور مربی
بھی ہی اور ولی بھی ہی اور بادشاہ بھی ہی اور آقا بھی
ہی اور استاد بھی ہی اور پیر بھی ہی اور دوست بھی
ہی اور محبوب بھی ہی اور محض قرب وجودی پر اکتفا
نکرے یعنی محض اتناجاننا کہ وہ شخص ہمراہ ہمارے موجود
ہی اس راہ مین کفایت نہین کرتا ہی بلکہ یہہ بھی جانے کہ
وہ شخص دیکھتا ہی اور سنتا ہی اور مطیع کی اطاعت
اور مخلص کے اخلاص کو قبول فرماتا ہی اور اوسپر تحسین
وآفرین کرتا ہی اور ثواب جزیل عقبی مین اور عزت اوو
وجاہت دنیا مین اوسپر عطا فرماتا ہی اور اوسکو اپنے
خاصون کے زمرے مین سے شمار کرتا ہی اور نافرمان کے
گناہ کو رد کرتا ہی اور اوسپر لعنت اور پھٹکار بھیجتا ہی
اور عذاب سخت دنیا کی رسوای کے بعد اوسکو نصیب
ہوتا ہی اور اوسکو زمرے مین ناشکرون کے شمار کرتا ہی
اور بڑے بڑے گناہون کو آسان عبادت کے سبب

سے کہ کمال اخلاص اور بڑی فرمان برداری کے ساتھہ ملی
ہوئی ہو معاف کرتا ہی اور بڑی بڑی عبادتون کو ادنی
معصیت کے سبب سے کہ ملی ہوئی ساتھہ خبث نفس اور
مخالفت حق کے ہو حبط کرتا ہی یعنے برباد کرتا ہی حاصل
کلام نکتہ گیری اور نکتہ نوازی اوسکی شان ہی بجا ہے تو
کہ مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ راہ نبوت کے طالب کو
لازم ہی کہ اس مضمون کو تفصیل کے ساتھہ ذہن مین اپنے
تصور کرے حاشا وکلا یعنے ایسی بات نہین ہی کیونکہ
تصورات عقلی سے کیا کام نکلتا ہی بلکہ مقصود وہ ہی کہ حال
اوس طالب کا تمامی احوال مین مثل حال اوس شخص کے
کہ جسکے ہمراہ ایک شخص ایسا کہ صفات مرقومہ کے
ساتھہ موصوف ہو ہی اور ایسے ہی خدا کی سلطنت کے
بھیدونے کی کشادگی کے ملاحظہ سے اتنا ہی مقصود نہین
ہی کہ اسکو اپنے ذہن مین تصور کرکے فقط اعتقاد عقلی
کرے بلکہ مقصود وہ ہی کہ جیسا کہ انوار آفتاب کا ہر ذرے
مین ریگستان کے ذرون مین سے اور ہر موج مین بحر خار
کے موجون مین سے چمکتا ہی اور دیکھنے والے کو مثل دریاے

نور موج مارنے والے کے خیال ہوتا ہی ایسا ہی تدبیر واحد
فیض رحمانی کو سارے موجودات پر پھیلی ہوئی ہی ہر ذرے
مین جہان کے ذرون مین سے جلوہ گر ہووے اور ایک ہی
تاثیر علویات اور سفلیات مین یعنے آسمانی اور زمینی
چیزون مین اکٹھے اور الگ الگ نمودار ہووے مثلاً جس
زمین کے ٹکڑے کے اوپر اور آسمان کے جس ٹکڑے
کے نیچے کھڑا ہوتا ہی مثل حال اوس شخص کے ہووے
کہ ایک شخص اوسکے ہاتھہ کو پکڑے کے دریاے زخار کے
مقابل آسمان و زمین کے بیچ مین لٹکاوے پھر اگر وہ شخص
دریا کو دیکھتا ہی تو اوسکو اپنے بوجھہ کے برداشت کے
قابل نہین معلوم کرتا ہی اور اگر ہوا کو دیکھتا ہی ایسا ہی
جانتا ہی اور اگر آسمان کو دیکھتا ہی تو پہنچنا اپنا اوسپر
دشوار جانتا ہی پس سبب ثبات اور ٹھہرنے کا اپنے
سوائے اوس شخص کے دوسری چیز ذہن مین اوسکے
نہین آتی ہی سو تہ دل سے اپنے جانتا ہی کہ جب تک وہ
شخص میرے ہاتھہ کو پکڑے ہوئے ہی کسی چیز کی مضرت
خواہ بحر زخار کے موجون سے ہو خواہ ہوا ؤن کے گرداد

سے ہو مجھہ تک پہنچے نہین سکتی ہی اور اگر وہ شخص
ہاتھہ کو میرے چھو تر دے تو سارا عالم جگہہ ہلاکت کی
میرے ہی کیونکہ جس موج پر دریا کے گرونگا البتہ ڈوب
جاونگا اس امر مین موجون مین سے کسی موج کو امتیاز نہین
ہی اور یہہ ملاحظہ ذہن مین اوسکے اتنا مستحکم ہووے کہ
اگر شیر زیان یا ہاتھی مست اوسپر حملہ کرے یا دشمن
اوسکا ننگی تلوار اوسکے گلے پر رکھے تو اوس حالت کے
درمیان مین وہ طالب تہ دل سے اپنے جانے کہ جب تک
حق تعالی می فظت کا ہاتھہ مجھہ سے نہ اٹھاویگا تب تک کوئی
مضرت مجھکو ان چیزون کی اگرچہ بادی النظر مین پہنچنا
مضرت کا یقینی ہو نہ پہنچیگی اور جسوقت وہ حافظ مطلق
می فظت کا ہاتھہ میرے سر سے اوٹھالیگا ہر چوٹی پایال
اور مکھی بدحال کہ میرا ساتھہ کریگی ہلاک کرنے مین میرے
کفایت کرتی ہی اسواسطے اس طریق کے پیشوا لوگ
کہ اس مراقبے کے خلاصے مین پہنچ گئے ہین مثل انبیاء کرام کے
اور ان کے وارثون کے زبردست سلاطینون کے
ساتھہ باوجود قلت معین و مددگار کے مقابلہ کئے ہین چنانچہ

قصہ حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کا مشہور و معروف
ہی نجانے تو کہ مقصود اس کلام سے وہ ہی کہ اوس
طالب پر خوف یا اطمینان بسبب نزدیک ہونے اسباب
ہلاک کرنے والی چیزون کے اور بسبب دور ہونے
اوسکے اصلا ظاہر نہین ہوتا ہی کیونکہ یہہ امر یعنی نہین عارض
ہونا خوف یا اطمینان کا لوازم بشریت سے نکل جانا
ہی اور نکل جانا لوازم بشریت سے وارد نیامین خصوصا
حق مین راہ نبوت کے طالبون کے کہ خلاصہ اوس راہ نبوت کا
فطرت انسانی کی تکمیل ہی متصور نہین ہی بلکہ مقصود
وہ ہی کہ جو خوف اور اطمینان کہ تہ دل سے پیدا ہو اور عقل
و ہوش کو اوسکی پراگندہ کرے اوس طالب پر بسبب
پیش آنے اسباب مہلکہ کے اور دور ہونے اوسکے
عارض نہین ہوتا ہی بخلاف خوف اور اطمینان طبعی
کے یعنی خوف قلبی نہین ہوتا ہی اور خوف طبعی ہوتا
ہی اور ایضاح اس امر باریک کا یعنے تمیز درمیان خوف
قلبی اور طبعی کے بدون ایک تمثیل کے حاصل نہین ہونے
سکتی ہی پس کہتا ہون کہ جیسا ایک شخص ایک لکڑی

کو اپنے ہاتھہ مین لے اور اوس لکڑی کو اپنے بیٹے کی آنکھہ
کی طرف متوجہ کرے اور کہے کہ مین آنکھہ مین تیری ہرگز
نچبھادونگا مجھکو صرف امتحان تیرا مقصود ہی پس ضرور
جب تک وہ لکڑی اوسکی آنکھہ سے دور ہی تب تک
کسی نوع کی تغیر اوس لڑکے کے حال مین راہ نہین پاتی ہی
اور جب وہ لکڑی آنکھہ سے قریب ہوتی ہی اور ایک
طور کی تغیر حال مین اوسکے راہ پاتی ہی اسوسطے آنکھہ مین
اوسکی بے اختیاری سے بند ہو جاتی ہین حالانکہ تہ دل مین اوسکے
اوس لکڑی کے نزدیک اور دور ہونے کے درمیان کچھ
فرق نہین ہی کیونکہ یقینا جانتا ہی کہ اس لکڑی کی مضرت کچھ
مجھکو نہین پہنچیگی خواہ قریب ہو خواہ بعید اور اسیواسطے
بے چینی اور فکر دل مین اوسکے راہ نہین پاتی ہی اور خوف اندھے
ہونے کا ذہن مین اوسکے خطور نہین کرتا ہی پس ایسا ہی
یہہ طالب صادق سارے کائنات کو مثل لکڑی اور پتھر
کے حضرت حق کے ہاتھہ مین جانتا ہی اور سارے موجودات
کو اوسکی عظمت کے سامہنے مغلوب سمجھتا ہی اگرچہ
خوف اور اطمینان طبعی بسبب قرب اور بعد اسباب

ضرر کرنے والی چیزون کے اور نفع دینے والی چیزون کے
اوس پر عارض ہوتی ہی کیا قصہ حضرت ذکریا علیہ السلام کا
قرآن مجید مین نسنا ہی تو کہ آپ نے باوجود بڑھاپے کے اور
بانجھ ہونے اپنے اہلئے کے جناب سے واہب العطایات
کے ایک لڑکا سعادت مند طلب کیا اثناء طلب مین اوس
جناب کو کسی طور کی استبعاد لڑکے کے حاصل
ہونے کی باوجود موانع کے عارض نہوئی والا صاد نہونا
ایسی دعا کا کہ تہ دل سے نکلے اوس جناب سے متصور
نہوتا اور جب لڑکا ہونے کی بشارت غیب سے ہوئی
تب لڑکا ہونے کی استبعاد کا کلمہ زبان ہدایت نشان
سے اوس جناب کے نکلا کہ ﴿ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّکَانَتِ
اِمْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ﴾ یعنے کہانسے
ہوگا مجھکو لڑکا حالانکہ عورت میری بانجھ ہی اور تحقیق پہنچا مین
بڑھاپے سے بھاری بیس مین ﴿ ۵ افادہ ﴾ جب مراقبہ عظمت کا
اپنے کمال کو پہنچے اور علامت اوسکے کمال کی وہ ہی کہ روح توکل
کی جو اول باب مین مذکور ہوئی اوسکے ہاتھ لگے اور بعضے کمال
والے اس مقام مین اہل خدمات کے زمرے مین بھی داخل

ہوتے ہین تب مراقبہ الوہیت کا کرے تصویر اوسکی یون
ہی کہ حق تعالی کی شانین بہت ہین منجملہ اوسکے ایک شان
حلم کی ہی کہ باوجود شدت مخالفت مخالفین کے ان کے
مواخذے مین جلدی نہین فرماتا ہی اور منجملہ اوسکے ایک
شان عفو کی ہی کہ ہر چند گنہگار لوگ بری قباحتون مین اور
بڑے گناہون مین مرتکب ہوئے ہون جب نیاز کی پیشانی
کو اوسکی چوکھٹہ پر گھسین اور اخلاص دل سے توبہ بجالاوین
البتہ وہ رحیم مطلق گناہون سے ان کے درگذر کرکے اپنی
رحمت کے گود مین اوس تائب کو کمال عنایت اور مہربانی
سے پرورش کرتا ہی اور اوس بڑے گناہ کو نسیامنسیا
کرتا ہی یعنی بالکل بھول جاتا ہی اور عذاب کو نعمت کے
ساتھہ بدل دیتا ہی اور منجملہ اوسکے ایک شان عموم
فیض کی ہی مثل ابر بارنے مینہہ کے اور اوگانے زراعت
کے اور مثل اوسکے کہ کامل اور ناقص اور مطیع اور نافرمان
اور محب اور دشمن اور مکلف اور غیر مکلف اوس
فیض عام مین شریک رکھتے ہین اور اوسکی رحمت
کے دریانے سب کو گھیر لیا ہی * وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ

شیئی اور میری رحمت پہنچگئی ہر شی کو ایک حرف
ہی اوسکے بیان سے اور منجملہ اوسکے ایک شان وسعت
کی ہی کہ نفس کاملہ انسانی مین وسعت حوصلہ کی ایک
نمونہ ہی اوس سے اوسکا بیان یہہ ہی کہ جیساکہ بعضے
نفوس کاملہ بشری نہایت مرتبے مین وسعت سینے کے
مراتب سے واقع ہوتے ہین کہ بھانت بھانت کے
کامون اور طرح طرح کے معاملون اور نوع بنوع کے کارخانون
کے پیش آنے سے دل تنگ اور پراگندہ خاطر نہین ہوتے
ہین بلکہ ہر طرح کے کامون پر متوجہ ہوتے ہین اور ہر ایک معاملے
کو بخوبی سرانجام دیتے ہین اور ہر ایک کارخانے کو اوس
حد پر کہ لائق اوسکے ہی رکھتے ہین نہین اوس حد پر افراط کرتے ہین کہ
ایک ہی کارخانے مین ساری ہمت سے اپنی غرق ہوکے
دوسرے کارخانے کو برباد دیوین یا اوس کارخانے والونکو
اتنا قوت تسلط کی دیوین کہ دوسرے کارخانے والے
مثل رعیتون کے ہاتھہ مین ان کے مقہور رہوکے خود انہین کو
بھول جاین اور نہ اتنا تفریط کرتے ہین کہ وہ کارخانہ بے رونق
ہووے اور اوس کارخانے والے چادر ذلت کی اوڑھکے

گوشہ گمنامی اور بیکاری مین بیٹھین اور ایسا ہی لوگون کے ساتھہ ملنے مین وسعت عظیم رکھتے ہین کہ ہر ایک شخص کے ساتھہ جو استعداد مختلف اور مزاج متفاوت اور حاجتین متغائر اور غرضین الگ الگ رکھتے ہین ایسے وضع سے پیش آتے ہین کہ اوس شخص کے لایق ہی اور ایسا معاملہ کرتے ہین کہ بیمانہ استعداد کا اوس شخص کے بھر جاوے اور ذہن مین ایسا جمے کہ جیسی خصوصیت مجھکو ان کے ساتھہ حاصل ہوئی ہی کسی دوسرے کو اگرچہ باعتبار خدمت اور مرتبے کے مجھسے اعلی ہو حاصل نہوئی ہو حاصل کلام اس کلام کے مغز کو دریافت کرکے وسعت حوصلہ کے معنی کو خوب تصور کیا چاہئے بعد اوسکے سمجھا چاہئے کہ جس قدر کہ فرق * درمیان کارخانے خدا کے اور کارخانے اس نفوس کاملہ کے ہی اوسی قدر فرق درمیان وسعت الہی اور وسعت حوصلہ ان بزرگون کے ہی اور جس شخص نے کہ معنی وسعت الہی کو خوب سمجھا ہو جس قدر کہ رنگارنگ کارخانہ اور گوناگون معاملہ پر مطلع ہوگا اوسیقدر کشادگی وسعت الہیہ کی ذہن مین اوسکے قرار پائے گی اور منجملہ اوسکے ایک شان عدم اعتنائی کی ہی اعداء کی

عداوت پر یعنی خیال نکرنا اعداء کی عداوت پر کیونکہ اعداء حضرت
حق کے اور کافران نعمت اوس جواد مطلق کے مخالفت
مین اوس منعم حقیقی کے اور اوسکا کرنے مین اوامر اوس مالک
تحقیقی کے اور شرائع کے مقابلہ مین اور انبیاء کی تحقیر مین کیا
کیا کوششین بلیغ کرتے ہین اور وہ جواد مطلق اپنی بخشش
کے دروازے کو اون بدبختون کے منہہ پر بند نہین کرتا ہی
اور اپنی ولایت اور کفالت سے نکال نہین دیتا ہی بلکہ اگر
بطریق اوب دینے کے ایک طریق سے اون پر مواخذہ کرتا
ہی تو البتہ ہزارون راہ سے ان پر نعمتین لگاتار عنایت
فرماتا ہی حاصل کلام مواخذہ اور پکڑ اوسکی دار دنیا مین اکثر
مانند اوب دینے باپ مشفق کے اپنے بیٹے عاق کو ہی کیونکہ
اگرچہ وہ پدر مشفق بمقتضای حکومت اور حکمت اپنے اپنے
نافرمان بیٹے کو گوشمالی دیتا ہی لیکن عین تنبیہ اور تادیب کے
وقت مین خیرخواہی اور لطف پدری چھپی ہوئی ہی اور بالکل
اوسکو برباد نہین دیتا ہی اگرچہ یہہ تادیب بھی لطف و تربیت
کی قسم سے ہی لیکن مقصود اس مقام مین وہ ہی کہ اس
اور تادیب کو اس طور پر نہین کرتا ہی کہ وہ پسر نافرمان

محض برباد ہووے بلکہ ہر مواخذہ اور ہر تنبیہ مین اوسکے چھٹکارا
پانے کی راہ کو بھی رعایت کرتا ہی کہ اگر وہ ناشکرا راہ
علاحی کی اپنے اوس مواخذہ سے دھوندھے اور کفران
نعمت سے اپنے نادم ہوکے توبہ کرے تو البتہ راہ نجات
ی اوس پہلکہ سے ظاہر ہووے اور ان سب شانون کی
صل بلندی ذاتی ہی کہ عکس اوسکا چھے لوگون پر پرتا ہی
ور عالو ہمتی کے ساتھہ سمجھی ہوتے ہین کیونکہ جو شخص
بلندی ذاتی مین پہلے درجے مین واقع ہوا ہو اس امور خسیس
دنی مین اتنی لیاقت نہین پاتا ہی کہ اس امور کے پیش آنے
کے سبب سے کوئی تشویش دل مین اوسکے راہ پاوے
یا تزلزل معاملے مین اوسکے رو دیوے یعنی پایہ عالو ہمتی سے
دگ جاوے اور اسیواسطے رذیلون کی گالی اور گلوج
کے سبب سے دل مین سلاطین عالی ہمت کے غصہ اور
بدلا لینے کی خواہش پیدا نہین ہوتی ہی کیونکہ یہہ بزرگوار ان
رذیلون کو مثل غبار کورے کرکٹ کے جانتے ہین اور قابل بدلا لینے
کے نہین معلوم کرتے ہین حاصل کلام اس علو ذاتی الہی کو
سبب ظاہر ہونے اوسکے مذکورشنو کے ساتھہ اور

باعتبار پائے جانے آثار اون شانون کے قانون حکمت کے
موافق عالم امکان مین اُلوہیت نام رکھتے ہین پس الوہیت
کو مثل ایک درخت کے تصور کیا چاہئے اور علو ذاتی کو مانند
تخم اوس درخت کے اور شان مذکورہ کو بمنزل شاخ
اور پتے کے اور عالم امکانی مین اوسکے آثار کے ظاہر ہونے
کو بمنزل پھل کے سمجھا چاہئے پس راہ نبوت کے طالب
کو بعد ظاہر ہونے آثار مراقبہ عظمت کے لازم ہی کہ مراقبہ الوہیت
کا کرے اور مقصود مراقبہ الوہیت سے تصور کرنا معنی کو
الوہیت کے نہین ہی بلکہ مقصود وہ ہی کہ اس کمال کو تصور
کرکے آینہ نفس مین اپنے اوس کمال کے انعکاس کا طالب
رہے کہ * تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ * سیرت پیدا کرو اللہ کی
خلق اور سیرت کے موافق ایک اشارہ ہی اسی پر اور
ہرگاہ معاملے مذکور مین سے کوئی معاملہ اوس شخص کو پیش آوے
مثلاً ریاست کسی قوم کی اوسکے حوالہ ہوئے یا بھانت بھانت
کے معاملے اوس پر ہجوم کرین یا کوئی مخالفون سے اوسکے ساتھ راہ
مخالفت کی ناپے تو اسی معنے الوہیت کو یاد کرکے محض اوس شان
الٰہی کے موافق تشبیہا باللہ معاملہ کرے حاصل کلام چاہئے کہ حال اوسکا

مثل حال اوس شخص کے ہوے کہ اوس شخص کے
محبوب کی وضع نشست اور برخاست اور طور اور لباس مین
اور لوگون کے ساتھہ معاملہ کرنے مین خیال اور عقل کو اوسکے
مالا مال کیا ہی اور تمام بدن مین اوسکے سرایت کیا ہی مثلا
جس وقت کلام کرتا ہی یا پاؤن پاؤن چلتا ہی تو بولنے مین
لہجہ اور چلنے مین وضع اوس محبوب کی اوس شخص سے
جلوہ گر ہوتی ہی ایسا ہی اخلاق الہی اس مراقبہ والے کے
صاحب نفس مین پیدا ہوتی ہی اور ساری قوتون مین اوسکے
سرایت کرتی ہی ❁ فایدہ ❁ جاننا چاہیئے کہ مراقبون کے آثار
تین طور پر ظہور کرتے ہین اول وہ کہ جس چیز کا مراقبہ طالب
حق کرتا ہی اوسی چیز کا لوازمہ اوسکے نفس مین ظاہر ہوتا
ہی جیسا کہ ایک شخص کریم النفس غذاے لطیف کھاتا
ہی اور مفلس بھوکھا دیدہ سوال کا اوس غذا پر لگایا ہو تو البتہ
وہ بزرگ ذات کوی لقمہ اوس غذا سے اوس مفلس
کو بھی دیتا ہی ایسا ہی جب طالب حق کا اپنی آنکھہ بصیرت
کو کمال خواہش اور طلب کے ساتھہ ممزوج یعنی ملا کے
کسی شان پر خدا کی شانون مین سے مثل عظمت یا الوہیت

کے یا کسی معاملہ پر خدا کے معاملون مین سے کہ اوس کریم مطلق
اور اوسکے خاص بندون کے درمیان گذرا ہی مثل خلت
اور محبوبیت کے لگاتا ہی اور تاکتا ہی تو البتہ کوئی چیز اون
شانون کے لوازمے سے اوس معاملہ کے آثار سے طالب کی
استعداد اور حیثیت کے موافق آینہ نفس مین اوسکے بشرطیکہ
خدا کے نامرضی کے زنگ سے مصفا ہو منعکس ہوگا مثلاً اگر مراقبہ عظمت
کا کیا ہی تو اوسکو وجاہت ملأ اعلی مین حاصل ہوتی ہی
اور اگر مراقبہ الوہیت کا کیا ہی تو اوسکو کشادگی حوصلہ
اور وسعت معاملہ کی شبیہ اوسکی خوبی کے اور ملکہ عفو
اور حلم کا ہاتھہ لگتا ہی و اگر مراقبہ خلت کا کیا ہی تو اوسپر
بعضے معاملے خلت کے مثل مکالمہ یعنے بات چیت کرنے کے
ظاہر ہوتے ہین اور * طریق دوسری * مقبول ہونا اوس
طالب کا ہی ملأ اعلی مین یعنی اوپر کی جماعت مین اور ملأ سافل
مین یعنے نیچے کی جماعت مین اور ارواح مقدسہ مین اور
صلحا مین اور یہہ امر باب اول مین درمیان ذکر ثمرات
حب ایمانی کے تفصیل تمام کے ساتھہ مذکور ہوا اور * طریق
تیسری * نوافل عطایا ہی مثل اوسکے کہ ایک مفلس

اپنی آنکھہ لذید کھانے پر اور مزہ دار میوے پر اور لباس فاخرہ پر لگایا
اور امید وار ہوا کہ ان چیزون مین سے کچھ مجھکو بھی ملے پس مالک
اون چیزون کا اون چیزون مین سے بھی کچھ دیا اور ایک چیز دوسری
بھی کہ مناسب اس مفلس کے تھی گو کہ اون مذکور چیزون کے
جنس سے نہ تھی اوسکو دیا مثلا اوس مفلس نے آنکھہ طمع
کی غذا پر لگایا تھا اور اوس مین سے تھوڑا سا حاصل ہونے کا
متوقع ہوا تھا مالک اوس طعام کا ایک لقمہ اوس غذا سے
بھی اوسکو عطا کیا اور کچھ نقد سے بھی اوسکو بخشا تاکہ
حوایج ضروری کو اپنے اوس نقد سے دفع کرے اور بعضے وقت
ایسا اتفاق پڑتا ہی کہ وہ مفلس لیاقت اوس شی کی
کہ جسپر انکھہ طمع کی لگایا تھا نہین رکھتا ہی مثلا مریض ہی
اور لذید میوہ کا طمع رکھتا ہی پس ضرور مالک اوس میوہ
کا ایسی چیز کہ میوہ کی جنس سے نہو مثل تاج کے یا قبا کے
اوس مفلس کو دے کے تسلی کریگا اور اس دینگی کو کہ جسکے
حصول کا توقع نہ تھا نوافل عطایا بولتے ہین ایسا ہی طالب
حق کا جب کسی شان کا شیون حق مین سے یا کسی معاملہ کا
اوسکے معاملات مین سے مراقبہ کرتا ہی تب نوافل عطایا

ہین فایز ہوتا ہی خواہ اوس مراقبہ کے پھل حاصل ہونے کے ساتھہ ملا ہو یا بدون اوسکے حصول کے ملا ہو * اور یہہ نوافل عطا یا کوئی ایسے قاعدہ اور قانون پر مضبوط اور منطبق یعنی لکھا نہین گیا ہی کہ کسی بشر کی عقل اوسکو دریافت کرے کیونکہ متعین ہو نا عطیہ نافلہ کا اوسکی مناسبت یا اوس مراقبہ کے آثار کی مناسبت پر نہین ہی بلکہ اوس طالب کی استعداد کی مناسبت پر ہی مثلاً ایک شخص ابتدای پیدایش ہین ذکی العقل پیدا ہوا ہی اور راہ نبوت کی طلب کے وقت مراقبہ عظمت کو مزاولت کیا سو آثار اوسکا مرتب ہوا یا نہوا لیکن تیزی ذکاے ذہن کی اور قوت فطانت کی علوم مرضیہ حق مین اوسکو ہاتھہ لگی گی اور ایسا ہی اگر طہارت فطرت پر پیدا ہوا ہی تو توفیق عبادت کی اور ملکہ تقوی کا اوسکو حاصل ہوگا اگرچہ یہہ امور مذکور عظمت کے مراقبہ کے آثار کے ساتھہ کچھ مناسبت نہین رکھتے ہین اسی سبب سے اکثر طالبین حق کے اس طریق کے اشغال اور اعمال پر مزاولت کرتے ہین اور چونکہ آثار کو اوسکے کماحقہ اپنے مین نہین پاتے ہین صدای حرمان کی اور کلمات

یاس اور نا امیدی کے ان سے صادر ہوتے ہین حالانکہ نہین
سمجھتے ہین کہ شاید برکت سے اِسی اشغال اور اعمال
کے کوئی امر دوسرا جو عند اللہ مقبول ہو گو کہ اوس اشغال
اور اعمال کے آثار کے جنس سے نہو حاصل رکھتے ہون اور
اوس اشغال اور اس امور کے درمیان مناسبت
نہ پائی جانے کے سبب سے عقل اون کی حقیقت کار
ہین نہ پہنچی ہو اور ایسا ہی بعضے طالبین اس راہ کے اہل
کمال کے گذرے ہوے قصہ کو سنتے ہین کہ فلانے شخص
کو بسبب فلانے شغل اور عمل کے فلانا کمال حاصل ہوا
تھا اس قصہ کو سنکے پھر آپ بھی وہی شغل اور عمل
کرتے ہین اور اوس کمال کا کوئی اثر اپنے مین نہین پاتے ہین تو
تعجب کے میدان مین سرگردان ہوتے ہین کبھی تو اوس
قصہ ہی کو جھٹلاتے ہین اور کبھی اوس عمل کے شرطون
اور مدرکون مین شک لاتے ہین کہ شاید یہہ عمل اوس عمل
کا غیر ہو جو اون بزرگون سے صادر ہوا تھا حالانکہ نہین سمجھتے
ہین کہ یہہ کمال نوافل عطایا کے جنس سے ہوا ہی اوس
عمل کے آثار کے قسم سے نہین ہی واللہ اعلم بالصواب

٦ افادہ جب مراقبہ الوہیت کا اپنے کمال کو پہنچا اور آثار اوسکا زیادہ سے زیادہ ظہور فرمایا اور مقام تکمیل اور کمال کا اوسکے حوالہ ہوا اور خلافت عن اللہ کا اوسکو نصیبہ ہوا بعد اوسکے بعضے کاملون کو ایسا مقام حاصل ہوتا ہی کہ تحریر اور تقریر کی طاقت اوسکی تصویر کے قدر کوتاہ اور نارسا ہوتی ہی اور یہہ مقام وجہ اللہ کے کھلنے کا مقام ہی کہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ یعنی تھہرا اپنے نفس کو اون لوگون کے ساتھہ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہین وجہ اللہ کو ایک اشارہ ہی اوسی باریک معنی کے طرف ہر چند کھولنا اس مقصد کا تقریر اور کلام سے متصور نہین ہی اس دلیل سے کہ ع لذت می نشناسی بخدا تا نہ چشی یعنی لذت شراب کی نہ معلوم کرے تو قسم ہی خدا کی جب تک نہ چکھے تو لیکن خیال کرنا اور اس مقصد کا ہر چند پورا نہو ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہی اوسکا بیان وہ ہی کہ دریافت کرنا ہر امر کا امور محسوسہ اور مغیبہ سے یعنی محسوس ہوتے ہون خواہ دیکھنے مین نہ آتے ہون

مثل اوسی امر کے واسطے سے ہونے سکتا ہی یعنی
جو امر اوسی کا سا ہو اوسی سے دریافت ہونے سکتا
ہی مثلاً دیکھنا انوار شہادی یعنی ظاہری کا نور بصری
سے ہوتا ہی اور ایسا ہی دریافت کرنا سارے عوارض
جسمانی کا جو محسوس ہوتے ہین اور دیکھے جاتے ہین آلہ
جسمانی ظاہر سے یعنی ہتھیار جسمانی سے جو ظاہر دیکھنے
مین آتے ہین جسکا نام حواس ہی حاصل ہوتا ہی اور
ایسا ہی دریافت کرنا عالم مثال کا قوت خیال سے کہ
انسان کے قالب مین مثل عالم مثال کے ہی حاصل ہوتا
ہی اور دریافت کرنا اوس امور کا کہ تجرد اور تعلق کے
درمیان ہی قوت واہمہ سے کہ عقل وحواس کے درمیان ہی
حاصل ہوتا ہی اور ایسا ہی دریافت کرنا کلیات عقلیہ اور
جزیات مجردہ کا قوت عاقلہ سے کہ تجرد اور بساطت
مین اِس امور کے مانند ہی متحق ہوتا ہی اور اِسی قیاس
پر سارے لطیفے انسانی ہین مثل دریافت کرنے تجلی اعظم
اور حقایق ملا اعلی کے لطیفہ سر سے اور دریافت کرنا
وجود منبسط کو یعنی جو ہستی کہ پھیلی ہوئی ہی لطیفہ خفی سے اور

لطیفہ خفی جو ہی سو خلاصہ ہی حقیقت جامعہ انسانی کا اور
حقیقت جامعہ کو قلب بولتے ہین پس اسی جگہہ سے انتقال
کرنا چاہئے کہ دریافت ذات بے کیف بیچون اور بیچگون
اور بے شبہہ اور بے نمون کا کہ ساری تجلیات سے برتر ہی
یہان تک کہ تجلی اعظم سے جو ساری تجلیات کی اصل
اور جڑ ہی اور معرا ہی سب تنزلات سے حتاکہ وجود منبسط
سے کہ ساری تنزلات کو شامل ہی اور منزہ اور پاک ہی
ساری موجودات کی مماثلت اور مشابہت سے کسی
ایک صفت مین صفات سے یعنی دریافت کرنا اس مرتبہ
کی ذات کا کہ اوسکو مجہول المطلق اور ممتنع التصور یعنی
جو شی کہ مطلق معروف اور معلوم نہو اور اوسکا تصور
ممتنع ہو قرار دئے ہین بجز نور قدسی الہی یعنی نور پاک
خدا کے ممکن نہو گا چنانچہ حدیث شریف مین یعنی ❁ اِنَّ اللّٰہَ
خَلَقَ خَلْقَہٗ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَاَلْقٰی عَلَیْھِمْ مِنْ نُوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَہٗ مِنْ
ذٰلِکَ النُّوْرِ اھْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَہٗ ضَلَّ ❁ بیشک اللہ نے
بنایا اپنے خلق کو اندھیری مین پھر ڈالا اون پر اپنے نور سے
پھر جو شخص پہنچا اوسکو اوس نور سے راہ پایا اور جسکو

نہ پہنچا گمراہ ہوا اسی معنی کے طرف اشارہ کیا گیا ہی پس
وہی نور پاک کو سعید لوگون کے عقلون مین بد و فطرت
یعنی ابتدای پیدایش مین ودیعت اور امانت رکھے ہین
سو وہی قطرہ نور حق کا مانند اوس نور بصری کے ہی کہ مجمع
نور مین پوشیدہ ہی اور جیسا کہ سبب بینائی کا حقیقت مین
وہی نور ہی اور تمامی پردہ آنکھہ کے بلکہ خود جثہ آنکھہ کا اوس
نور کے قالب ہین اور ساری روشنی ظاہر کی مثل نور
چراغ کے اور شمع کے اور نور آفتاب اور ماہتاب کے
اوسنور کے موید ات یعنی زور قوت دینے والے ہین
کیونکہ اگر اوس نور بصری کو مجمع نور مین امانت نرکھتے
البتہ وہ شخص زمرہ مین اندھون کے گنا جاتا اور اندھے
کو انکھہ کے جرم یعنی جثہ سے اور ظاہری روشنی سے کچھ
منفعت نہین ہی پس اگرچہ عوام الناس بادی نظر مین ایسا خیال
کرتے ہین کہ ہم لوگ انکھہ کے واسطہ سے یا آفتاب اور
ماہتاب کے نور کے سبب سے دیکھتے ہین لیکن اگر حقیقت
کار مین تامل کرین تو البتہ معلوم کرین کہ آلہ بینایون کا حقیقت
مین وہی نور بصری ہی لیکن جب وہ نور آنکھہ کی راہ سے

نکلتا ہی واسطے سبب ہونے کے آنکھہ کے ساتھہ بھی
نسبت کرسکتے ہین اور جب ظاہری روشنی اوسی نور
بصری کو تائید اور قوت بخشتی ہین اسی جہت سے اس
انوار کو بھی ابصار کا اسباب بولتے سکتے ہین حالانکہ خود
دریافت کرنا اس انوار کا بواسطہ اوسی نور کے
ہی چہ جاے کہ دریافت کرنا دوسرے امرون کا ایسا ہی
آلہ دریافت کرنے کا ذات بحت کے اور سبب توجہ کا
طرف اللہ کے وہی قطرہ نور قدسی کا ہی کہ ارواح کے
ظہور کے اوایل مین اہل سعادت کو نصیب ہوا اور بعد ہونے
کالبد کے لطیفہ عقل کی تہہ مین مکنون ہوا اور چھپ گیا اور
شعاع اوسکا انسان کے لطایف باطنہ مین انواع رنگا
رنگ کے ساتھہ ظہور فرمایا مثل ظہور کرنے شعاع بسیط
آفتاب کے رنگ برنگ کے شیشون اور شکلون مین اور
سبب انوار قاہرہ غیبیہ کے یعنے روشنی زبردست غیب
کی مثل نازل ہوے آسمانی کتابون کے اور موجود ہونے
انبیاے کرام کے اور علماے صاحب احترام کے اور اولیاے
عظام کے پھیل گیا اور کھل گیا نہہ کہ تحقیق کرنا اس انوار

غیبیہ کا سبب پیدا ہونے کا اوس نور قدسی کے نفس
انسانی مین ہوتا ہی بلکہ وہ نور قدسی ازل الازال سے
نفوس یعنے جانون مین ودیعت رکھا گیا اور انوار غیبیہ
اسباب پھیلنے اور ظاہر ہونے کا اوسکے ہوا پس اگرچہ سالکان
راہ ولایت کے اور طالبان راہ نبوت کے شروع مین
ایسا خیال کرتے ہین کہ ادراک یعنے دریافت کرنا حق جل و
علا کا لطیفۂ قلب مین یا لطیفۂ سر مین یا لطیفۂ خفی مین یا امثال اوسکے
مجھکو حاصل ہوا یا بسبب نازل ہونے آسمانی کتابون کے
اور موجود ہونے اولیا اور انبیا کے مجھکو توجہ الی اللہ حاصل
ہوا اور اگر حقیقت حال کو دریافت کرین تو البتہ جان لیوین
کہ سبب حقیقی توجہ الی اللہ کا وہی نور قدسی ہی کہ ازل
الازال مین ان کو نصیب ہوا اور تمامی لطیفے باطنی کو رونق
بخشا اور حقیقت کتابون کی اور انبیا کی اوسی نور کے
سبب سے ذہن مین ان کے قرار پکڑا اسواسطے جو شخص
کہ ازل مین اوس نور سے محروم رہا مثل ابوجہل و ابو
لہب کے اوسکے حق مین یہہ انوار قاہرہ عظیمہ اور لطایف
باطنہ انسانی نفع نہین دیتا ہی اور مثل اندھے مادر زاد کے عین

روز روشن مین مہالک مین یعنے جاے ہالاکت مین پڑتا
ہی ہان اتنا ہی کہ شعاع اوسی نور قدسی کا لطیفۂ انسانی مین
ظہور فرماتا ہی اور لطیفون کے اختلاف کے سبب سے
تفاوت عظیم راہ پاتا ہی اور ہر لطیفہ مین ایک نوع کی
توجہ الی اللہ اور تجلیون مین سے کسی تجلی کی انکشاف اور
حضرت حق کے معرفتون مین سے کوئی آثار کہ مناسب اوس
لطیفہ کے ہی بخشتا ہی اور دوسرے لطیفہ مین ایک نوع
دوسرا اس امور مذکورسے ظاہر ہوتا ہی اور اس لطیفۂ
نورانیہ کا لقب بحر بحت یعنے عقل خالص رکھتا ہون
پس بحر بحت کو عقل کے جگر مین مثل اوس چراغ کے
کہ رنگ برنگ کے شیشون کے پردہ مین جلاے ہون تصور
کیا چاہئے جب یہہ مقدمہ ذہن نشین ہوا پس جانا چاہئے کہ
جیساکہ روشنیین اجرام علویہ یعنے اجسام آسمانی کی شب
کے وقت نمایان ہوتی ہین اگرچہ وہ نور آفتاب کا ہی کہ
تارون کے صیقل کئے ہوئے جسمون مین عکس پڑ کے
طرح طرح کے رنگون مین اور رنگ برنگ کے لباسون مین
ظاہر ہو کے دیکھنیوالونکی نظر مین جلوہ گر ہوا لیکن جب

آفتاب طلوع ہوتا ہی سب ساری روشنین طرح طرح کی آفتاب کے نور بسیط مین مٹ جاتی ہین اور ایک چادر نورانی یکرنگ سارے علوی اور سفلی یعنی آسمان اور زمین کے بچھونے پر کھینچ جاتی ہی اور اوسکی حقیقت وہ ہی کہ نور آفتاب کے سارے عکس آفتاب کے نور اصلی مین مل جاتے ہین اور اصل اور فرع سب کا سب یکرنگ ہو جاتا ہی ایسا ہی جب نفس کامل کا کام بحر بحت پر بے پردہ پڑتا ہی اور اپنے سارے باطنی لطیفون کے لباسون کو دور کر دیتا ہی تو ایک شعاع پاک بحر بحت کا ظاہر ہوتا ہی اور تمامی لطیفون کو ہمرنگ اپنے بناتا ہی اور تمام باطن اوس سالک کا سر سے پانو تک بحر بحت ہو جاتا ہی مانند اوسکے کہ تمام بدن مین ایک شخص کے نور بصری سرایت کرے اور سارا بدن اوس شخص کا نرگس کے مانند کھلی آنکھ ہو جاوے اور یہہ حال غیر ہی اوس حال کا کہ راہ ولایت کے سالک کو مبادی سلوک مین عارض ہوتا ہی کہ قلب اونکا وسعت پکڑتا ہی اور تمام بدن اونکا اوس مین گم ہو جاتا ہی پس سارا وجود

اونکا قلب ہو جاتا ہی کیونکہ یہہ حال مقابلہ مین کشادگی بحر
بحت کے حکم یک قطرہ کا بھی بہ نسبت دریاے اخضر
کے نہین رکھتا ہی کیونکہ نہایت اس حال کی وہ ہی کہ
تمام وجود سالک کا تجلی قلبی کے ادراک اور دریافت
کا آلہ ہو جاتا ہی اور مال اس حال کا وہ ہی کہ سارا باطن
اوس صاحب کمال کا ذات بحت کے دریافت کا
واسطہ ہوتا ہی دونون کے درمیان فرق ہی قصہ کوتاہ
جو شخص کہ تمام وجود اوسکا قلب ہو گیا ہی مقابلہ مین اوس
شخص کے کہ تمام باطن اوسکا بحر بحت ہو گیا ہی کیا
رتبہ رکھتا ہی اور جب ایک شخص کامل اس مقام
مین پہنچتا ہی تب وہ چیز کہ اندرون کے لئے باعث کدورت
اور بستگی کا ہوتا ہی باطن مین اس شخص کے اصلا اثر
اوسکا راہ نہین پاتا ہی مانند اوسکے کہ ایک شخص علوم
دقیقہ اور باریک کی مزاولت کرتا ہی اور سارا کاروبار
اوسکا قوت عاقلہ سے علاقہ رکھتا ہی تو جو چیزین کہ
باعث کدورت کی حواس ظاہرہ کے ہوتی ہین جیسا حایل
ہونا پردہ کا آنکھہ کے سامنے یا روئی کا کان کے سوراخ مین

کسی طور سے اوسکے کام مین خلل نہ وآلیگا یہہ ہی تصویر
اسبس مقام کی اُتنی جتنی تحریر اور تقریر مین انٹ سکتی
ہی اور لیکن کہنہ اوس مقام کی سو سوا ہی پھر سوا کے سوا
ہی * فایدہ * تخمہ دل راہ نبوت کے طالبون کا بہ سبب
غلبہ حب ایمانی کے اور مضبوطی فنا ے ارادے کے
آرزؤن کے نقشون سے مصفا اور مبرا ہو جاتا ہی یہان
تک کہ کسی امر کی طلب اور دونو جہان کی نعمتون مین
سے کسی نعمت کی رغبت سوا ے رضاے حضرت
حق کے تہہ دل مین اُنکے مستقر نہین ہوتی اور کوئی التفات
طرف رفاہیت دنیا اور عقبی کے تہہ دل سے اِنکے ظاہر
نہین ہوتی یہان تک کہ ایک بار اسم مبارک اللہ کا کہ زبان
پر اوسکے جاری ہوا اگر بدلہ مین اوسکے دونو جہان کی نعمتین
بخشین اور اس طاعت آسان کے مبادلہ مین کونین کی
نعمتون کی طرف ترغیب دیوین تو ہرایہ حق مین اوسکے
مانند گالی گلوچ کا ہوگا القصہ یہہ حال والا سارا اعمال حضرت حق
کی رضامندی کے لئے بجالاتا ہی اور بس * وَالَّذِيْنَ
يَبْتَغُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ * یعنی

جو لوگ پکارتے ہین اپنے ربکو صبح اور شام چاہکر اللہ
کے موہہ کو یعنی اوسکی رضامندی کو بیان ہی اوسکی شان
کی اور جب یہہ طریق والے محبت کے نشے کے مقام سے
تپ جاتے ہین اور اعلی درجے مین ترقی کرتے ہین اور برتر
منصبون پر چڑھتے ہین تب دل مین اونکے رغبت طبیعت
کے مناسب چیزون کی کونین کی مرغوبات مین سے اور
کراہت طبیعت کی نفرت کی چیزون سے دارین کی
مکروہات مین سے حادث ہوتی ہی لیکن اِس وجہہ سے
نہین کہ اپنی طاعتون کے بدلے مین کسی مرغوب چیز کی استدعا
یا کسی مکروہ چیز کی دور ہونے کی خواہش کرین حاشا وکلا
کیونکہ یہہ بزرگوار اپنے اعمال کو از ان اپنا نہین جانتے ہین
تاکہ اوسکے مقابلہ مین کسی جزا کے امیدوار رہین بلکہ جیسا
کہ ایک شخص بادشاہ عالیجاہ کی رعیتون مین سے اوس
بادشاہ کی رضاجوی مین ایک مدت حیران اور پریشان رہا
اور سلطنت کے نوکرون کی منصبون پر مثل سپہ گری اور
جمعداری وغیرہ کے ایک نوکری سے دوسری نوکری کے
عہدہ پر ترقی کرتا ہوا آخر چلکر قبولیت اور رضامندی سلطانی

کے پایہ اور نہایت اور ولایت شاہی کے مرتبہ پر سرفراز
ہو کے چیلہ خاص کر ماقتب ہو اپھر اوس حال مین اوسکو
پایہ طلب کا اون مرغوب چیزون کے جو اوسکے مولا کے
زیر حکومت مین موجود ہو اور اوسکی بادشاہت مین متحقق
ہی حاصل ہوا اور جو چیز نفیس کہ خزانہ سلطانی مین ہی
اوسکو مانگ سکتا ہی اِس وجہہ سے نہین کہ اوس چیز کو اپنے
چیلگی کے علاقہ کا بدلہ جانے یا اپنی خدمت کے اواکرنے کی جزا
سمجھے کیونکہ ایسی طلب اوسکے حق مین بہت برا عیب
ہی کہ اپنے کو عالی مرتبہ سے گراکے مزدورون کے زمرہ مین
گنے بلکہ اس وجہہ سے کہ مقتضا اس علاقہ کا یہی ہی کہ ساری
حاجتون کو اپنے کہ اُسمین سے مرغوب چیزون کی طلب
اور مکروہ چیزون سے گریز ہی اپنے مولا سے مانگے اور بس
ایسا ہی جو وقت یہہ کمال والے مقبول اور محبوب اور
مصطفی اور مجتبی ہوتے ہین اور مقام صدق مین راسخ قدم
ہوتے ہین اور رفیق اعلی کے ساتھہ ملتے ہین اور بندہ خاص
کر کے ماقتب ہوتے ہین البتہ دارین کی مرغوب چیزون
کی طرف میلان اور رغبت واسطے داخل ہونے

اون چیزون کے مولا کے عزانے ہین اور نہ شرمانے اونکے مانگنے
مین کسی چیز کے اگرچہ بہت بڑی نادر چیز ہو بسبب
مضبوط ہونے قدم عزت کے مقام مین قبولیت کے انکے
دل مین حادث ہوتی ہی نہ اوس وجہہ پر کہ اوس چیز کو اپنے
اعمال کی مزدوری سمجھہ کر طلب کرین بلکہ اوس وجہہ پر
کہ علاقہ عبودیت اور غلامی کا رونق پکڑے اسیواسطے حظ
نفس کی چیزون کی طلب حق مین انکے موجب زیادتی قرب
اور نزدیکی کا ہوتا ہی اور بعد اور دوری کو نہین پیدا کرتا ہی
* نظم * موسی اندر درخت آتش دید * سبز ترمی شد
ان درخت از نار * شہوت وحرص مرد صاحب دل *
اینچنین دان و اینچنین انکار * حضرت موسی نے درخت
کے اندر آگ دیکھا سبز زیادہ ہوتا تھا وہ درخت آگ سے
شہوت اور حرص مرد صاحب دل کی ایسا ہی جان اور
ایسا ہی معلوم کر یعنی شہوت اور حرص سے ایمان صاحب
دل کا زیادہ ہریالا ہوتا ہی القصہ جب یے کمال والے اس
مقام اور حال مین پہنچتے ہین تب بسبب اختلاف
استعداد جبلی کے تین فرقے ہوتے ہین ایک م قو سب

کمال باندی منصب اپنے اور شدت مضبوطی قدم عزت
کے مقام قبولیت مین کونین کی مرغوب اور مکروہ چیزون
کو اور داارین کی مصیبتون اور مشکلون کو ادنی امر جانکر
التفات اور میلان مرغوب چیزون کی طلب مین اور
فرار اور گریز مکروہ چیزون سے اور دفع ہونا مصیبتون کا اور
تلجا نا مشکلون کا تھہ دل سے اِنکے ظاہر نہین ہوتا ہی نہ بسبب
غلبہ نشاء محبت کے اور تمیز نکر نے درمیان مکروہ اور
مرغوب چیزون کے بلکہ بسبب کمال باندی منصب انکے
اور پستی اور ادنی پن اِس امور مذکور کے الحق کہ پایہ
اِنکا بہت باند ہی اوس سے کہ ایسی ادنی چیزون کی
التفات اِنکے دلون مین ظاہر ہو اور مسرت اور خوشی اِس
باند منصب کی بڑھتر ہی اوس سے کہ کوئی فرحت دوسری
طلب کرے اگرچہ اُسکو حاجتون کے عرض کرنیکا پایہ حاصل
ہوا ہی بلکہ اِس حد کو کہ عنایات ربانی اور کفالت یزدانی کی
نظر کرکے دعا اوسکی واجب الاجابت اور تعوذ اور پناہ
مانگنا اوسکا واجب القبول ہوا ہی ❁ ف ❁ یعنی جو مانگے
سو پاوے اور جس سے بچنے کو چاہے بچے انتہی اور

ایک قوم دوسری عرض کرنے مین حاجات کے اور
استحلال یعنی کھولنے مین مشکلات کے اور مانگنے مین مرغوبات
اور رد کرنے مین مکروہات کے اور سعی کرنے مین سفا
رشون مین عبودیت کے علاقہ کے مضبوط کرنے کے لئے اور
حاجت کے ظاہر کرنے کے لئے کہ غلامی کی نشانی ہی اہل
اضطرار اب حاجت مندون پر رحمت کرنے کے لئے چالاک
اور سرگرم رہتے ہین اور ایک تیسری قوم ہم مشرب
فریق ثانی کے ہوتے ہین کہ دل مین انکے مرغوب چیزون کے
مانگنے کی اقتضا اور استحلال مشکلات اور شفاعت
ذوی الحاجات کی خواہش پیدا ہوتی ہی لیکن بسبب
کمال تادب اور غایت اعتماد اور بھروسے کے حضرت حق
کی کفالت پر باوجود کمال اعتقاد احاطہ علم ازلی کے اشیا
کے عرایر اور بھیدون پر اور کامون کے بواطن پر زبان حال پر
اکتفا کر کے زبان قال کو اکثر احوال مین عمل مین نہین لاتے ہین
* کیونکہ حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ عِلْمُهٗ بِحَالِیْ * یعنی بس ہی مجھکو
سوال کرنے سے میرے علم اوسکا میرے حال پر ان
بزرگون کی شان کا بیان ہی البتہ دعاے حالی کو انکے قبول

فرماتا ہی اور دل کی حاجتون کو اُنکے برلاتا ہی اِس طور سے
کہ خواہش دلی کو اِنکی خود بخود بلا تقریب برلاتا ہی اور
اِنکو اور سارے عظما محفل قرب کو مطلع اور آگاہ کرتا ہی
کہ ایجاد کرنا اِس امر کا محض انکی رضامندی اور اِنکی خواہش
دلی کو نافذ کرنے کے لئے متحقق ہوا اور یہہ امر باعث مزید
اعتبار اور سبب کمال بزرگی اور افتخار کا اِنکے ہوتا ہی
اور اِن بزرگون کو ایک وجاہت بہت بڑی اِس معاملہ کے
سبب سے اپنے ہمجولیون مین ہاتھہ لگتی ہی * فایدہ *
اگرچہ تفضیل یعنے فضیلت دینا ایک فرقہ کی تینون فرقون مین
سے دو فرقے دوسرے پر جمیع وجہون سے غلط محض اور صریح
خطا ہی کیونکہ * ہرگل را رنگ و بوئے دیگر است * ہر گل کو رنگ
اور بو اور ہی ہی لیکن تیسری قوم کو از دیاد اعتبار اور جاہ کی
نظر کر کے ملاء اعلی مین دوسری قوم پر جو ایک فضیلت کہ
ہی کسی عقل والے پر پوشیدہ نہین ہی اور ایسا ہی
قوم ثانی کو عالقہ عبودیت کی مقتضیات کے ظہور کے نظر
کر کے اور درمیان خالق اور مخلوق کے وساطت کے حصول
کی نظر کر کے پہنچنے مین فیوض غیبی کے سارے لوگون کی

طرف بسبب سعی اِنکے سفارشون مین قوم اول پر جو
فضیلت کے ہی کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہی
والعلم عند الله ❁ خاتمہ ❁ بیان مین تھوڑا سا اوس
واردات اور معاملات کے کہ حضرت کو اثنائے سلوک
مین راہ ولایت اور راہ نبوت کے پیش آیا اگرچہ نفس
اس کمالات ہدایت آیات کا کہ یہہ کتاب مستطاب
اوسی پر مشتمل ہوئی ہی اپنی حقیقت پر دلیل قاطع اور
برہان ساطع ہی لیکن چونکہ اِس زمانے کے اکثر لوگ قال
کو حال سے پہچانتے ہین اور قال سے رجال یعنے مردون کو
نہین پہچانتے ہین یعنی اِنکے نزدیک عظمت اور معتبری کلام
کی بسبب اوس اعتقاد کے ہوتی ہی کہ حق مین اُس کلام
کے متکلم یعنے بولنے والے کے تقلید کی راہ سے بہم پہنچائے
ہین حالانکہ عقل مندون کو اعتقاد متکلم کا بسبب کلام کے
حاصل ہوتا ہی اِسواسطے اِس کتاب مستطاب مین
تھوڑا سا کلام اِس وضع کا کہ اِس کتاب کے مضامین کے
ماخذ کو یعنے سیکھنے کی جگہہ کو بیان کرے لکھنا ضرور ہوا یعنے
اوس کلام سے ظاہر ہو جاوے کہ اس کتاب کے مضامین کو فلانی

گاہہ اؤر فلانے شخص سے حاصل کیا ہی مگر اوس مضامین
کے دیکھنے والے کو اوسکے ماخذ پر مطلع ہونے کے سبب
سے کہ حضرت نے اس مضمون کو کہان سے اخذ کیا یعنی
حاصل کیا اؤر کس شخص سے استفادہ کیا ہی اطمینان
حاصل ہوے پس جانا چاہئے کہ جناب حضرت سید احمد
صاحب ابتداے فطرت سے طریق نبوت کی کمالون پر
اجمالا مخلوق تھے اؤر آثار اس طریق کا جیسا مناجات کی حلا
وت پانا خصوصا نماز مین اور تعظیم شرع شریف کی کرنا
اور اتباع سنت مین زیادہ رغبت کرنا اور بدعت مین
ملوث ہونے سے کمال نفرت کرنا اور میلان طبعی طرف
طاعتون کے اور کراہت جبلی گناہون اور برایون سے
چھٹپن ہی مین آپ پر ظاہر اور باہر تھا القصہ آثار طہارت
جبلی کا طینت مین آپ کے پیدا اور انوار سعادت ازلی
کا پیشانی مبارک پر آپ کے ہویدا تھا یہان تک کہ کنجی
سعادت کے خزانہ کی ایسی کہ جس سے بند دروازے
طریق نبوت اور طریق ولایت کے اوس سے کھلنے سکین
آپکو ہاتھہ لگی وہ حاصل ہونی ملا ذمت جناب ہدایت مآب

کی ہی جو پیشوا ار باب صدق او ر صفا کے خلاصہ اصحاب
فنا او ر بقا کے سردار عالمون کے سند اولیا کے حجت
اللہ کے عالم پر وارث انبیا او ر مرسلین کے مرجع ہر ذلیل اور
عزیز کے مولانا او ر مرشدنا الشیخ عبد العزیز برخوردار کرے
اللہ مسلمانون کو درازی حیات سے اوسکے اور عزت دیوے
ہمکو اور سارے مسلمانون کو بسبب بزرگی اور برتری اوسکے اور
حضرت کو مولانا کی جناب مین طریقہ نقشبندیہ مین شرف بیعت
حاصل ہوئی او ر بیعت کے حاصل ہونے او ر رہا وس
جناب کی توجہات کی برکت سے بہت نادر نادر معاملے
رو دکھلائے کہ اوسکے سبب سے وقایع اوٗر رویدا و
عجیب وغریب طریق نبوت کے کمالون کے کہ مجملا بد وفطرت
مین مندرج تھی تفصیل کے ساتھہ کھل گئے اوٗر طریق ولایت
کے مقامات اچھے وجہہ پر جلوہ گر ہوے سارے معاملون
سے جو اول او ر افضل ہی سو یہہ ہی کہ حضرت جناب
رسالت مآب کو رحمتین اللہ کی اون پر اور سلام خواب
مین دیکھا او ر اوس جناب نے تین خرما دست مبارک مین اپنے
لیکے مونہہ مین حضرت کے رکھتے تھے او ر بعد اوسکے کہ بیدار

ہوے اپنے نفس مین اوس رویاحقہ یعنے سچا خواب کا اثر
ظاہر ا ور باہر پاے ا ور یہی واقعہ ابتدای سلوک طریق
نبوت کا حاصل ہوا بعد اوسکے ایک دن جناب ولایتماب
علی مرتضی کرم اللہ وجہ کو ا ور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ
الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب مین دیکھے پس جناب علی
مرتضی حضرت کو دست مبارک سے اپنے نہلائے ا ور انکے
بدن کو خوب شست شو کیئے جیسا باپ نہلاتا دھولاتا ہی
اپنے بچون کو ا ور جناب حضرت فاطمہ الزہرا ایک لباس
بہت فاخرہ دست مبارک سے اپنے انکو پہنائے پس
بسبب اسی واقعہ کے طریق نبوت کی کمالات نہایت جلوہ گر
ہوئی ا ور برگزیدگی ازلی کہ ازل الازال مین مکنون ا ور چھپی
تھی ظہور کے مرتبہ مین پہنچی ا ور عنایت رحمانی ا ور تربیت
یزدانی بلا واسطہ کسی کے آپ کے حال کی متکفل ہوئی
ا ور معاملات متواترہ ا ور وقایع ا ور رویدا د متکاثرہ یعنی
بہت سارے پے در پے وقوع مین آے یہان تک کہ
ایک دن حضرت جل وعلی دھنسا ہاتھہ ا ونکا دست قدرت
خاص سے اپنے پکڑ کے ا ور ایک چیز کو امور قدسی سے

کہ بسا نادر اور بزرگتر تھی حضرت کے سامھے رکھہ کے
فرمایا کہ تجھکو یہہ چیز تو دیا اور دوسری چیزین اور بھی دونگا یہان تک
کہ ایک شخص جناب مین حضرت کے درخواست بیعت کی کیا
حضرت اوس زمانہ مین علی العموم بیعت نہین لیتے تھے اس
واسطے اوس شخص کے عرض کو قبول نفرمائے اوس
شخص نے زیادہ سے زیادہ الحاح کیا حضرت نے اوس
شخص کو فرمایا کہ ایک دو دن توقف کیا چاہئے بعد اوسکے جو
مناسب وقت ہوگا وہی عمل مین آویگا پھر حضرت پوچھے
اور اذن لینے کے لئے حضرت حق کی جناب مین متوجہ ہوے
اور عرض کئے کہ تیرے بندون مین سے ایک بندہ درخواست
کرتا ہی کہ میرے ساتھہ بیعت کرے اور تو پنے میرا ہاتھہ
پکڑا ہی اور جو شخص اس عالم مین ہاتھہ کسی کا پکڑتا ہی
دستگیری کی پاس اور ہاتھہ پکڑنے کی لاج ہمیشہ کرتا ہی اور
تیری وصفون کو مخلوقات کی اخلاق کے ساتھہ کچھ نسبت نہین
ہی سو اوس معاملہ مین کیا منظور ہی اوس طرف سے حکم
ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھہ پر بیعت کریگا گو لاکھون ہون
ہر ایک کو کفایت کرونگا القصہ اس وقایع اور رویداد کے

منل اور اوس معاملات کے مانند سیکڑون واقع درپیش
آئے یہان تک کہ کمالات طریق نبوت کی درجہ علیا مین اپنے
پہنچی اور الہام اور کشف علوم حکمت مین پہنچا یہہ ہی
طریق استفادہ کمالات راہ نبوت کی اور لیکن طریق
استفادہ کمالات راہ ولایت کی سو جانا چاہئے کہ ہر طریقہ مین
اولیا اللہ کی طریق سے مجاہدات اور ریاضات اور
اذکار اور اشغال اور مراقبات معین کئے ہین اور ہر ایک
اس امور سے طالب کے نفس مین کوئی اثر پیدا کرتے ہین
اور بسبب وارد ہونے ثمرات اشغال کے ایک امر
مستقر اور ثابت طالب کے نفس مین ظاہر ہوتا ہی کہ
طالب بسبب اوس امر کے عالم قدس مین ارتباط رکھتا ہی
اور وہی امر موجب علاقہ کا ہی اس طالب کے حضرت حق جل وعلی
کے ساتھہ وہ امر ہمیشہ طالب کے نفس مین موجود رہتا ہی
خواہ اوسکو اُس امر کے طرف ملاحظہ رہے یا نہ رہے
بلکہ اُس امر کے طرف ملاحظہ کرنے کے سبب سے انوار
اوسکا ظہور کرتا ہی اور اگر ملاحظہ نکرے تو جو ہر نفس
مین اوسکے چھپا ہوا رہتا ہی اور اُس امر کو عرف مین

قوم کے نسبت بولتے ہین اُسکی مثال وہ ہی کہ جو شخص
کہ دانش مندی کی کتابون کی یا دوسرے صنعتون کی
مثل گانے یا لوہے کا اسباب بنانے یا رنگنے کے مزاولت
کرتا ہی تو البتہ نفس مین اوس شخص کے بعد ایک مدت
کے ایک امر مستقر ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکو ملکہ صناعت
بولتے ہین اور وہ ملکہ ہمیشہ نفس مین اوس شخص کے مستقر
اور موجود رہتا ہی خواہ وہ شخص اوس ملکہ کے طرف
التفات کرے یا نکرے ہان جب یہہ شخص اوس ملکہ کے
طرف التفات کرتا ہی اور اوسکو ردبکار کرتا ہی البتہ
آثار اوسکا منصہ ظہور پر پہنچتا ہی والا پردہ مکنون مین چھپا ہوا
رہتا ہی جب اُس مقدمہ کی تمہید ہوئی پس جانا چاہئے کہ
اگرچہ عادت اللہ کی اسی قانون پر جاری ہوئی کہ نسبت
جو ہی سو بعد حاصل کرنے مجاہدات اور ریاضات اور
اذکار اور اشغال اور مراقبات کے ہاتھ لگتی ہی لیکن
بطریق خرق عادت کے بعضے نفوس کاملہ کو اول نسبت
حاصل ہوتی ہی اور بعد اسکے مبادی اوسکے یعنے مثل
مجاہدات اور غیرہ کے حاصل ہوتا ہی مثلاً عادت اللہ کی

اسی قانون پر جاری ہوئی ہی کہ مضامین کتاب اور سنت
کے بعد حاصل کرنے عربی کتابون کے اور ادب کے فنون
کے حاصل ہوتا ہی * ف * فن ادب صرف اور نحو
اور معانی اور غیرہ کو بولتے ہین انتہی لیکن بعضی نفوس
کاملہ کو بطریق خرق عادت کے اول اوسی مضامین لطیف
پر اطلاع بخشتے ہین اور اوسکو قوم کی اصطلاح مین علم لدنی
بولتے ہین اور وہ فنون ادب کے بعد اوسکے اونکو ہاتھہ
لگتا ہی بلکہ احیانا حاصل کرنے مین اُس فنون کے اُس فن
کے اوستادون کے طرف محتاج ہوتے ہین مثل محتاج
ہونے دوسرے مبتدیون کے بلکہ کبھی مبادی سے یعنے
اس فنون سے عاری رہتے ہین القصہ حضرت کو نسبت
تینون طریقے کی یعنے قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کی قبل
مبادی کے یعنے مجاہدات اور مراقبات اور غیرہ کے حاصل
ہوئی لیکن نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کی سو بیان اوسکا
وہ ہی کہ بسبب برکت بیعت کے اور یمن توجہات
اوس جناب کے روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین
کی اور جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی متوجہ حال
پر انحضرت کے ہوئی اور قریب ایک مہینہ تک فی الجملہ

تنازع اور جھگڑا دونو روح کے درمیان مین حضرت کے
حق مین رہا اِسواسطے اُن دونون امام سے ہر ایک
امام حضرت کو بتمامہ اپنے طرف جذب کرتے تھے یعنے
کھینچتے تھے یہان تک کہ بعد گذرنے زمانہ تنازع کے اور واقع
ہونے اِس امر مین صلح اور شرکت کے ایک دن دونو
روح مقدس حضرت پر جلوہ گر ہوئین اور ایک پھر کے عرصہ
تک دونو امام نفس نفیس پر حضرت کے توجہہ قوی اور
تاثیر زور اور فرماتی تھین یہان تک کہ اوسی ایک پھر مین دونو
طریق کی نسبت حضرت کے نصیب ہوئی اور لیکن نسبت
چشتیہ پس بیان اوسکا وہی کہ ایک دن حضرت یعنی
سید صاحب جناب خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مزار منور کی طرف تشریف
فرما ہو کے مرقد مبارک پر اونکے مراقب بیٹھے اسی اثنا مین
روح پر فتوح سے اونکے ملاقات حاصل ہوئی اور وہ جناب
حضرت پر توجہہ بہت قوی فرمائے کہ بسبب اوسی توجہہ
کے نسبت چشتیہ کی حاصل ہونی شروع ہوئی بعد گذرنے
یک مدت کے ایک دن مسجد اکبرابادی واقعہ بلدہ

و ہلی مین اپنے مستفید و ن کی جماعت مین بیٹھے تھے چنانچہ
کاتب الحروف بھی سلک مین جو کتھہ چومنے والے اوس
محفل ہدایت منزل کے منسلک تھا اور سارے حضار
اوس مجلس کے جیب مراقبہ مین سر نیچا کیئے ہوئے تھے
اور حضرت سارے مستفید و ن پر توجہ فرماتے تھے بعد تمام
ہونے اوس مجلس ملایک مانوس کے کاتب الحروف
کے طرف متوجہ ہو کے فرمائے کہ آج حق جل و علا نے محض
عنایت سے اپنے بلا واسطہ کسی کے نسبت چشتیہ
کی اختتام مجھکو ارزانی فرمایا بعد اوسکے سکھلانے اور
بتلانے اور تعلیم اور تلقین مین طریقہ چشتیہ کے باز و ہمت
کا کھولے اور تجدید یعنے نیا کرنے مین اون شغلون کے کہ
یہہ کتاب مستطاب اوس پر مشتمل ہوئی فرمائے یہہ ہی تینون
نسبت کے استفادہ کی طریق اور لیکن استفادہ ساری
نسبتون کا مثل نسبت مجددیہ اور شاذلیہ کے اور امثال
اوسکے پس جانا چاہیئے کہ کمالات راہ نبوت کی صاحب
کمال کے دیدہ بصیرت کو سرمہ قدسی سے مزین کرتی ہی اور
بسبب سرمہ قدسی کے اونکے بصیرت کا نور تیزی قبول

کرتا ہی اور روح قدسی اونکی مثل کھلی آنکھ کے ہوتی
ہی یہان تک کہ یے لوگ بس چیز کے طرف [illegible] ت
کرتے ہین باریکی در باریکی کو اوس چیز کے کماحقہ اپنی استعداد
کے موافق پالیتے ہین پس گویا کہ ساری نسبت ولایت
کی راہ نبوت کے سالک کے کمال مین مجملا مندرج رہتی
ہی جب ادنی التفات کسی چیز کے طرف محقق ہوئی
حقیقت اوس چیز کی تمامی شرح اور بسط کے ساتھہ سامنے
بصیرت کے حاضر ہوئی نہ جاتے تو کہ مقصود اس کلام سے راہ
نبوت کے سالک کی فضیلت ہی راہ ولایت کے ایسہ پر
بلکہ مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ راہ نبوت کے سالک
کے نفس مین ایک نور قدسی ظاہر ہوتا ہی کہ اوس نور کے
سبب سے ہر صاحب نسبت کی نسبت کو گو کہ افضل
اور اعلی ہو دریافت کرنے سکتا ہی جیسا کہ مجموع نورین
قوت باصرہ رکھے ہین کہ بسبب اوس قوت کے
ہر جسم مشرق یعنے روشن ہونے والے کو اپنے ضعف
اور تیزی کے موافق دریافت کرتا ہی اگرچہ چمک اس
جسم کی نور بصری سے برتر اور قوی تر ہو واللہ اعلم جا

چاہئے کہ تعین اشغال اور اذکار اور مجاہدات اور
مراقبات کا حقیقت مین ظل اور عکس شریع کا ہی اور
جو شخص قرب الفرایض کے مقام مین قایم ہوتا ہی اگر
وہ عزیز انبیا کے قسم سے رہتا ہی لابد کوئی شریعت
والا ہوتا ہی اور اگر انبیا کے قسم سے نہین ہوتا ہی تو
معین کرنا وضع کا ایسی طریقون کے کہ موصلہ الی اللہ یعنے جو
طریقہ اللہ سے ملانے والا ہو بذر طبیعت سے اوسکے فوارہ
صفت جوش مارتا ہی اور اوسمین تعلیم اور تعلم یعنے
سیکھنے اور سکھلانے کو گنجایش نہین ہی * فایدہ *
اس چند باتون مین کہ مشتمل ہی حضرت کے اجمالی معاملے پر
اوسمین فایدے ہین بڑے بڑے اور منافع ہین عمدہ عمدہ
اون سبھون مین سے وہ ہی کہ صدر کلام مین مرقوم ہوا
اور اون سب سے تحدیث بنعمتہ اللہ ہی یعنے اللہ
کی نعمت کا بیان کرنا ہی اور * واما بنعمة ربك فحدث *
مین جو حکم اور امر کہ ہی اوسکا بجالانا ہی اور منجملہ اوسکے غافلون
کا بیدار کرنا ہی کہ جو شخص کہ طالب حق جل و علا کا ہو
اور سچی طلب حضرت حق کی دل سے اوسکے نکالا

ہو اوسکو ایسی ہدایت اپنے مطلب پاہی گے طرف
حاصل ہوتی ہی اور منجملہ اوسکے سارے اہل زمان کو
خبردار کرنا ہی کہ ولایت کو ممتنعات عقلی سے شمار کرکے
اور اوایل کے لوگون مین منحصر جان کے ولایت کے
منقطع اور ختم ہونے کے قایل ہوے ہین یعنے جس طرح
نبوت ختم ہوگئی اسیطرح ولایت بھی ختم ہوگئی
* والسلام علی من اتبع الہدی والحمد للہ اولا وآخرا
وظاہرا وباطنا وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ
وسلم * الحمد للہ کہ ترجمہ ہندی اس کتاب مستطاب صراط المستقیم کا
شعبان المعظم کی پہلی تاریخ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین اختتام پایا اور عبد الجبار
جو رحمت پروردگار کا امیدوار ہی اس کتاب کے خریدار سے توقع
رکھتا ہی کہ اول اون ورقون مین جو اس کتاب کے صدر مین
داخل کیا گیا ہی نظر دالکے حقیقت سے اس کتاب
مستطاب کے واقف ہوکے حق مین اس خاکسار کے دعای
خیر بیشمار کرین * ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیی لنا من
امرنا رشدا وصل علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما